نور المصابیح 1

فخر العلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت و دین
حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی
مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، تاڑبن، X روڈ، حیدرآباد، الہند
www.ziaislamic.com
zia.islamic@yahoo.co.in

نورالمصابیح 1

فخرالعلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت ودین حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین نورالمصابیح

جلد اوّل حصۂ اوّل

سلسلہ نشان حدیث	خلاصہ مضمون حدیث	صفحہ نور المصابیح	صفحہ زجاجۃ المصابیح
	کتاب الایمان		
1/3	حدیث جبرئیل علیہ السلام		
,,	ارکان اسلام پانچ ہیں		
,,	ارکان ایمان چھ ہیں		
,,	ارکان احسان دو ہیں		
2/4	قیامت اور اس کی نشانیاں		
ف	ایمان اور اسلام کے مباحث (1) کیا قول اور عمل داخل ایمان ہیں (2) کیا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے (3) کیا ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں		
,,	ایمان، حدیث میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد صرف عقیدہ اور اسلام سے مراد صرف اعمال ہیں		
,,	وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد عقیدہ اور عمل دونوں ہیں اور یہ ایمان کامل ہے		
,,	وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا، اعمال سے آراستہ ایمان ہے		
,,	ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو تو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل تو ہوگا لیکن ہمیشہ نہ رہے گا		

ف	عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے		
،،	ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی لیکن ایمان سے مراد طاعتیں ہوں تو ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے		
،،	ایمان اور اسلام مفہوم میں الگ ہیں لیکن مصداق میں ایک ہیں		
،،	ایمان شرعی میں تصدیق قلبی اور اقرار لسانی داخل ہیں اور عمل کمال ایمان کی شرط ہے		
،،	اقرار زبانی ایمان کا مشروط رکن ہے		
،،	اقرار زبانی کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے		
،،	جمہور محدثین کے نزدیک عمل کمال ایمان کا جزء ہے		
،،	ایمان، اسلام، تصدیق، اقرار اور عمل کے مباحث کا خلاصہ		
،،	مذکورہ مباحث کے لحاظ سے آیات اور احادیث میں تطبیق ممکن ہے		
3/5	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے		
4/6	ایمان کی ستّر (70) پر کئی شاخیں ہیں		
ف	اعمال ایمان میں مجازاً داخل ہیں		
5/7	کامل مسلمان اور حقیقی مہاجر کون ہے		
6/8	مسلمان کے کامل الایمان بن جانے کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ بیٹوں اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب بنالے		
7/9	حلاوت ایمانی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے		
8/10	ایمان کا مزہ کب حاصل ہوگا؟		
9/11	امت دعوت وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی خبر ملے اور وہ ایمان نہ لائے تو وہ دوزخی ہوگا		
ف	مسلمان امت اجابت ہیں اور باقی سارے جن وانس امت دعوت ہیں		
10/12	تین آدمیوں کے لئے دوہرا ثواب ہے		

11/13	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ وہ اس وقت تک جنگ کرتے رہیں، یہاں تک کہ لوگ کلمہ پڑھ لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں		
12/14	اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مسلمان کا ذمہ لیا ہے		
13/15	ایک اعرابی کو دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم سے) جنت کی بشارت، جبکہ انہوں نے جنت میں داخل کرنے والے اعمال پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کرلیا		
14/16	ایمان باللہ اور اس پر استقامت مسلمان کو بے نیاز کر دیتے ہیں		
15/17	ایک نجدی کو دربار نبوت سے نجات کی خوشخبری جب کہ انہوں نے نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کی پابندی پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کرلیا		
16/18	قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی دربار رسالت میں آمد، جنت میں داخل کرنے والے اعمال کی درخواست پر ابتدائی چاروں ارکان اور مال غنیمت سے پانچویں حصہ کی ادائی کی تلقین اور شراب کے چاروں قسم کے برتنوں کے استعمال سے ممانعت		
17/19	صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ امور پر بیعت لی		
18/20	عورتیں زیادہ خیرات کیا کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دوزخ کا بڑا حصہ عورتوں سے بھرا ہوا ہے		
19/21	اللہ تعالی کو جھٹلانا اور گالی دینا کیا ہے؟		
20/22	دوسری حدیث		
21/23	زمانہ کو برا بھلا کہنا اللہ تعالی کو ایذا دینا ہے		
22/24	اللہ تعالی سے بڑھ کر کوئی صابر نہیں کہ لوگ اس کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت اور رزق دیتا ہے		
23/25	بندوں پر اللہ تعالی کا حق کیا ہے اور اللہ تعالی پر بندوں کا کیا حق ہے؟		
24/26	لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی صدق دل سے دینے والے کے لئے آتش دوزخ حرام ہے		
25/27	جو لا الٰہ الا اللہ کہے اور اسی پر مر جائے تو وہ بالآخر جنت میں داخل ہوگا		

نمبر	عنوان		
26/28	ایسی چار باتیں جن کی گواہی دینے پر بندہ جنت میں داخل ہوگا		
27/29	اسلام، ہجرت اور حج ان تین چیزوں سے پچھلے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں		
28/30	جنت میں داخل کرنے والے اعمال چھ ہیں		
,,	بھلائی کے دروازے تین ہیں، روزہ، خیرات اور وسط شب میں نماز		
,,	فرمانبرداری اصل دین ہے، نماز دین کا ستون ہے اور جہاد دین کا اعلیٰ مقام ہے		
,,	سارے امور دین کا دارومدار زبان پر قابو رکھنے میں ہے کیونکہ بدزبانی کی وجہ سے ہی انسان جہنم واصل ہوتا ہے		
29/31	کامل الایمان کون شخص ہے؟		
30/32	دوسری حدیث		
31/33	سارے اعمال میں افضل عمل کیا ہے؟		
32/34	مسلم کامل اور مومن کامل کی پہچان کیا ہے اور حقیقی مجاہد کون ہے؟		
33/35	دوسری حدیث		
34/36	امانت داری کے بغیر ایمان کامل نہیں، اور عہد کی پابندی کے بغیر دین مکمل نہیں		
35/37	دین کی درستی، زبان کی درستی پر موقوف ہے اور زبان کی درستی دل کی درستی پر منحصر ہے		
36/38	لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے والے پر دوزخ حرام ہے		
37/39	اللہ تعالی کے یقین پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا		
38/40	بحالت شرک مرنے والا دوزخی ہے اور توحید پر مرنے والا جنتی		
39/41	لا الہٰ الا اللہ کا کہنے والا جنتی ہوگا اور جو لا الہٰ الا اللہ نہ کہے وہ کسی حال میں جنتی نہیں ہوسکتا مسلمان لا الہٰ الا اللہ کہنے کے بعد یا پہلے پہل ہی جنتی ہو جائے گا یا گناہوں کی سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوگا۔ بہرحال مسلمان کے لئے جنت یقینی ہے، برخلاف کافر کے کہ وہ کسی صورت میں بھی لا الہٰ الا اللہ کہے بغیر جنتی نہیں بن سکتا		
,,	جس خوشخبری سے عمل میں کوتاہی کا اندیشہ ہو اس کو چھپایا جاسکتا ہے		

		جنت کی کنجیاں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے	40/42
		کلمۂ طیبہ موجب نجات ہے	41/43
		کلمۂ اسلام تمام روئے زمین کے گوشہ گوشہ میں پہنچے گا اور انسانوں کی عزت وذلت اسی کلمہ سے وابستہ ہوگی	42/44
		لا الٰہ الا اللہ جنت کی دندانے دار کنجی ہے	43/45
		اسلام کو بہتر بنالیا جائے تو اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا	44/46
		مومن کو نیکی سے خوشی اور برائی سے رنج ہوتا ہے اور گناہ کی چیز کی طرف سے دل میں کھٹکا ہوتا ہے	45/47
		خوش کلامی اور کھانا کھلانا اسلام ہے، صبر اور سخاوت ایمان ہے، افضل اسلام، افضل ایمان، افضل نماز، افضل ہجرت، افضل وقت کیا کیا ہیں؟	46/48
		انسان کی نجات تین چیزوں پر منحصر ہے	47/49
		افضل ایمان میں چار باتیں شامل ہیں	48/50
		(1) باب الکبائر وعلامات النفاق	
		بدترین گناہ کیا ہیں؟	1/51
		بڑے گناہ چار ہیں	2/52
		دوسری حدیث	3/53
		سات چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں	4/54
		وہ سنگین گناہ جن کے ارتکاب کے وقت ایمان باقی نہیں رہتا	5/55
		دوسری حدیث	6/56
		ایمان کے باقی نہ رہنے کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ کا قول	,,
		منافق کی تین علامتیں ہیں	7/57
		جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے	8/58
		منافق کی مثال	9/59
		نو(9) واضح احکام کیا ہیں؟	10/60

ف	کسی عالم یا بزرگ کے قدم چوم سکتے ہیں یا نہیں؟		
11/61	تین باتیں اصل ایمان ہیں		
12/62	بوقت زنا ایمان سر پر سایہ کرتا ہے اوراس عمل سے فارغ ہونے پر واپس لوٹ آتا ہے		
13/63	معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس وصیتیں		
14/64	نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور اب کفر ہے یا ایمان		
	(2) باب فی الوسوسۃ		
1/65	ایسے وسوسے معاف ہیں جو دل ہی دل میں رہیں اور عمل یا زبان سے ظاہر نہ ہوں		
2/66	وسوسے ایمان کی علامت ہیں		
3/67	شیطان جب وسوسے پیدا کرے تو اللہ سے پناہ مانگے اوران سے رک جائے		
4/68	یہ وسوسہ پیدا ہو کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو ایسے موقع پر کیا کیا جائے		
5/69	ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مطیع ہو گیا ہے		
6/70	شیطان انسان کے خون میں خون کی روانی کی طرح جاری وساری رہتا ہے		
7/71	ولادت کے وقت بچہ کا چلانا شیطان کے چھونے سے ہوتا ہے		
8/72	نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوتا ہے		
9/73	ابلیس کس طرح انسانوں کے درمیان فتنوں کا جال پھیلاتا ہے		
10/74	جزیرۂ عرب میں شیطان کی پرستش نہ ہوگی البتہ خانہ جنگی بند نہ ہوگی		
11/75	دوسری حدیث		
12/76	انسان وسوسہ کے وقت اللہ سے پناہ مانگے اور نیکی کی تحریک پر اللہ کا شکر ادا کرے		
13/77	وسوسے پیدا ہوں تو بائیں طرف تین بار تھوک دیں اور شیطان سے اللہ کی پناہ میں آئیں		
14/78	بدترین وسوسہ کیا ہے		
15/79	دوسری حدیث		
16/80	نماز میں جب وسوسے پیدا ہوں تو کیا کریں؟		

		نماز وہم اور وسوسے کے باوجود جاری رہنی چاہئے	17/81
		(3) باب الایمان بالقدر	
		مخلوق کی تقدیریں کب لکھی گئیں	1/82
		ہر چیز تقدیر سے ہے	2/83
		حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقدیر کے بارے میں مناظرہ	3/84
		بچہ کی تقدیر سے چار باتیں روح پھونکنے سے پہلے لکھ دی گئی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوتا ہے	4/85
		اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہوتا ہے	5/86
		انسان کا جنتی ہونا یا دوزخی ہونا اس حالت میں طے ہو چکا جب کہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھا	6/87
		ہر شخص کے لئے وہ عمل آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوتا ہے	7/88
		آدمی کے لئے اگر زنا مقدر ہے تو وہ اس میں ضرور مبتلا ہوگا۔	8/89
		دوسری حدیث	9/90
		انسان اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کر رہے ہیں	10/91
		ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کے اندیشہ سے خصی ہونے کی اجازت مانگنے پر ارشاد ہوا کہ جو کچھ تم پر پیش آنے والا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے	11/92
		تمام انسانوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ میں قلب کے مانند ہیں	12/93
		ہر بچہ کی پیدائش فطرت یعنی اسلام پر ہوتی ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں	13/94
		حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں پر مشتمل ایک خطبہ ارشاد فرمایا	14/95
		سب کے رزق کی ترازو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے کہ کسی پر کشادہ کرتے ہیں اور کسی پر تنگ	15/96
		دوسری حدیث	16/97

		مشرکین کے بچے جوعمل کرنے والے تھے اس کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں	17/98
		اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس کو حکم دیا تو قلم نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا	18/99
		سورۂ اعراف کی آیت (واذ اخذ ربک من بنی آدم) کا ترجمہ اور تفسیر	19/100
		یوم الست میں آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت کو باہر نکالا گیا ان میں سے ایک حصہ تو جنتی تھا اور دوسرا دوزخی، جنتی جنت والے عمل پر مرے گا اور دوزخی دوزخ والے عمل پر مرے گا	،،
		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے ایک میں اہل جنت کی تفصیل تھی اور دوسرے میں اہل دوزخ کی تفصیل تھی، پھر حضور نے فرمایا اعمال نیک کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے رہو۔	20/101
		دعاء اور دوا سب اللہ کی تقدیر سے ہیں	21/102
		پچھلی امتیں تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے ہلاک ہوئیں	22/103
		انسان کے رنگ اور مزاج کا اختلاف مٹی کے اختلاف کی وجہ سے ہوا کرتا ہے	23/104
		انسان کی ہدایت اور گمراہی کا سبب کیا ہے	24/105
		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اکثر یہ ہوا کرتی تھی، اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ	25/106
		انسان کا دل ایک پر کے مانند ہے جو کھلے میدان میں پڑا ہو	26/107
		وہ چار باتیں جن کے بغیر مومن، مومن نہیں	27/108
		دو گروہ کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں، ایک مرجیہ اور دوسرے قدریہ	28/109
		قدریہ اور مرجیہ کون ہیں	،،
		منکرین تقدیر پر خسف اور مسخ ہوگا	29/110
		قدریہ اس امت کے مجوس ہیں	30/111
		منکرین تقدیر سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے	31/112

32/113	وہ چھ آدمی کون ہیں جن پر اللہ نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر مستجاب الدعاء نبی نے لعنت کی ہے		
33/114	جس کو جس سرزمین میں مرنا ہے وہ وہیں جا کر مرے گا		
34/115	ہر بچہ پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت پر پیدا ہوتا ہے		
35/116	ہر بندے کے متعلق پانچ باتیں ایسی ہیں جن سے اللہ تعالی فارغ ہو چکے ہیں		
36/117	تقدیر کے مسئلہ میں جو بھی کلام کیا جائے گا اس پر باز پرس ہوگی		
37/118	تقدیر پر ایمان کے بغیر نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ نجات ممکن ہے		
38/119	منکرین تقدیر پر خسف، مسخ اور قذف ہوگا		
39/120	مسلمانوں کے بچے جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش میں ہوں گے		
40/121	حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش پر ساری نسل انسانی کا آپ کی پشت سے نکل پڑنا		
،،	داؤد علیہ السلام کی خصوصیت		
،،	حضرت آدم علیہ السلام کی ملک الموت سے بحث		
،،	بھول اور خطاء انسان کو حضرت آدم علیہ السلام سے ترکہ میں ملے ہیں		
41/122	آدم علیہ السلام کی اولاد میں جنتی اور جہنمی کون ہیں؟		
42/123	ایک صحابی کا بستر مرگ پر تقدیر والی حدیث کو یاد کر کے بے قرار ہونا		
43/124	میدانِ عرفہ میں اللہ تعالی کا تمام اولاد آدم علیہ السلام سے اپنے رب ہونے پر عہد وقرار کا لینا تا کہ قیامت میں حجت نہ کریں		
44/125	یوم میثاق میں اللہ تعالی کے رب اور معبود ہونے پر تمام انسانوں کا اقرار اور اس اقرار پر آسمانوں اور زمینوں اور آدم علیہ السلام کو گواہ بنانے کی تفصیل اور انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت		
45/126	پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے، لیکن انسان اپنی پیدائشی اوصاف سے نہیں ہٹ سکتا		
46/127	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر ڈالی ہوئی بکری سے تکلیف، اس وقت لکھی جا چکی تھی جبکہ آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں تھے		

		(4) باب اثبات عذاب القبر	
		قبر سے کیا مراد ہے؟	
		مسلمان سے قبر میں کیا سوال ہوگا اور وہ کیا جواب دے گا؟	1/128
		دوسری حدیث	2/129
		قبر میں مومن سے کیا سلوک ہوگا اور منافق اور کافر پر کیا گزرے گی؟	3/130
		عذاب قبر کو جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں سن لیتی ہیں	،،
		مرنے کے بعد قبر میں ہر ایک پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے	4/131
		حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے	5/132
		حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کا بدک جانا جبکہ آپ چند قبروں کے پاس سے گزر رہے تھے	6/133
		وہ چار چیزیں جن کی اللہ سے پناہ مانگی جائے	،،
		منکر ونکیر قبر میں کیا کیا سوالات کرتے ہیں؟	7/134
		مومن قبر میں فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دے دیتا ہے تو اس کو قبر ہی میں جنت کی نعمتیں ملنے لگتی ہیں	8/135
		کافر پر عذاب دوزخ قبر ہی سے شروع ہو جاتا ہے	،،
		حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی تر ہو جاتی	9/136
		قبر آخرت کی پہلی منزل ہے	،،
		قبر سے زیادہ کوئی منظر ہولناک نہیں	،،
		میت کے دفن کے بعد قبر کے پاس کتنی دیر ٹھہرنا چاہئے؟	10/137
		کافر کو قبر میں ننانوے اژدھے قیامت تک ڈستے رہیں گے	11/138
		دفن کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر قبر تنگ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے دیر تک سبحان اللہ پڑھا یہاں تک کہ قبر کشادہ ہوگئی	12/139
		دوسری حدیث	13/140

14/141	فتنۂ قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ارشاد فرمانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا آہ وبکا کرنا		
15/142	میت کو دفن کے بعد قبر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج ڈوب رہا ہے		
16/143	نیک مسلمان سے قبر میں کیسا سلوک ہوگا		
،،	قبر میں برے آدمی پر کیا گزرے گی		
	(5) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ		
1/144	دین میں نئی بات کا پیدا کرنا قابل رد ہے		
2/145	بہترین سیرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے		
3/146	اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں تین شخص مبغوض ترین ہیں		
4/147	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار داخل جنت ہوگا اور آپ کا نافرمان منکر ہے		
5/148	فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک مثال دے کر واضح کرنا		
6/149	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سب کے لئے ایک مکمل نمونہ ہے تو جو آپ کے طریقہ سے روگرداں ہو جائے اس کا آپ سے کوئی تعلق نہیں		
7/150	دین میں غلو کرنے والوں پر تنبیہ		
8/151	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی بات لئے بغیر چارہ نہیں، لیکن آپ اپنی رائے ظاہر فرمائیں تو کیا کیا جائے؟		
9/152	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دین کی مثال اور آپ کی فرمانبرداری اور نافرمانی کرنے والوں کی مثال		
10/153	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی ایک اور مثال وضاحت کے ساتھ		
11/154	دوسری حدیث		
12/155	علم رسالت کی ایک روشن تمثیل		
13/156	متشابہ آیات کی ٹوہ میں رہنے والوں کا شمار کج رَو گروہ میں ہے		
14/157	پچھلی امتوں میں لوگ کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے ہلاک ہوئے ہیں		

15/158	مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم مسلمان کون ہے؟		
16/159	آخری زمانہ میں بکثرت دجال اور کذاب پیدا ہوں گے، ان سے دور رہنے کی تاکید		
17/160	اہلِ کتاب کی نہ تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب		
18/161	کسی چیز کو سن کر بلا تحقیق بولتا پھرنا بھی جھوٹ ہے		
19/162	جہاد بالید، جہاد باللسان اور جہاد بالقلب کی ضرورت		
20/163	ہدایت کی طرف بلانے والے کی فضیلت اور گمراہی کی طرف بلانے والے کی مذمت		
21/164	اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا		
22/165	ایمان مدینہ منورہ کی جانب سمٹ کر آجائے گا		
23/166	چند فرشتوں نے اللہ تعالی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور جنت کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا		
24/167	انکار حدیث کے فتنہ کی جانب اشارہ اور اس کی مذمت		
25/168	منکرین حدیث کی تردید اور ان چیزوں کا ذکر جن کی حرمت اور حلت قرآن میں موجود نہیں بلکہ صرف حدیث سے ثابت ہوتی ہے		
26/169	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ میں منکرین حدیث کا رد فرمانا اور ان چیزوں کا ذکر فرمانا جن کی ممانعت صرف حدیث سے ثابت ہوتی ہے		
27/170	مسلمان حاکم کی اطاعت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے اختیار کرنے پر تاکید		
28/171	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچ کر صراط مستقیم اور گمراہ راہوں کی تفہیم فرمائی (راہ حق، ایک ہے، ناحق بہت ہیں)		
29/172	کوئی شخص پورا ایماندار نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہشات شریعت کے تابع نہیں ہوتیں		
30/173	کسی مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب اور دین میں نئی بات پیدا کرنے کا گناہ		

31/174	دین، حجاز میں سمٹ کر آجائے گا		
،،	غریب الوطنوں کو خوشخبری اور یہ کون ہیں؟		
32/175	بنی اسرائیل (72) فرقوں میں بٹ گئے اور امت محمد یہ (صلی اللہ علیہ وسلم) 73 فرقوں میں تقسیم پا جائے گی اور نجات صرف اسی فرقے کو ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ کا پابند رہے		
33/176	دوسری حدیث (106)		
34/177	امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم گمراہی پر جمع نہیں ہوگی کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے		
35/178	جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع نہ کرے گا اس کو تنہا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا		
36/179	دل میں کسی کی طرف سے برائی کا نہ ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا طریقہ ہے جو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب کرے گا		
37/180	فساد امت کے زمانے میں پابند سنت کو (100) شہیدوں کا اجر ملے گا		
38/181	اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا		
39/182	جنت میں داخل ہونے کی تین شرطیں کیا ہیں؟		
40/183	آخری زمانے میں عمل میں تخفیف کے باوجود نجات کی خوشخبری		
41/184	کسی قوم کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا دین میں جھگڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے		
42/185	دین کے بارے میں بیجا سختی مناسب نہیں		
43/186	قرآن، پانچ قسم کی باتوں پر نازل ہوا ہے		
44/187	احکام تین قسم کے ہیں		
45/188	جماعت اور جمہور کو لازم کرلیا جائے کیونکہ شیطان جماعت سے دور رہنے والے کو پکڑ لیتا ہے		
46/189	جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو جائے تو اس نے اسلام کا طوق گردن سے اتار دیا		

47/190	اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جب تک عمل رہے گا گمراہ نہیں ہو سکتے		
48/191	دین میں جس قدر نئی بات نکالی جائے گی اسی قدر سنت اٹھالی جائے گی		
49/192	بدعت کی مذمت		
50/193	بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے ڈھانے میں مدد کرنا ہے		
51/194	احکام خداوندی کی تعمیل کا ثمرہ		
52/195	دوسری حدیث (112)		
53/196	صراط مستقیم کی اللہ تعالی نے کس طرح مثال دی ہے؟		
54/197	دوسری حدیث		
55/198	اسوۂ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اہمیت اور اس پر عمل، نجات کی علامت ہے		
56/199	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توراۃ کو دیکھ کر غضبناک ہوجانا اور ارشاد فرمانا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی فرماتے		
57/200	احناف کے پاس کتاب اور سنت میں نسخ کی چار صورتیں ہیں		
،،	امام شافعی رحمۃ اللہ کے پاس نسخ کی صرف دو صورتیں جائز ہیں		
،،	کلامی لاینسخ کلام اللہ سے کیا مراد ہے؟		
،،	حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث		
،،	قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا		
،،	قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو نسخ کرنا		
،،	ایک حدیث کے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث		
،،	فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا؟		
58/201	دوسری حدیث		
59/202	چند اہم اعمال پر پابندی کی تاکید		

		(2) کتاب العلم	
1/203	وعظ اور تبلیغ کی اہمیت اور غلط بیانی کی وعید		
2/204	جھوٹا کون ہے؟		
3/205	دین کی سمجھ کی فضیلت		
4/206	لوگ اخلاق کے لحاظ سے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح ہیں		
5/207	وہ دو شخص کون ہیں جن پر رشک کیا جاسکتا ہے؟		
6/208	وہ تین اعمال جن کے اجر وثواب کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے		
7/209	مومن کی زندگی کن قسم کے اعمال سے بھرپور رہنی چاہئے		
،،	علم دین کی طلب میں محنت کرنے کا ثمرہ		
،،	قرآن کی تلاوت اور اس کا درس، اطمینان اور رحمت حق کے نزول کا سبب ہے		
،،	قرب خداوندی عمل سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے		
8/210	شہادت، تعلیم دین وقرآن اور سخاوت، اگر یہ سارے اعمال (اخلاص کے بغیر شہرت وناموری کے لئے کئے جائیں گے تو آخرت میں دوزخ کا گڑھا ہی نصیب ہوگا		
9/211	علماء کا اٹھ جانا علم کا اٹھ جانا ہے جاہل سردار خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں		
10/212	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنجشنبہ کو وعظ فرمایا کرتے ہیں		
11/213	کسی بات کا اہتمام مقصود ہوتا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین بار ارشاد فرماتے		
12/214	خیر کی طرف رہبری کرنے والے کو اس خیر کے کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا		
13/215	قبیلہ مضر کے چند شکستہ حال اشخاص کی دربار نبوت میں حاضری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے خیرات کا جمع کروانا		
،،	جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے والے کا بھی ثواب ملے گا اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا بھی عذاب ملے گا		

14/216	جب کبھی خونِ ناحق ہوتا ہے تو اس قاتل کا پورا گناہ قابیل کو، قتل کے موجد ہونے کی حیثیت سے پہنچتا ہے		
15/217	ایک شخص کا صرف ایک حدیث کے لئے مدینہ منورہ سے دمشق تک سفر کرنا		
،،	اللہ تعالی علم دین کے طلب کو جنت کے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اس کے لئے پر بچھاتے ہیں اور تمام مخلوق اور مچھلیاں اس کے لئے دعاء مغفرت مانگتی ہیں		
،،	علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں		
16/218	عابد پر عالم کی فضیلت		
،،	معلم خیر کا مرتبہ		
،،	خشیتِ الٰہی علم اور آگہی کا ثمرہ ہے		
17/219	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو طالبین کے بارے میں وصیت فرمانا		
18/220	حکمت اور دانائی کی بات حکیم یعنی مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے		
19/221	ایک عالم، شیطان پر ہزار عابد سے گراں ہے		
20/222	علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے کی وعید		
21/223	خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ منافق میں نہیں جمع ہوتیں		
22/224	علم دین کے طالب کی فضیلت		
23/225	علماء کے لئے جنت کی خوشخبری		
24/226	مومن کو کلمۂ خیر کے سننے سے کبھی سیری نہیں ہوتی		
25/227	علم کو چھپانے کی وعید		
26/228	دوسری حدیث		
27/229	جو علماء سے مقابلہ کرنے اور بیوقوفوں سے جھگڑنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے		
28/230	دوسری حدیث		
29/231	علم دین کو دنیوی فائدہ کی غرض سے سیکھنے والے کی وعید		

		احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھ کر پہنچانے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	30/232
		عمل میں اخلاص، مسلمانوں کی خیر خواہی، عقائد اور عمل میں مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی یہ تین باتیں مومن میں لازماً پائی جاتی ہیں	,,
		لسان نبوت سے حدیث کی خدمت کرنے والے کے لئے خوشحالی کی دعاء	32/234
		حدیث کے بیان کرنے میں احتیاط کی تاکید، اور قصداً غلط بیان کرنے والے کی وعید	34/236
		قرآن کی تفسیر بغیر سند اور علم کے بیان کرنے والے کا ٹھکانا دوزخ ہے	36/238
		اپنی رائے سے قرآن کی صحیح تفسیر بیان کرنا بھی غلط بیان ہے	38/240
		قرآن میں جھگڑنا کفر ہے	39/241
		قرآن میں جھگڑے کی توضیح اور اس کا علاج	ف
		پچھلی امتیں کتاب اللہ میں جھگڑنے سے برباد ہوئی ہیں	40/242
		جس بات کا علم نہ ہو، اس کو عالم کے سپرد کردینا چاہئے	,,
		قرآن سات طرح پر نازل کیا گیا ہے	41/243
		قرآن کے ظاہر اور باطن کی توضیح	(ف)
		علوم دین کیا ہیں؟	42/244
		اصول دین چار ہیں کتاب، سنت، اجماع، اور قیاس	ف
		تین شخص وعظ کہا کرتے ہیں امیر، ماموراور متکبر	43/245
		بے علم فتویٰ دینے کی وعید	46/248
		مشورہ کس طرح دیا جائے؟	,,
		مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات ممنوع ہیں	47/249
		فرائض اور قرآن سکھانے کی تاکید	48/250
		علم وحی کا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کی وجہ سے) اٹھ جانا	49/251
		علم کی طلب میں دور دراز کا سفر اختیار کیا جائے گا	50/252

،،	عالم مدینہ کون تھے؟		
51/253	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمیہ ارشاد فرمایا کہ دین ثریا پر بھی ہو تو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا		
،،	علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ فارس کے شخص سے امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں		
،،	علامہ شامی کی تائید کہ حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہیں کیونکہ اہل فارس سے امام کے درجۂ علم کو کوئی نہ پہنچ سکا		
54/256	امت کے اصلاح کے لئے ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا		
55/257	امت کے انتظام اور دینی تحریفات کی اصلاح کے لئے ثقہ اور عادل لوگ ہمیشہ موجود رہیں گے		
56/258	اس شخص کی فضیلت جو اسلام کے زندہ کرنے کی خاطر علم حاصل کرتا ہوا مر جائے		
57/259	فرض نمازوں کے بعد دین کی تعلیم کے لئے بیٹھ جانا افضل ہے یا دن بھر روزے رکھکر تمام رات عبادت کرنا؟		
58/260	دین کی صحیح فکر رکھنے والے کی فضیلت		
ف	اہل علم کے لئے ایک مفید راہِ عمل		
59/261	ہر ہفتہ میں کتنے مرتبہ وعظ کہنا چاہئے؟		
،،	ابن عباس رضی اللہ عنہما کی واعظین کو ہدایت		
60/262	طلب علم کی فضیلت		
61/263	وہ اعمال جن کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے		
62/264	علم کی طلب میں راستہ چلنے کی فضیلت، نابینا کو جنت کی خوشخبری، علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے دین کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے		
63/265	رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا اور پڑھانا تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے		
64/266	مجلس عبادت و دعا اور مجلس علم دونوں خیر پر ہیں لیکن مجلس علم افضل ہے		

65/267	امت کے نفع کے لئے دینی امور کی چالیس حدیثیں حفظ کرنے والے کے لئے ایک بڑی خوشخبری		
66/268	سب سے زیادہ سخی کون ہے؟		
,,	وہ عالم جس نے علم کی اشاعت کی ہو وہ قیامت کے دن امیر کی طرح آئے گا		
67/269	دو حریص ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ علم کا بھوکا اور دنیا کا بھوکا		
68/270	صاحب علم اور دنیا دار کبھی سیر نہیں ہوتے		
69/271	امراء کے پاس آمد ورفت رکھنے والے علماء کی مذمت		
70/272	سرداری کس طرح حاصل ہوسکتی ہے علم کو معاش کا ذریعہ بنایا جائے تو ذلت حاصل ہوتی ہے جس نے ساری فکروں کو آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالی اس کے لئے کافی ہوجاتے ہیں		
72/274	علم کی آفت نسیان ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ نااہل کے سامنے بیان کیا جائے		
73/275	درحقیقت اہل علم کون ہیں؟		
,,	طمع، علماء کے دلوں سے علم کی برکت کو نکال دیتی ہے		
74/276	برے علماء بدترین خلائق ہیں اور اچھے علماء بہترین خلائق ہیں		
75/277	اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرنے والا بدترین شخص ہے		
76/278	وہ تین چیزیں جو اسلام کو برباد کردیتی ہیں		
77/279	کارآمد علم وہ ہے جو دل میں اتر جائے اور وہ علم جو زبان پر ہو وہ انسان پر وبال ہے		
78/280	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم ملے		
79/281	کسی چیز کا علم نہ ہو تو اللہ اعلم کہہ دینا ہی شانِ علم ہے		
80/282	علم دین کے لئے استاذ کے انتخاب میں احتیاط کی تاکید		
81/283	سلف صالح کی اتباع کو چھوڑنا گمراہی میں پڑنا ہے		

82/284	ریا کار علماء اور قاری، جبّ الحزن یعنی جہنم کی شدید ترین وادی میں ڈال دیئے جائیں گے مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس آیا جایا کرتے ہیں		
83/285	دور فتن کے آثار کیا ہیں؟		
84/286	علم پر عمل نہ کریں تو علم اٹھ جاتا ہے		
86/288	علم دین کے سیکھنے کی تاکید اور اس کا سبب		
87/289	وہ علم جس سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچے ایسا خزانہ ہے جس کو راہ خدا میں خرچ نہ کیا جائے		
	(3) کتاب الطہارۃ		
1/290	وضوء نماز کی کنجی ہے، اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے		
2/291	نماز جنت کی کنجی ہے		
3/292	اچھی طرح طہارت نہ کی جائے تو امام پر قرآن پڑھنے میں تشابہ ہو جاتا ہے		
	(6) باب فضائل الوضوء		
1/293	طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے اور نماز نور ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت		
ف	ایسے وضوء میں جس سے گناہ دور ہوتے ہوں نیت شرط ہے۔		
3/295	سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کا ثواب روزہ نصف صبر ہے، طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے		
4/296	مشقت میں کامل طور پر وضوء کرنے، مسجدوں کو دور ہونے کے باوجود بار بار جانے اور مسجد میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت		
ف	رباط کس کو کہتے ہیں؟		
6/298	اچھی طرح وضوء کرنے سے صغیرہ گناہ جسم سے خارج ہو جاتے ہیں		
7/299	وضوء میں ہر عضو کے دھو لینے کے بعد تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں		
8/300	وہ کونسی نماز ہے جس کی وجہ سے تمام پچھلے گناہ بجز کبائر کے مٹا دیئے جاتے ہیں		
9/301	ایسا وضوء اور نماز جس کی وجہ تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائینگے		

		کس وضوء اور نماز سے جنت واجب ہوگی	10/302
		وضوء میں پورے آداب کا لحاظ کر کے شہادتیں پڑھنے کی فضیلت	11/303
		وضوء کے بعد سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَد اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھنے کی فضیلت	12/304
		وضوء کے بعد کی دعا	ف
		اچھی طرح وضوء کر کے شہادتیں پڑھنے کی فضیلت	13/305
		اس امت کا لقب قیامت کے دن اعضاء وضوء کے منور ہونے کی وجہ سے کیا ہوگا؟	14/306
		وضو کا نور کیا ہے؟	ف
		مومن کا زیور کیا ہے؟	15/307
		اعمال میں نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں اور وضو کی محافظت صرف مومن ہی کر سکتا ہے۔	16/308
		وضوء پر وضوء کرنے کا ثواب	17/309
		وضوء کے وقت ہر عضو سے گناہ نکل جاتے ہیں	18/310
		قبرستان میں کیا دعا پڑھی جائے	19/311
		حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو بروز قیامت ہاتھ اور پیر اور پیشانی پر وضوء کے نور کی وجہ سے پہچان لیں گے	ف
		قیامت کے دن سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی اجازت ملے گی	20/312
		وہ تین علامتیں جن کی وجہ سے روز محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پہچان لیں گے	،،
		(7) باب مایوجب الوضوء	
		نماز بغیر وضوء کے قبول نہیں ہوتی	1/313
		مال حرام سے خیرات مقبول نہیں	2/314
		مذی کیا چیز ہے؟	،،
		منی سے غسل اور مذی سے وضوء واجب ہوتا ہے	،،
		مذی نکلنے پر کیا شرمگاہ کا دھونا بھی واجب ہے؟	ف

4/316	مذی کیلئے صرف وضوء کافی ہے		
5/317	مذی سے وضوء اور منی سے غسل لازم آتا ہے۔		
6/318	مذی خارج ہو تو شرم گاہ کو دھو لے اور وضوء کرلے		
7/319	پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا		
8/320	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرما کر تازہ وضوء کئے بغیر نماز ادا فرمائی		
10/322	پکی ہوئی چیز کے کھانے سے تازہ وضوء کی ضرورت نہیں		
14/326	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی چیز تناول فرما کر وضوء نہیں فرمایا کرتے تھے		
17/329	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گوشت تناول فرما کر تازہ وضوء نہیں کیا		
18/330	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا کھایا اور تازہ وضوء نہیں فرمایا		
19/331	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھا کر تازہ وضوء نہیں کیا		
20/332	ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے پر وضوء نہ کرنے کے متعلق ایک لطیف مکالمہ		
22/334	اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کرنا مستحب ہے		
23/335	دودھ پی کر کلی کی جائے		
24/336	ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں		
25/337	شبہ کے موقع پر جب تک کہ ہوا کے نکلنے کی آواز نہ سن لے، یا محسوس نہ کرلے وضوء نہیں ٹوٹتا اور وضوء ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں یقین پر عمل کرے		
26/338	ہوا آواز سے نکلنے یا بدبو ظاہر ہو تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔		
27/339	عورتوں سے لواطت نہ کی جائے		
28/340	نیند سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے		
29/341	بیٹھے ہوئے سو جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا		
,,	قیام، رکوع یا سجدہ کی حالت میں نیند لگ جانے سے بھی وضوء نہیں جاتا کروٹ سو رہنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے		
34/346	زمین پر پہلو رکھ کر سو جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔		

37/349	شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضوءنہیں ٹوٹتا		
،،	امام ترمذی کے پاس ’’طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث‘‘ زیر نظر مسئلہ سے متعلقہ حدیثوں میں صحیح ترین حدیث ہے		
،،	امام ابن مدینی رحمتہ اللہ علیہ بھی حدیث طلقؓ کو حدیث بسرہ سے بلحاظ سند قوی تر قرار دیتے ہیں		
،،	امام محی السنۃ کا اعتراض کہ طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے		
،،	امام ابن الہمام کا مفصل اور مدلل جواب کہ کسی طرح حدیث طلق منسوخ نہیں قرار دی جاسکتی		
،،	حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر جلیل القدر صحابہ کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوءنہیں ٹوٹتا		
38/350	حضرت ابن عباس اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے وضوءنہیں ٹوٹتا		
42/354	عورت کو چھونے سے وضوءنہیں ٹوٹتا		
،،	صاحب مشکوٰۃ کا اعتراض		
،،	علامہ طیبی کا جواب		
،،	صاحب مشکوۃ کا دوسرا اعتراض اور دوسرے اعتراض کا جواب		
47/359	حضرت علی، ابن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کے پاس لمس سے مراد جماع ہے		
51/363	ہر بہنے والے خون سے وضوءٹوٹ جاتا ہے		
،،	دار قطنی کا پہلا اعتراض		
،،	جواب		
،،	دار قطنی کا دوسرا اعتراض		
،،	دار قطنی کے دوسرے اعتراض کا مفصل اور مدلل جواب		
52/364	قئے کرنے سے وضوءٹوٹ جاتا ہے		

53/365	نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضوء اور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں		
56/368	مباشرت فاحشہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے		
ف	مباشرت فاحشہ کس کو کہتے ہیں		
	(8) باب آداب الخلاء		
1/369	پیشاب اور پاخانہ کے وقت گھر ہوں یا جنگل قبلہ کی جانب منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہے		
6/374	دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا ممنوع ہے		
8/376	بیت الخلاء میں قبلہ رخ یا پیٹھ نہ کرنے کا اجر		
9/377	مسجد کے جانب پیشاب نہ کیا جائے		
10/378	مساجد کے دروازوں پر پیشاب نہ کیا جائے		
11/379	بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھی جائے؟		
12/380	پاخانوں میں شیاطین رہتے ہیں اس لئے دعا پڑھی جائے		
13/381	بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہ کے درمیان پردہ ہے		
15/383	بیت الخلاء سے باہر نکل کر (غفرانکَ) پڑھنا چاہئے		
16/384	بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دعا		
17/385	پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے اور چغلخوری سے عذاب قبر ہوتا ہے		
18/386	راستہ یا سایہ میں پیشاب کرنے سے لعنت کی جاتی ہے		
19/387	تین چیزیں لعنت کا سبب ہیں		
20/388	پیتے وقت برتن میں سانس نہ لی جائے		
21/389	سیدھے ہاتھ سے کونسا کام نہ کیا جائے		
23/391	سیدھا اور بایاں ہاتھ کن کن کاموں کے لئے ہے		
ف	ایک تنبیہ		
24/392	سرمہ طاق عدد میں لگائے		

،،	طہارت کے لئے ڈھیلے بھی طاق عدد لیوے		
،،	خلال کرنے کے آداب		
،،	رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو شیطان دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے		
25/393	ایک پتھر یا ڈھیلے سے بھی طہارت حاصل کی جاسکتی ہے		
26/394	طہارت میں دو ڈھیلوں پر بھی اکتفا جائز ہے		
28/396	خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت ممنوع ہے کیوں کہ یہ جنوں کی غذا ہیں		
29/397	داڑھی میں گرہ لگانے ،گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنے،اور ہڈی یا جانور کی بیٹ سے طہارت کرنے والوں پر وعید		
30/398	ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت جائز نہیں		
،،	پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لئے صرف ڈھیلے اور پتھر بغیر پانی کے کافی ہوسکتے ہیں		
،،	تنبیہ		
35/403	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے وقت چھینٹ سے بچنے کے لئے برچھی سے زمین کو نرم فرمایا کرتے تھے		
36/404	پانی سے طہارت کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا چاہیئے		
37/405	رفع حاجت کے بعد ڈھیلے یا پتھر کے بعد پانی سے طہارت کی ضرورت		
38/406	طہارت کے بارے میں اہل قبا کی تعریف کا سبب		
39/407	حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو انگوٹھی ،نقش کی وجہ سے نکال دیتے		
41/409	پیشاب کے وقت نرم زمین تلاش کرنا چاہیئے		
42/410	بیت الخلاء میں بیٹھنے کا ادب		
43/411	غسل اور وضوء کی جگہ پیشاب نہ کریں کہ اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں		
44/412	سوراخ میں پیشاب نہ کرنے کی تاکید		
45/413	قضاءحاجت کے وقت دو آدمیوں کے کس عمل سے اللہ تعالی غضبناک ہوتے ہیں		

ف	شک کے موقع پر شرمگاہ کی جگہ پاجامہ پر پانی چھڑکنا چاہئے		
50/418	پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہئے		
51/419	ستر پوشی کے مذاق اڑانے پر وعید		
54/422	بحالت عذر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جاسکتا ہے		
	(9) باب السواک		
1/424	مسواک کی تاکید		
3/426	امت پر گرانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے وضوء اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیا جاتا		
6/429	امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا		
ف(1)	نماز عشاء کا مستحب وقت کیا ہے؟		
ف(2)	مسواک کرنا احناف کے پاس سنت وضوء اور شوافع کے پاس سنت نماز ہے		
،،	احناف کے پاس بھی ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے		
7/430	امت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضوء میں مسواک فرض کر دی جاتی اور نماز عشاء کی تاخیر کا نصف شب تک حکم دیدیا جاتا		
10/433	حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو پہلا کام مسواک کرنا ہوتا		
11/434	تہجد کے وقت بھی مسواک استعمال کی جاتی تھی		
12/435	دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں		
14/437	مسواک منھ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا سبب ہے۔		
15/438	چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں		
16/439	حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں یا رات میں سو کر اٹھتے تو وضوء سے پہلے ضرور مسواک فرماتے		
،،	دوسرے کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے		
18/441	مسواک کے دینے میں پہل، بڑے سے کرنی چاہئے		
19/442	جبرئیل علیہ السلام کا مسواک کے لئے تاکید کرنا		

22/445	مسواک کے ساتھ ایک نماز فضیلت میں ستّر درجہ زائد ہے، اس نماز پر جو بغیر مسواک کے ہو		
23/446	زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ مسواک کو کان میں کاتب کے قلم کی طرح رکھا کرتے تھے		
	(10) باب فرائض الوضوء وسننہٖ وآدابہ		
1/447	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ جس سے وضوء میں نیت کے شرط نہ ہونے کی دلیل حاصل ہوتی ہے		
,,	وضوء بغیر نیت کے درست ہونے کی تفصیلی بحث اور دلیل		
,,	مذہب حنفی میں وضوء بغیر نیت کے درست ہے مگر نیت کر لی جائے تو وہ عبادت بنے گا جس پر ثواب مترتب ہوگا		
,,	امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تیمّم کی طرح نیت وضوء میں فرض ہے		
,,	وضوء میں نیت اس لئے فرض نہیں کہ پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والی شئے ہے برخلاف مٹی کے کہ وہ بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے		
,,	حاصل بحث کہ پانی کو مٹی پر قیاس کر کے تیمّم کی طرح نیت کو وضوء میں فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے		
3/449	وضوء میں بسم اللہ پڑھنے سے تمام جسم پاک ہو جاتا ہے		
5/451	وضوء میں بسم اللہ نہ پڑھنے سے صرف اعضاء وضوء پاک ہوتے ہیں		
8/454	حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے		
10/456	نیند سے بیدار ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھولیں		
11/457	کلی، ناک صاف کرنے اور کانوں کے مسح کا ذکر		
12/458	ناک چھینکنے کی وجہ		
13/459	وضوء میں ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا جائے تین بار پر اضافہ کی وعید		
,,	سر کا مسح ایک ہی بار کرنے کی تائید متعدد حدیثوں سے ملتی ہے۔		

17/463	حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی مرتبہ سر کا مسح فرماتے دیکھا ہے		
19/465	سر کا مسح کس طرح کیا جائے؟		
21/467	کانوں کا مسح کا طریقہ		
23/469	منھ دھوتے وقت دونوں آنکھوں کے کویوں کو پانی سے مل لینا چاہئے		
ف	کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی ضرورت نہیں		
28/474	سر میں زلف ہوں تو مسح کرنے کا طریقہ		
31/477	کانوں کے مسح کے وقت انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل کی جائے		
37/483	وضوء میں گردن کا مسح کرنا قیامت میں طوق سے حفاظت کا سبب ہے		
40/486	وضوء میں کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کی جائے		
44/490	وضوء میں ہر عضو کو ایک بار دھونا فرض ہے		
45/491	وضوء میں ہر عضوء کو دو بار دھونا نورٌ علی نور ہے		
46/492	وضوء میں ہر عضوء کو تین تین بار دھونا سارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے		
48/494	اعضاء وضوء کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونا		
50/496	طہارت اور دعا میں حد سے بڑھنا کیا ہے؟		
52/498	پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنے کی تاکید		
53/499	وضوء میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کو دوزخ کا عذاب ہے		
54/500	وضوء کس طرح کامل ہوتا ہے؟		
‘‘	بحالت روزہ ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کی جائے		
55/501	انگلیوں میں خلال کی تاکید		
56/502	پیر کی انگلیوں میں چھوٹی انگلی سے خلال کیا جائے		
57/503	چلو بھر پانی سے ڈاڑھی کے نیچے پانی پہنچا کر خلال کیا جائے		
59/505	چہرے کو کس طرح دھویا جائے؟		
60/506	ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وضوء کے وقت اس کو حرکت دی جائے		

62/508	وضوء کرنے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کریں		
64/510	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اگلے حصہ کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا کرتے تھے		
”	سر کے مسح میں علامہ شمنی کی وضاحت		
70/516	حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سر کا مسح ایک ہی دفعہ فرمایاے کرتے تھے۔		
”	حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرنے کے بعد وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا کرتے تھے		
”	تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی توجیہ اور وضاحت		
73/519	اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعتیں تحیۃ الوضوء وسوسے کے بغیر ادا کرنے پر سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں		
74/520	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چند صحابہ کرام کے روبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وضوء کو عملاً دکھانا اور اس پر گواہ بنانا		
75/521	وہ دو رکعتیں کونسی ہیں جن پر جنت واجب ہوجاتی ہے؟		
76/522	وہ عمل جس کی وجہ سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے سماعت فرمائی		
77/523	وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورہ (اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ) پڑھنے کی فضیلت		
80/526	حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کے بعد ایک کپڑے سے اپنے اعضاء مبارک کو خشک فرمالیا کرتے تھے		
81/527	ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں		
82/528	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ (خواہ وضوء ہو یا نہ ہو) ہر نماز کے لئے تازہ وضوء فرمالیا کرتے تھے اور یہ عزیمت پر عمل تھا		
83/529	وضوء پر وضو کرنے کی فضیلت		
	(11) باب الغُسل		
1/531	غسل کب فرض ہوتا ہے؟		

5/535	احتلام یاد ہو مگر کپڑے پر منی نظر نہ آئے تو غسل واجب نہیں		
7/537	نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے مگر احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب ہے		
8/538	مرد اور عورت کے ختانین کے ملجانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگر چہ کہ انزال نہ ہو		
9/539	منی کے کود کر نکل جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے		
11/541	مذی نظر آئے تو شرمگاہ کو دھولیں اور وضوء کرلیں		
14/544	کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنب کے لئے فرض ہے		
16/546	اگر جنب بوقت غسل کلی اور ناک میں پانی لینے کو بھول جائے تو وہ نماز کا اعادہ کرلے		
18/548	ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لئے غسل میں بالوں کے نیچے تک پانی پہنچنا ضروری ہے		
19/549	غسل جنابت میں بال برابر جگہ بھی دھونے سے رہ جائے تو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا		
،،	تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہے اور تمام سر کا منڈوانا مستحب ہے		
20/550	غسل جنابت کا مسنون طریقہ		
23/553	عورتوں کے لئے حیض اور نفاس کے غسل میں خوشبودار کپڑے کا استعمال مستحب ہے		
24/554	غسل جنابت میں اگر پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو عورتیں اپنی چوٹیاں نہ کھولیں		
27/557	حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء میں ایک سیر اور غسل میں ۴ سیر سے ۵ سیر تک پانی استعمال فرمایا کرتے تھے		
ف	وضوء اور غسل میں کس قدر پانی استعمال کیا جائے اس بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ کی تحقیق اور توضیح		
33/563	غسل کے وقت پردہ کرنا چاہئے		

35/565	غسل جنابت میں ناخن برابر جگہ بھی دھونے سے رہ جائے تو غسل نہ ہوگا		
36/566	پیشاب سے احتیاط نہ کرنے پر عذاب قبر ہوا کرتا ہے		
ف	نجاست حقیقی اور حکمی سے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ		
	(12) باب مخالطۃ الجنب و ما یباح لہ		
1/567	جنبی کے ساتھ مصافحہ اور بات چیت کی جاسکتی ہے		
4/570	رات میں غسل جنابت کی ضرورت پر طہارت اور وضوء کے بعد سونے کی اجازت		
5/571	جماع کے بعد پانی چھوئے بغیر بھی سو سکتے ہیں		
8/574	بحالت جنب کچھ کھانا ہو تو کیا کیا جائے؟		
،،	جنبی کو کھانے پینے اور سونے سے قبل وضوء کر لینا مستحب ہے		
،،	دو دفعہ جماع کے درمیان غسل یا وضوء کر لینا افضل ہے		
18/584	جنبی کا قرآن پڑھنا ممنوع ہے البتہ بغیر وضوء قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبان سے قرآن پڑھ سکتے ہیں		
19/585	حائضہ کے لئے قرآن کی تلاوت جائز نہیں		
20/586	مطلق ذکر کے لئے وضوء کرنا مستحب ہے		
21/587	پانی کی موجودگی میں عذر کے بغیر کن صورتوں میں تیمّم جائز ہے		
22/588	عورت کے وضوء یا غسل کے بعد بچے ہوئے پانی کو مرد کا وضوء یا غسل کے لئے استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے		
28/594	قرآن شریف کو باوضوء ہاتھ لگانا چاہئے		
29/595	حائضہ اور جنبی مسجد میں داخل ہو کر نہ بیٹھ سکتے ہیں اور نہ گزر سکتے ہیں		
31/597	جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں فرشتے داخل نہیں ہوا کرتے		
32/598	وہ تین آدمی کون ہیں جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے؟		
	(13) باب احکام المیاہ		
1/599	ٹھیرے ہوئے پانی میں جو قلیل ہو پیشاب کرنا ممنوع ہے		

2/600	ٹھیرے ہوئے قلیل پانی میں غسل جنابت نہیں کیا جاسکتا		
4/602	استعمال شدہ پانی پاک ہوتا ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہوتا		
7/605	کنویں میں آدمی (یا آدمی کے برابر کوئی چیز) گر کر مر جائے تو کنویں کو پاک کرنے کے لئے پورا کنواں خالی کرنا ضروری ہے		
9/607	بلی یا بلی برابر کوئی چیز کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں کی پاکی کے لئے چالیس یا پچاس ڈول پانی نکالا جائے		
10/608	مردار چیز نکالنے کے بعد پانی کھینچا جائے؟		
12/610	چوہا یا چوہے کے برابر کوئی جانور کنویں میں گر کر جائے تو بیس یا تیس ڈول پانی نکالا جائے		
14/612	جب کنویں میں کوئی جانور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا گرے اور مر کر پھول جائے تو پورا کنواں خالی کیا جانا ضروری ہے		
15/613	آب کثیر کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی		
،،	آبِ قلیل اور آب کثیر کی مقدار کیا ہے؟		
ف	بڑا تالاب کس صورت میں آب جاری کے حکم میں داخل ہوگا		
،،	احناف کے پاس دہ دردہ مقدار پانی آب جاری اور آب کثیر کے حکم میں داخل ہے		
،،	شوافع کے پاس قلتین مقدار پانی آب جاری کے حکم میں داخل ہے		
،،	حدیث قلتین کی تحقیق		
،،	قلتین مقدار پانی آب جاری کے حکم میں داخل ہوتا تو چاہِ زمزم کو ایک حَبشِیُ کے گر کر مر جانے کی وجہ سے خالی نہ کیا جاتا		
،،	قلتین مقدار پانی کو کس صورت میں آب کثیر کی حد قرار دیا جاسکتا ہے		
17/615	فقہائے احناف کا دہ دردہ مقدار پانی ہی کو آب جاری کی حد میں داخل کرنے کا ماخذ بھی احادیث ہی ہیں		

،،	قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کرنے کے لئے بئر بضاعۃ سے استدلال کے صحت پر مبنی نہ ہونے کی توضیح		
22/620	جب تک پانی کے رنگ یا مزہ یا بو پر کوئی چیز غالب نہ آجائے پانی نجس نہیں ہوتا		
23/621	سمندر کا پانی پاک ہے		
24/622	ایسا جانور جس میں بہتا خون نہ ہو کسی کھانے یا پانی میں گر کر مر جائے تو وہ کھانا اور پانی ناپاک نہیں ہوتے		
26/624	نبیذ سے وضوء کیا جاسکتا ہے		
،،	نبیذ سے جواز وضوء پر ثابت ہونے والی حدیث کی سند پر اعتراض اور اس کے مدلل اور مفصل جواب		
27/625	صاحب مشکوٰۃ کا اعتراض کہ صحیح روایت میں مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے		
،،	صاحب مشکوٰۃ کے اس اعتراض کا جواب اول		
،،	صاحب مشکوٰۃ کے اعتراض کا جواب دوم		
،،	صاحب مشکوٰۃ کے اعتراض کا جواب سوم		
30/628	حضرت علی رضی اللہ عنہ نبیذ خرما سے وضوء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے		
32/630	بلی کا شمار درندہ جانوروں میں ہے		
35/633	بلی برتن میں منھ ڈال کر پانی پی جائے تو پانی کو گرا کر برتن کو ایک دفعہ یا دو دفعہ دھولیا جائے		
ف	بلی کا گوشت حرام ہے لیکن اس کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے		
38/636	گدھے کا گوشت حرام ہے		
ف	گدھے کے جھوٹے کے متعلق تفصیلی بحث		
،،	گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضوء بھی کرنا چاہئے اور تیمّم بھی		

		دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو یا غسل کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس سے کوڑھ پیدا ہوتا ہے	40/638
		آگ سے گرم شدہ پانی سے وضوء اور غسل کیا جاسکتا ہے	41/639
		(14) باب تطہیر النجاسات	
		کُتّا جب برتن میں منھ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرادیں اور تین دفعہ دھوڈالیں	1/642
		ناپاک زمین خشک ہونے پر پاک ہوجاتی ہے	5/646
		نجاست سے پاکی حاصل کرنا پانی کے علاوہ ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو	9/650
		شیرخوار بچہ اور بچی دونوں کا پیشاب نجس ہے اگر ان کا پیشاب لگ جائے تو پانی سے دھولینا ضروری ہے	(ف)
		ذبح نہ کئے ہوئے مردہ جانور کا چمڑا بغیر دباغت کے ناپاک ہے	31/672
		مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہوجاتا ہے اس لئے قابل استعمال ہے	32/673
		دباغت کی تعریف اور اس کی قسمیں اور اس کے طریقے	(ف)
		مردہ جانوروں کی کون کون چیزیں حلال اور قابل استعمال ہیں	44/685
		حج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے کے بعد اپنے مبارک بالوں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ صحابہ کرام میں تقسیم کروایا	46/687
		آدمی کے بال پاک ہوتے ہیں	,,
		درندوں کے چمڑوں کے استعمال کے بارے میں تفصیلی بحث	(ف)
		بغیر ذبح کئے ہوئے مردہ جانوروں کے چمڑوں کی خرید وفروخت دباغت سے پہلے ممنوع ہے	(ف)
		درندوں کی کھال دباغت کے بعد زین وغیرہ کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے	50/691
		عذاب قبر عموماً پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے	54/695
		اہل عرنیہ کے واقعہ کی تفصیل جس میں مثلہ اور اونٹوں کے پیشاب پینے کا ثبوت ملتا ہے	,,

،،	اہل عرنیہ کے واقعہ کے پہلے جزء مثلہ کرنے کا حکم بالاتفاق منسوخ ہے		
،،	اہل عرنیہ کے واقعہ کے دوسرے جزء گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب پینے کا حکم استنزھو من البول والی حدیث سے منسوخ ہے		
،،	مثلہ کرنا حرام ہے اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ناپاک ہے اس لئے ان کا پیشاب پینا بھی حرام ہے		
57/698	اللہ تعالی کی یہ شان نہیں کہ نجس اور حرام شے میں شفا رکھیں		
	(15) باب المسح علی الخفین		
ف	موزوں پر مسح قرآن سے ثابت ہے		
4/702	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قسمیہ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ہے		
،،	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے موزوں پر مسح کے منکر کے لئے کفر کا اندیشہ فرمایا ہے		
6/704	غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا		
7/705	موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے		
ف	موزوں پر مسح کے لئے موزے پہنتے وقت طہارت کامل یعنی وضوء ضروری نہیں ہے بلکہ طہارت غیر کامل یعنی صرف پیر دھوکر موزے پہن لئے جاسکتے ہیں البتہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارت کامل یعنی وضوء شرط ہے		
9/707	جنابت واقع ہونے پر موزے اتار لئے جائیں		
(ف)	موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزوں کے پہن لینے کے وقت سے نہیں ہوتی بلکہ موزوں کے پہن لینے کے بعد جب پہلا حدث واقع ہوا ہو، اس وقت سے ہوگی ایک مثال کے ذریعہ اس کی توضیح		
12/710	موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ		
13/711	اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو مسح کے لئے موزوں کا نچلا حصہ اوپر کے حصے کے مقابلہ زیادہ موزوں ہوتا		

18/716	جراب پر بھی مسح درست ہے		
،،	نعلین پر مسح درست نہیں اس بارے میں امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ کی توضیح		
25/723	موزوں کا پچھلا حصہ جو تلوؤں سے ملا ہوا ہوتا ہے اس پر مسح نہ کیا جائے		
26/724	با وضوء موزوں کو اتارنے کی صورت میں صرف پیروں کا دھولینا کافی ہے وضوء کا اعادہ ضروری نہیں		
	(16) باب التیمم		
1/726	وہ واقعہ جس میں آیت تیمّم نازل ہوئی		
،،	آیت تیمّم کا نزول آل صدیق رضی اللہ عنہ کی کئی برکتوں میں سے ایک برکت ہے		
2/727	مٹی مسلمانوں کے لئے پانی کی قائم مقام ہے اگرچیکہ دس سال تک پانی نہ ملے		
،،	حنفی مذہب میں تیمّم وضوء کا کامل طور پر قائم مقام ہے اس لئے تیمّم کا حکم بعینہٖ وضوء کے حکم کی طرح ہے ان جزئیات کی تفصیل جو اس کلیہ کی وجہ سے مترتب ہوتے ہیں		
،،	امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تیمّم ضرورتاً اداءِ فرض کے لئے وضوء کا قائم مقام ہے		
ف	اس امت کا امتیاز کہ تمام روئے زمین اس کے لئے سجدہ گاہ ہے اور تمام روے زمین پانی نہ ملنے کی صورت میں اس امت کے لئے پانی کا قائم مقام ہے		
5/730	آیت ولا جنباً الا عابری سبیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرے گا		
9/734	ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی آیت ولا جنبا الخ کے بارے میں مسافر ہی منقول ہے		
10/735	تیمّم کرنے کا طریقہ		
11/736	تیمّم کرنے میں وضو اور غسل دونوں برابر ہیں		

ف	غیر ولی بے وضوء ہونے کی حالت میں پانی کے ملنے کے باوجود نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں		
23/784	حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو یا تیمّم کر لیتے		
،،	وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے وضوء کرنے تک ان کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو شرائط تیمّم کے پائے جانے کے بغیر ان کی ادائی کے لئے تیمّم کیا جا سکتا ہے، جیسے نماز جنازہ وغیرہ اور وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے ان کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے شرائط تیمّم کے بغیر تیمّم نہیں کیا جا سکتا جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں		
25/750	پانی کی تلاش اور انتظار میں تیمّم کو نماز کے آخری وقت تک مؤخر کیا جا سکتا ہے		
ف	تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی موجود پائے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے		
28/753	پٹیوں یعنی بدے کی کھپچیوں پر مسح کیا جا سکتا ہے		
ف	زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور ماقبی عضو یا بدن کو دھو لیا جائے		
30/755	زخم کی پٹی کی وجہ سے عضو کا جو حصہ کپڑے سے ڈھکا رہتا ہے اس پر بھی مسح کیا جائے		
	(17) باب الغسل المسنون		
1/756	روز جمعہ غسل کرنے والے کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں		
3/758	روز جمعہ کے غسل کے سنت ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی توضیح		
7/762	جو کسی وجہ سے جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں		
9/764	ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کیا کرے		
ف	ہفتہ واری غسل کا دن جمعہ مقرر کر لیا جائے تو سنت کی ادائی ہو جاتی ہے		
ف	یوم عرفہ میں غسل ان حضرات کے لئے سنت ہے جو میدان عرفات میں ہوں		
12/767	عیدین میں غسل سنت ہے		
18/773	حاجی کے لئے احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے		

19/774	وہ چار چیزیں جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرمایا کرتے تھے		
20/775	میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل اور میت کو اٹھانے والے کے لئے وضوء مستحب ہے		
22/777	جب کوئی اسلام قبول کرلے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرلے اور کفر کی حالت کے بالوں کو مونڈھ دے		
	(18) باب الحیض		
1/780	عورت شادی شدہ ہو یا کنواری دونوں کے لئے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زائد سے زائد دس دن ہے		
ف	مستحاضہ کی تعریف اور اس کا حکم		
6/785	دو حیض کے درمیان سے پاک رہنے کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے		
9/788	نفاس کی زائد سے زائد مدت چالیس دن ہے		
ف	حاملہ دوران حمل یا قبل ولادت خون دیکھے تو وہ استحاضہ کا خون ہوگا اس خون کو حیض یا نفاس قرار نہ دینے کی وضاحت		
13/792	اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حمل کے بعد بچہ کی غذا بنا دیتے ہیں		
15/794	حاملہ عورت خون دیکھے تو اس کا حکم پاک عورت کا ہی ہوگا		
16/795	حائضہ کو حیض کے ختم پر سفید پانی کا نظر آنا حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے		
17/796	حائضہ عورت ایام حیض کے روزوں کی قضاء کرے لیکن ان دنوں کی نمازیں اس کو معاف ہیں		
18/797	حیض کی حالت میں مرد کے لئے بیوی کی کیا چیز حلال ہے؟		
ف	حیض کی حالت میں مرد بیوی کے بدن سے کس طرح استفادہ کرسکتا ہے		
22/801	حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے		
27/806	حائضہ سے جماع کرنے ،عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کرنے اور نجومی کے پاس جانے کی وعید		
،،	حائضہ کے ساتھ جماع سرزد ہوجائے تو کیا کیا جائے		

	(19) باب المستحائضة		
ف	مستحاضہ کی تعریف اور اس کا حکم		
1/809	معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم		
،،	معینہ عادت والی مستحاضہ پر ایام حیض کی تعداد اور تاریخیں مشتبہ ہو جائیں تو وہ گمان غالب پر عمل کرے		
،،	مستحاضہ کو ایام حیض کے بارے میں تردد ہو تو وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے		
،،	مستحاضہ طہر میں تھی اور حیض شروع ہونے کا شبہ ہو تو ہر نماز کے وقت وضوء کیا کرے		
،،	مستحاضہ حیض میں تھی اور طہر کے شروع ہونے کا شبہ ہو تو ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے		
	خاتمة الطبع		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارفِ زجاجۃ المصابیح

کتاب کی اصلی قدر و قیمت تو مطالعہ سے ہی ظاہر ہو سکے گی، تاہم بطور تعارف چند سطور ہدیۂ ناظرین ہیں:۔

واقعہ یہ ہے کہ مولف مدّ ظلہٗ العالی نے مشکوٰۃ شریف کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت محسوس فرمائی کہ جس طرح مشکوٰۃ شریف مسائل کے لحاظ سے شافعی حضرات کے لئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہترین مجموعہ ہے، بالکل اسی طرح ان احادیث کو بھی یکجا کیا جائے جن پر فقہ حنفی کی بنیاد ہے، اللہ تعالی ان اہل علم حضرات کی سعی مشکور فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور بہترین انداز سے حنفی احادیث جمع فرمائیں لیکن مشکوٰۃ جیسی جامعیت میسر نہ ہوئی۔

ایسی عظیم الشان کتاب کی تالیف اللہ تعالی نے حضرت مولانا مولّف موصوف کے حصہ میں رکھی تھی، چنانچہ مولانا ممدوح نے بتائید غیبی جس کا اظہار اپنی کتاب زجاجۃ المصابیح کے دیباچہ میں فرمایا ہے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ پیش شدہ تالیف کی وجہ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہو جائیں گے کہ امام صاحبؒ کا قول علاوہ حدیث کے کسی نہ کسی صحابیؓ یا تابعیؒ کے قول سے ماخوذ ہے، اس لئے امام ممدوح پر اعتراض صحابیؓ یا تابعیؒ پر اعتراض کے مماثل ہے اور اس طرح یقیناً دنیا کے ایک بڑے حصہ کے امام کی کوئی بات بلا سند نہیں۔

زجاجۃ المصابیح میں مولف ممدوح نے حسب ذیل امور کا التزام رکھا ہے:۔

(1) صحیح بخاری کے طرز پر ہر بڑے عنوان کے بعد متعلقہ آیات قرآنی کو جمع کیا گیا۔

(2) چونکہ اس تالیف سے مقصود اصلی مشکوٰۃ کے طرز پر احناف کے لئے حدیثوں کا ایک جامع ذخیرہ مہیا کرنا تھا اس لئے کتاب و باب وعنوان مشکوٰۃ ہی سے لئے گئے، البتہ فاضل مولف مشکوٰۃ علیہ الرحمتہ نے عنوان میں جن مقامات پر فقہ شافعی کی رعایت رکھی ہے۔ اس کتاب میں بھی ان مقامات پر فقہ حنفی کی رعایت پیش نظر رہی۔

(3) مشکوٰۃ میں ایک مسئلہ کے متعلق احادیث تین فصلوں میں منتشر تھیں جس سے پڑھنے والے میں ایک تو کیفیت تسلسل کا برقرار رہنا اور دوسرے مسائل کا بیک نظر تلاش کرنا دشوار تھا۔ اس لئے ہر مسئلہ سے متعلقہ احادیث بلالحاظ فصل یکجا کئے گئے۔

(4) ظاہر ہے کہ فقہ حنفی ایک ناپیدا کنار سمندر ہے، علاّمہ موصوف نے اس بحر ذخار سے انمول موتی چن لئے ہیں، ہر مسئلہ میں کئی کئی قول ہیں اس وجہ سے اولاً قول مفتیٰ بہ حاصل کیا گیا۔ ثانیاً اس کے موافق حدیث تلاش کی گئی۔ ثالثاً اس حدیث کی چھان بین کرکے رفع اعتراض کا موقع بہم پہنچایا گیا اسی وجہ سے اکثر احادیث کے آخر میں تنقید رواۃ مذکور ہے۔

(5) فقہ حنفی پر اعتراضات کے مدلل جواب، احادیث کی صحیح تعبیر کے بعد حنفی مقاصد کی وضاحت اور حسب ضرورت احادیث سے اور حنفی کتابوں کے حوالہ سے حاشیہ پر مسائل کا اندراج کامل احتیاط سے کیا گیا۔

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کے اور بھی کئی اہم خصوصیات ہیں جو بوقت مطالعہ ہی ظاہر ہوں گے۔ مختصر یہ کہ جس طرح مشکوٰۃ شافعی مذہب والوں کے لئے ایک نعمت ہے، بالکل اسی طرح یہ کتاب حنفی حضرات کے لئے ایک بہترین اور نادر تحفہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ضروری التماس

مسلمانو! سنو غور سے سنو، اللہ تعالیٰ کے پاس کا قاعدۂ خاص مسلمانوں کے لئے یہ ہے کہ ان کی دنیا دین کے ساتھ ہے، جب مسلمان دین چھوڑ دیتے ہیں تو دنیا بھی ان سے چھوٹ جاتی ہے، جب یہ دین برباد کردیتے ہیں تو ان کی دنیا بھی برباد ہوجاتی ہے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم تو دین دار ہیں پھر ہماری دنیا کیوں برباد ہورہی ہے۔

صاحبو! ہماری حالت اس شخص کے جیسی ہے جو ایک پیسہ کما کر اپنے کو مالداروں کی فہرست میں گننے لگتا ہے، سچ فرمایئے ایک پیسہ رکھنے والے کو آپ مالدار کہیں گے یا یہ کہیں گے کہ اس کو جنون ہوگیا ہے، کیونکہ ایک پیسہ رکھنے والے کو کوئی مالدار نہیں کہتا ہے بلکہ جس کے پاس مال معتد بہ مقدار میں ہو تو وہ مالدار ہے اسی طرح ایک دو عمل کر کے اپنے کو دین دار کہنے والا بھی مجنون کہا جانے کے لائق ہے، دین میں جو اعمال مقرر ہیں وہ سب اعمال کرنے کے بعد آپ دیندار کہے جانے کے مستحق ہیں۔

یا یوں سمجھئے کہ حسین اس کو کہتے ہیں جس کی آنکھ، ناک، سب درست ہوں، جیسے کسی کی ناک کاٹ لی گئی ہو، وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ میں بھی حسین ہوں، ذرا ناک پر سے ہاتھ ہٹایا جائے تو معلوم ہوگا کہ کیسے حسین ہیں، ایسا ہی ہم اپنے کو دین دار سمجھ رہے ہیں، اگر دین کی حقیقت کھلے کہ دین کس کو کہتے ہیں تو آپ کو بھی ناک کٹے ہوئے حسین کی طرح شرمانا پڑے گا۔

یا یوں سمجھئے کہ آپ کسی دوست سے کہیں کہ ہم کو ایک آدمی کی ضرورت ہے وہ دوست ایک مدّت کے بعد آپ کے پاس ایک آدمی کو چارپائی پر لٹا کر لایا، جتنے بیماریاں ہیں قریب قریب سب اس میں ہیں آنکھ بھی نہیں، کان بھی نہیں، ہاتھ پیر بھی بے کار ہیں، جنون ہوگیا

ہے، البتہ جاندار ہے، اگر اس کو کوئی قتل کرے تو قانوناً اس کو قصاص ہوگا، مگر کیا اس آدمی سے آپ کی غرض پوری ہوسکتی ہے، ہرگز نہیں، آپ تعجب سے پوچھیں گے کہ بھائی اس کو کیوں لائے ہو؟ اگر وہ دوست یہ کہے کہ آپ کے واسطے لایا ہوں آپ نے فرمائش کی تھی کہ ایک آدمی لادو، تو آپ ہنسیں گے اور کہیں گے کہ اگرچہ یہ لغتاً قانوناً آدمی ہے، لیکن جب اس سے میری غرض حاصل نہیں ہوتی ہے تو میرے لئے یہ آدمی نہیں ہے۔

صاحبو! ایسا ہی دین سے کیا غرض ہے، نجات کامل ہونا ہے، یا ایک قومی شعار ہے، مسلمانی سے بالکل بے توجہی ہوگئی ہے، نہ عقائد کی پرواہ نہ اعمال کی فکر، نہ حسن معاشرت کا خیال، نہ بداخلاقی پر رنج، کوئی جز ہمارے دین کا ٹھیک نہیں، ہمارا دین بعینہٖ ویسا ہی ہے جیسے مذکورالصدر آدمی کہ جس کو دوست لایا تھا، ہمارا دین صرف قومی شعار ہے اس سے دین دار کہے جانے کے قابل نہیں ہیں، جب ہم دین دار نہیں تو پھر ہماری دنیا کیسے درست ہوگی؟

صاحبو! اگر آپ دین کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو ''زجاجۃ المصابیح'' کا مطالعہ کرو، پھر اس پر عمل کرکے دین دار کہے جانے کے لائق بنو، تمام ''زجاجۃ المصابیح'' کو پڑھنے کے بعد آپ کا علم الیقین، عین الیقین کو پہنچ جائے گا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک خاتم النبیّین ہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں، انسان کی دنیا اور آخرت درست کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی وہ آپ کامل طور پر بیان فرمادیئے ہیں اور وہ سب ''زجاجۃ المصابیح'' میں آگیا ہے، لیکن انقلاب زمانہ سے عربی عام فہم نہ رہی، ضرورت تھی کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے، اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مولوی محمد منیرالدین صاحب شیخ الادب جامعہ نظامیہ نے ''زجاجۃ المصابیح'' کا عام فہم اور سلیس ترجمہ کرنا شروع کیا، تمام مسلمانوں کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو زجاجۃ المصابیح سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع دیا۔

اس ترجمہ کے طبع ہونے سے پہلے مولوی محمد عبدالستار خاں صاحب ایم۔اے لکچرار عربی جامعہ عثمانیہ نے بڑی کوشش اور محنت سے اپنا عزیز وقت دے کر ترجمہ میں قوسین کی عبارت

بڑھا کر اور ''ف'' کے تحت فائدوں کا اضافہ کرکے ترجمہ کے حسن کو دوبالا کردیا، اس سے ''زجاجۃ المصابیح'' کے سمجھنے میں جو دقتیں پیش آرہی تھیں وہ اب باقی نہ رہیں، اس کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے موصوف کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے ان دونوں صاحبوں کو اس علمی خدمت کا صلہ صدقہ جاریہ بنا کر ہمیشہ ثواب پہنچاتے رہیں اور اس کے بدلہ میں ان سے راضی ہوجائیں اور ثواب عظیم دے کر ان کو اپنے سے راضی کرلیویں۔

ترجمہ کے وقت اور ترجمہ میں قوس اور فوائد کے اضافہ کے وقت میں بھی ان دونوں صاحبوں کے ساتھ شریک رہا۔ میں نے اس ترجمہ کا نام ''نورالمصابیح'' رکھا ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے۔ آمین

نورالمصابیح کا حصہ اوّل آپ کے سامنے آرہا ہے جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں اور آپ سن رہے ہیں، یا حضرتؐ کوئی کام کررہے ہیں آپ اس کو دیکھ رہے ہیں، خوش تقدیر ہیں وہ حضرات جو اس نعمت کو حاصل کرتے ہیں۔

اب میرا ضروری التماس تمام مسلمانوں سے اور خاص اپنے احباب سے یہ ہے کہ اس نورالمصابیح کو ایک بار پڑھ کر طاق نسیاں میں نہ رکھدیں بلکہ اس کو مثل وظیفہ کی کتابوں کے بار بار پڑھیں، اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اے اللہ! آپ ہمارے ہیں ہم کو بھی آپ اپنا بنالیں اور توفیق دیں کہ ہم آپ کے حبیب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل پر عمل کرتے رہیں۔ آمین

ابوالحسنات سید عبداللہ حیدرآبادی کان اللہ لہٗ

غرہ رجب 1374ھ روز چہارشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں

دیباچہ

حمد باری تعالیٰ

ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو آسمانوں اور زمین کا نور ہیں ان کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ جس میں ایک چراغ ہو، ایسا چراغ جو ایک حباب میں ہو، وہی سلامتی کی راہوں پر لے چلتے ہیں، وہی ہم کو مذہبِ حق پر چلنے کا الہام فرماتے ہیں اور وہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے دین و دنیا کی رونق عطا فرماتے ہیں اور حاجتوں کا پورا کرنا ان ہی کے قبضہ وقدرت میں ہے۔

نعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالی اپنا سلام اور اپنی رحمتیں ہمیشہ ہمیشہ اتارا کریں، اپنے ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جن کو انہوں نے تمام جہانوں کا چراغ بنایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب قرآن اتاری جس کو ہر قسم کی کجی سے پاک رکھا، آپ ﷺ ہی کی وہ شان ہے جن کے دین میں لوگ جوق در جوق داخل ہوئے اور سب آپ ﷺ کی پیدائش کے سن مبارک کو خوشی کا سن کہا کرتے ہیں، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اور اقتداء کے تارے ہیں۔ اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اس وقت تک اترتی رہیں جب تک کہ تیل چراغ کو روشن کرتا رہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ)

قرآن پاک پر عمل اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر استقامت کا راز

اللہ تعالی کی تعریف اور اس کے رسول پاک اور آپ کے آل و اصحاب پر درود بھیجنے کے بعد اللہ کے بندوں میں اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ ضرورت مند ابوالحسنات سید عبداللہ فرزند حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب حیدرآبادی حنفی (ان دونوں سے اللہ کا برتاؤ اس کی چھپی ہوئی مہربانی سے ہو اور اپنے بھرپور کرم سے ان کی خطاؤں کو معاف فرمائے) کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر پابندی اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ آپ کے طاقچۂ سینۂ مبارک سے نکلے ہوئے انوار یعنی آپ کے حدیثوں کی پیروی نہ کی جائے اور اللہ کی رسی کا پکڑ لینا (یعنی قرآن پاک پر عمل) اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا، جب تک قرآن کی چھپی ہوئی باتیں ظاہر نہ کی جائیں۔

مشکوٰۃ المصابیح اور اس کے مصنف خطیب تبریزی رحمہ اللہ کی منقبت

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک قیمتی ذخیرہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح جس کو علم کے دریا، فہم کے سمندر، دین کی حقیقتوں اور اس کی باریکیوں کو ظاہر کرنے والے، صاحب تقویٰ و تقدس حضرت مولانا ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک جامع ترین اور آپ کے پوشیدہ ارشادات کا ایک نہایت نفع بخش ذخیرہ، اپنے فن کی ایک مکمل کتاب اور نادر و نایاب حدیثوں کا ایک کامل دفتر ہے۔

مشکوٰۃ کی ترتیب مسائل میں مذہب شافعی پر ہے

علامہ خطیب تبریزی کی یہ قیمتی کتاب (اللہ تعالی ان کے درجہ کو بلند رکھے) جس میں انہوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور طریقہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔

زُجاجۃ المصابیح کی تالیف کا قصد اور بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مشکوٰۃ کے (بنظر غائر مطالعہ) کے بعد میرے دل میں اکثر یہ بات رہا کرتی

تھی کہ مشکوٰۃ کی طرز پر ایک کتاب لکھوں جس میں اپنے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ (آپ پر ہمیشہ اللہ کی رحمت ہو، اور وہ آپ سے ہمیشہ راضی اور خوش رہیں) کے مسلک کو اختیار کروں، مگر میری بے بضاعتی مجھے اس مرتبہ کے حاصل کرنے سے روک رہی تھی کہ اسی زمانے میں میں نے خواب دیکھا کہ روزِ رسالت کے درخشاں آفتاب اور شب تاریک کے منور ماہتاب، نورِ ہدایت اور تاریکیوں کے روشن چراغ ہمارے پیارے اور محبوب آقائے نامدار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما اور جلوہ افروز ہوئے اور سلام فرمایا، میں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ میری جان آپ پر قربان، آپ نے اپنے سینۂ مبارک سے جو علم اور حکمتوں کا سرچشمہ ہے چمٹا کر گلے سے لگالیا، جب میں نیند سے خوش خوش بیدار ہوا تو اس نعمت پر اللہ تعالی کی حمد کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ الغرض اس نیک اور مبارک خواب سے میرا سینہ کھل گیا (اور اس کام کی تمام مشکلات مجھ پر آسان ہوگئیں میں نے اس کتاب کی تکمیل و تالیف کا عزم کرلیا اور اس کے لکھنے کے لئے کمرِ ہمت باندھ لی، بحمد اللہ میں نے اس کتاب میں ہر حدیث کے درج کرتے وقت ضرور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے اور میں نے زجاجۃ المصابیح اس کتاب کا نام تجویز کیا۔

اللہ بزرگ و برتر سے میری دعا ہے ایسے عاجز بندہ کی طرح کہ جس کا دل اپنے مولیٰ کی عظمت سے معمور اور جس کی گردن اس کے جلال سے خم ہو، اس کے حبیب پاک کے وسیلے سے جو شفیع الخلائق، مقبول الشفاعت ہیں کہ اس کتاب کو اپنی مہربانی سے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو اس کتاب زجاجۃ المصابیح سے اصل کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی طرح نفع بخش بنادے اور اس کو قبول فرمائے اور اس کو میری آخرت کا ذخیرہ بنادے، یقیناً دعاؤں کے قبول کرنے والے وہی ہیں۔ اور وہی ہر چیز پر قادر ہیں۔

اعمال نیتوں سے معتبر ہوتے ہیں کیونکہ ثواب نیت ہی پر موقوف ہے

1 ۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال نیتوں ہی سے معتبر ہوتے ہیں (یعنی نیت ہی سے ان پر ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسی وہ نیت کرے، تو جو کوئی ہجرت کرے یعنی اپنا دیس اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑ دے تو اس کی یہ ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جو کوئی دنیا کمانے کے لئے یا کسی عورت سے عقد کرنے کے لئے اپنے دیس کو خیر باد کہے تو اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لئے ہوگی (اس حدیث کی روایت امام بخاری اور مسلم نے کی ہے)

2 ۔اور امام المذہب حضرت ابوحنیفہ رحمہٗ اللہ تعالی نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ اپنی مسند میں امام بخاری کے الفاظ کے مطابق اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں الاعمال بالنیات (تا آخر حدیث)

ملاعلی قاری رحمہٗ اللہ نے کہا ہے کہ اس مقام میں نفس اعمال کی نفی ممکن نہیں، وجہ یہ ہے کہ اعمال حسّی اور ظاہری طور پر نیت کو ملائے بغیر ثابت ہو سکتے ہیں، لہٰذا کسی ایسی چیز کو مقدر ماننا ضروری ہے کہ جس کی جانب نفی متوجہ ہو، اور جس سے حرف جار متعلق ہو، اس لئے یہاں لفظ معتبرۃ یا لفظ تعتبر امام ابوحنیفہ رحمہٗ اللہ اور ان کے اصحاب کے مسلک پر مقدر مانا جائے گا۔

ف: یہ حدیث بعض محدثین کے پاس متواتر ہے اور عام محدثین اس کو مشہور کہتے ہیں۔ اور محدثین کرام رحمھم اللہ اپنی کتابوں کی ابتدا عام طور پر اس حدیث سے کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں نیت (دلی ارادہ) کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ارادہ کی مضبوطی اور خوبی ہی سے اعمال کا وزن ہوتا ہے۔

اعمال مقصودہ نیت کے بغیر قبول نہیں ہوتے

جاننا چاہئے کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں (1) اعمال مقصودہ (2) اعمال غیر مقصودہ، مقصودہ اعمال سے وہ اعمال اور عبادات مراد ہیں جو شریعت میں بالذات مقصود ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ یہ اعمال بغیر نیت کے نہ تو معتبر ہوتے ہیں اور نہ صحیح اور نہ اللہ تعالی کے نزدیک مقبول۔ حدیث میں **انما الاعمال بالنیات** کے الفاظ سے یہی اعمال مقصودہ مراد ہیں کہ اگر ان کی ادائی کے وقت نیت یعنی دل سے ارادہ نہ کیا جائے تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

اعمال غیر مقصودہ میں نیت شرط نہیں البتہ نیت سے ثواب ملتا ہے

دوسرے اعمال غیر مقصودہ ان اعمال اور عبادات کو کہتے ہیں جو ان اعمال مقصودہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے لئے) شرط ہیں جیسے وضو شرطِ نماز ہے نہ کہ بالذات کوئی مقصود عبادت بلکہ عبادت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اس لئے ایسے اعمال جو غیر مقصود ہیں اور عبادت کے لئے شرط اور وسیلہ کا کام دیتے ہیں، بغیر نیت کے یہ صحیح اور درست ہیں مگر نیت کرنے سے ان پر ثواب اور اجر ملتا ہے اور نیت نہ کرنے پر ثواب اور اجر نہیں ملتا۔ یہ امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقصودہ اعمال نیت ہی سے صحیح اور معتبر ہوتے ہیں، اور غیر مقصودہ اعمال نیت سے کمال کے درجہ کو پہنچتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے اور بغیر نیت کے درست ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر دو اعمال مقصودہ اور غیر مقصودہ بغیر نیت یعنی دلی ارادہ کے درست نہیں ہوتے یعنی ان کے پاس ان دونوں میں نیت فرض ہے (حدیث **انما الاعمال بالنیات** کی تفصیلی بحث اور اختلاف مذاہب اور ان کے دلائل عربی میں زجاجۃ المصابیح کے صفحہ (2 تا 7) تک متن اور حاشیہ میں ملاحظہ ہوں (12)

(1) کتاب الایمان

کتاب ایمان کے بیان میں

وَقَولُ اللّٰہِ عزّوجلّ ''وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ'' (سورہ نحل پ 14 ع 14 میں) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے (بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو) وقولہٗ وَکَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمانَ اور (سورۂ مجادلہ پ 27 ع 2 میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو مضبوط فرمادیا ہے) وقولہ وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور (سورہ حجرات پ 26 ع 2 میں) ارشاد ہے اور (ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا) وقولہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ اور (سورہ بیّنہ پ 30 ع 1 میں) ارشاد باری ہے (بےشک جو لوگ ایمان لائے اورانہوں نے اچھے کام کئے) وقولہٗ ''وَ اِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ'' اور (سورۂ حجرات پ 26 ع 1 میں) ارشاد ہے (اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو، پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہوجائے) وقولہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ اور (سورہ بقر پ 1 ع 15 میں) ارشاد ہے (اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ فرمانبردار بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی فرمانبردار رہو) وقولہ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ اور (سورہ حج پ 17 ع 10 میں) اللہ تعالی کا ارشاد ہے

(اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے وقولہ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ اور (سورۃ بقرہ پ 1 ع 16 میں) ارشاد ہے (میں نے اطاعت اختیار کرلی رب العالمین کی) وقولہ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ o قف لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ o قف اور (سورۂ بقرہ پ 3 ع 40 میں) ارشاد ہے (اعتقاد رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کا جوان کے پاس ان کے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں میں کسی کے ساتھ جدائی اور تفریق نہیں کرتے) وقولہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ آمَنُوۡٓا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡٓ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ط وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِيۡدًا اور (سورہ نساء پ 5 ع 20 میں) ارشاد ہے (اے ایمان والو! تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

حدیث جبرئیل علیہ السلام

1/3 ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ہمارے روبرو ایک شخص ظاہر ہوا، جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، نہ تو اس پر سفر کے آثار تھے اور نہ ہم میں کوئی اس سے واقف تھا، وہ (شخص) رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اپنے دونوں زانوؤں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک سے لگا دیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لیا اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟

ارکان اسلام پانچ (5) ہیں

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو (1) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول (پیغمبر) ہیں، اور (2) نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے، اور (3) زکوٰۃ دے اور (4) رمضان کے روزے رکھے اور (5) حج کرے خانۂ کعبہ کا بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے پر قادر ہو، اس شخص نے (یہ سن کر) کہا کے آپ نے سچ فرمایا۔ ہم سب کو اس پر حیرت ہوئی کہ آپ سے پوچھتا ہے اور ساتھ ہی تصدیق بھی کر دیتا ہے، اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان سے آگاہ کیجئے۔

ارکان ایمان چھ (6) ہیں

تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تُو اعتقاد رکھے (1) اللہ کے ساتھ اور (2) اس کے فرشتوں کے ساتھ اور (3) اس کی کتابوں کے ساتھ اور (4) اس کے پیغمبروں کے ساتھ (5) روز قیامت پر، (6) اور یقین رکھے خیر و شر پر کہ وہ قضاء وقدر سے ہیں، اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھے بتایئے کہ احسان کیا ہے؟

ارکان احسان دو ہیں

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالی کی (دل لگا کر) اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر تو اس کو اس طرح نہ دیکھ سکے تو (خیر اتنا تو خیال رکھ) کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے، پھر اس شخص نے پوچھا مجھے قیامت کی خبر دیجئے؟

قیامت اور اس کی نشانیاں

تو آپ نے فرمایا: جس سے تم دریافت کررہے ہو وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب لونڈی مالک کو جنے اور یہ کہ ننگے پیر چلنے والے، ننگے بدن، تنگدست اور بکریاں چرانے والوں کو تو دیکھے کہ وہ بلند عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

راوی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ وہ شخص چلا گیا اور میں دیر تک ٹھیرا رہا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ تو جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تھے، تمہارے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھا دیں۔ (اس حدیث کی مسلم نے روایت کی ہے)

2/4۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان کی روایت کے اختلافی الفاظ یہ ہیں، جب تم ننگے پیر چلنے والے، ننگے بدن، بہروں اور گونگوں کو زمین کے بادشاہ دیکھیں، (قیامت کا آنا) ان پانچ چیزوں میں ہے، جن کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ لقمٰن پ 21 ع 4 کی) یہ آیت پڑھی، اِنَّ اللّٰهَ عِندَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْاَرْحَامِ وَمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَاتَكْسِبُ غَدًاط وَمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (بے شک اللہ بزرگ و برتر ہی کو (1) قیامت کی خبر ہے اور وہی (2) بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ (3) رحم میں ہے (یعنی حاملہ کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا (4) عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس (5) زمین پر مرے گا، بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

ایمان اور اسلام کے مباحث

(1) کیا قول اور عمل داخل ایمان ہیں؟

(2) کیا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے؟

(3) کیا ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں؟

یہ حدیث اور اسکے بعد والی حدیثیں تین چیزوں کے بارہ میں ہیں (1) کیا قول اور عمل داخل ایمان ہیں؟ (2) کیا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے؟ (3) کیا ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں؟ ان مباحث میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اختلاف محض لفظی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ایمان دونوں معنوں میں آیا ہے۔

ایمان، حدیث میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد صرف عقیدہ اور اسلام سے مراد صرف اعمال ہیں

(1) ایک معنی کے لحاظ سے ایمان سے مراد محض عقیدہ ہے جس میں عمل داخل نہیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور وہ ارشاد یہ ہے کہ ''تُو ایمان رکھے اللہ بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں پر اور اللہ تعالی سے ملنے پر، اور اس کے رسولوں پر اور یقین رکھے مرنے کے بعد اٹھنے پر، اور اسلام یہ ہے کہ تُو اللہ بزرگ و برتر کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اور نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کرے، فرض زکوٰۃ کو دیوئے، اور رمضان کے روزے رکھے (تا آخر حدیث)۔ (اس حدیث میں ایمان سے صرف عقیدہ اور اسلام سے صرف اعمال مراد ہیں)۔

وہ حدیث جس میں ایمان سے مراد عقیدہ اور عمل دونوں ہیں اور یہ ایمان کامل ہے

دوسرے یہ کہ لفظ ایمان حدیث میں ایمان کامل کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس میں عمل داخل ہے، چنانچہ وفد عبد القیس کی حدیث میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف فرماتے ہوئے اس میں عقیدے کے علاوہ عمل کو بھی داخل فرمایا ہے، حدیث یہ ہے: کیا تم جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، اور یہ کہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز کا پابندی سے اچھی طرح ادا کرنا، اور زکوۃ کا دینا، اور رمضان کے روزے رکھنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دیا کرو، اس معنی کے لحاظ سے یہ وہی ایمان ہے جس کی نفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں موجود ہے، وہ حدیث یہ ہے ''ایسا نہیں ہوسکتا کہ زنا کرنے والا زنا کرے اور اس کا ایمان بھی باقی رہے'' (تا آخر حدیث) الغرض ہر وہ مقام جو ایسا ہو وہاں یہی مراد ہے۔

وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا، اعمال سے آراستہ ایمان ہے

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے مسلمان دوزخ میں داخل نہ ہوگا وہ باتفاق یہی ایمان کامل ہے جو اعمال سے آراستہ ہو اور اس معنی پر جمیع مسلمین کا اتفاق ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل نہ ہو تو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل تو ہوگا لیکن ہمیشہ نہ رہے گا

اور وہ ایمان جس کی وجہ سے دوزخ میں (گناہوں کی وجہ سے داخل تو ہو جائے

گا) لیکن ہمیشہ نہ رہے گا، وہ باتفاق اہل سنت والجماعت پہلا ایمان ہے جس کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں اس پر کئی دلیلیں ہیں، جس میں ایک ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا للّٰہ کہے اور اسی پر اسکی موت واقع ہو پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو ایسا نہیں ہوسکتا، میں نے عرض کیا: اگرچہ اس سے زنا اور چوری ہوجائے؟ تو آپ نے جواب دیا اگرچہ کہ اس سے زنا اور چوری ہوجائے (تا آخر حدیث)

دوسری دلیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے وہ یہ کہ ''ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔''

عمل کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے

خلاصہ یہ ہے کہ اسلاف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کو ایمان کے دوسرے معنی کے لحاظ سے ایمان کا رکن بنایا اور اگر ایمان کے ساتھ اعمال نہ پائے جائیں تو پہلے معنی کے لحاظ سے اس پر ایمان کے باقی رہنے کا حکم لگایا، کیوں کہ ایمان اس کے سینہ میں موجود ہے (ایسا شخص) بالآخر دوزخ سے چھٹکارا پائے گا اگرچہ اس کے پاس ایمان کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی، لیکن ایمان سے مراد طاعتیں ہوں تو ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے

ایمان سے مراد تصدیق قلبی ہو تو اس معنی کے لحاظ سے ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور اگر ایمان سے مراد طاعتیں اور عبادتیں ہوں تو ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ عبادتیں تصدیق کی تکمیل کرتی ہیں تو ہر وہ حدیث جو ایمان کے نہ بڑھنے اور نہ گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد اصل ایمان ہے یعنی تصدیق

محض جس میں عمل داخل نہیں اور ہر وہ حدیث جو ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے پر دلالت کرتی ہو تو اس سے مراد ایمان کامل ہوتا ہے جس میں اعمال داخل ہیں۔

ایمان اور اسلام مفہوم میں الگ ہیں لیکن مصداق میں ایک ہیں

دوسری بحث اس بارے میں ہے کہ ایمان اور اسلام دو الگ چیزیں ہیں یا دونوں ایک ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام میں لفظی اختلاف ہے کیونکہ اول (یعنی ایمان اور اسلام کا الگ الگ ہونا) لغت پر موقوف ہے، اور ثانی (یعنی ایمان اور اسلام کا ایک ہونا) شریعت پر منحصر ہے، تحقیق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔

ایمان شرعی میں تصدیق قلبی اور اقرار لسانی داخل ہیں اور عمل کمال ایمان کی شرط ہے

ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک میں لکھا ہے کہ ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے اور عمل اس میں داخل نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور کمال ایمان کی شرط ہے اور جمیع احناف جو امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہیں، ان کے پاس یہی راجح ہے، البتہ محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اشاعرہ یعنی شافعی حضرات نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

اقرار زبانی ایمان کا مشروط رکن ہے

پس جو شخص دل سے تصدیق کرے اور بغیر عذر کے زبان سے اقرار نہ کرے وہ عنداللہ مومن نہیں اور وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن ہے ایسا شخص دوزخی ہوگا۔ امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ اور اکثر فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے البتہ وہ حضرات جن کے پاس اقرار زبانی ایمان کا رکن نہیں، ایسا شخص ان کے پاس مومن تو ہے اور اللہ تعالی کے پاس دنیاوی احکام میں غیر مومن ہے، یہ صورت منافق کے برعکس ہے

(کیونکہ منافق عنداللہ کافر رہتا ہے لیکن عندالناس مومن)

شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اسی صورت میں ہے کہ آدمی گفتگو کرسکتا ہو، اوراس کا اقرار نہ کرنا انکار کی وجہ سے نہ ہو، مگر ایک شخص جس نے دل سے تصدیق کرلی ،لیکن اس کو زبان سے اقرار کرنے کا وقت نہ مل سکا تو سب اس بات پر متفق ہیں کہ بالاتفاق وہ مومن ہوگا ،شرح مقاصد کی عبارت سے یہی واضح ہوتا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں لکھا ہے کہ وہ شخص جو اقرار شہادت پر قادر نہ ہوسکا باوجود یہ کہ اس سے تصدیق قلبی ثابت ہوئی وہ مومن نہیں ہے کہنا ضعیف ہے، ہاں اس کو اتنا وقت ملا کہ اس میں وہ اقرار کرسکتا تھا اوراس سے اقرار کا مطالبہ بھی کیا گیا اوراس نے انکار کیا تو ایسا شخص باتفاق مومن نہیں بلکہ وہ عناد وسرکشی کی وجہ سے کافر ہی ہوگا۔

اقرار زبانی کن معنوں میں ایمان کا رکن ہے

الغرض اس تفصیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک اور رکن ہے مگر یہ یاد رہے کہ اصل ایمان تو دل سے تصدیق ہی کا نام ہے، یہ ایک واضح بات ہے کہ زبان خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اس لئے ایمان کا زبان سے اقرار ایمان کے دل میں ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوگی ،اس لحاظ سے یہ صحیح ہے کہ اقرار زبانی ایمان کا ایک ایسا رکن ہے جو بعض حالات میں ساقط ہوسکتا ہے ،لہذا حالتِ اختیاری میں اقرار جزء ایمان قرار دیا جائیگا اور جبر واکراہ کے نہ ہونے کی حالت میں اقرار کا نہ ہونا تصدیق کے نہ ہونے کی دلیل ہوگا ،الغرض اقرار زبانی کا اس طرح رکن ہونا اس بات کے خلاف نہیں کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہی ہے اور جن حضرات کے پاس اقرار ایمان کا رکن ہے وہ دراصل انہی معنوں میں ہے۔

جمہور محدثین کے نزدیک عمل کمال ایمان کا جزء ہے

جمہور محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک عمل ایمان کا جز ہے اس طرح جیسا کہ ہاتھ انسان کا جز ہے تو جس طرح ہاتھ کی نفی سے انسان کی نفی نہیں ہوسکتی بلکہ ایک نقص اور عیب ہوگا بالکل اسی طرح عمل کی نفی سے ایمان کی نفی نہیں ہوسکتی۔ مختصر یہ کہ عمل کمال ایمان کا جز ہے البتہ معتزلہ اور خوارج کے نزدیک عمل ایمان کا جز اصلی ہے اور عمل کے نہ ہونے سے ان کے پاس ایمان باقی نہیں رہتا۔

ایمان، اسلام، تصدیق، اقرار اور عمل کے مباحث کا خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ایمان سے مراد اگر تصدیق ہو تو اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی ،اور ایمان سے مراد اگر تصدیق ،اقرار اور عمل تینوں چیزیں ہوں تو اس میں عمل کے لحاظ سے کمی اور زیادتی ہوگی ،لیکن ایمان کی کمی اور زیادتی معنی اول یعنی صرف تصدیق کے لحاظ سے اس اعتبار سے ہوگی کہ جس شئے پر ایمان لایا گیا ہے اس شئے میں زیادتی یا کمی ہوئی نہ کہ نفس ایمان میں۔

مذکورہ مباحث کے لحاظ سے آیات اور احادیث میں تطبیق ممکن ہے

ان تفصیلات سے بحمد للہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیتیں اور حدیث کی وہ روایتیں جن سے ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا ظاہر ہوتا ہے ،ان سب آیتوں اور حدیثوں میں جمع اور تطبیق ممکن ہے اور یہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور اس میں جو کچھ اختلاف ہوا ہے وہ نزاع لفظی کی حد تک ہے ،اس لئے خوب سمجھو اور غور کرو۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

3/5۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ،(1) گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اور (2) نماز کو پابندی سے ادا کرنا، اور (3) زکوۃ دینا، اور (4) حج کرنا اور (5) رمضان کے روزے رکھنا۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ایمان کی ستّر (70) پر کئی شاخیں ہیں

4/6۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور ان سب میں افضل لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا کہنا ہے اور ان سب میں کمتر راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

اعمال ایمان میں مجازاً داخل ہیں

ف:۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں، اور شریعت میں دل اور زبان سے تصدیق کے ہیں، اور کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے، اس تفصیل کے لحاظ سے وہ حدیثیں جن میں ایمان کی ساٹھ پر کئی یا ستر پر چند شاخیں یا اسی قسم کی باتوں کا ذکر ہے، ان حدیثوں میں دراصل اصل کا اطلاق فرع پر کیا گیا ہے یعنی ایمان تو اصل ہے اور اعمال ایمان کی فرع اور شاخیں ہیں، اس بناء پر اعمال کو ایمان میں شامل اور داخل کر لینا مجازاً ہے کیونکہ اعمال ایمان ہی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں

کامل مسلمان اور حقیقی مہاجر کون ہے؟

5/7۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور (حقیقی) مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا (یہ بخاری کے الفاظ ہیں) اور مسلم کی عبارت یہ

ہے جس کو راوی نے بیان کیا کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔

مسلمان کے کامل الایمان بن جانے کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ بیٹوں اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب بنالے

6/8۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے پاس اس کے باپ بچوں اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

حلاوت ایمانی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

7/9۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں ان کی وجہ سے وہ ایمان کی حلاوت پائے گا (1) خدا ورسول اس کی نظر میں تمام ماسوائے اللہ سے زیادہ پیارے ہوں (2) اس کو اگر کسی سے محبت ہو تو صرف خدا کے لئے ہو (3) جو کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی برا سمجھے جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے جبکہ اللہ تعالی نے اسے کفر سے بچالیا ہے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

ایمان کا مزہ کب حاصل ہوگا ؟

8/10۔عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ

تعالی کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

امت دعوت وہ ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی خبر ملے اور وہ ایمان نہ لائے تو وہ دوزخی ہوگا

9/11۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، جس کسی نے اس امت دعوت میں سے میرے نبی ہونے کی خبر سن لی خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر اس دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے جس کو مجھے دیکر بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخی ہوگا۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

مسلمان امت اجابت ہیں اور باقی سارے جن وانس امت دعوت ہیں

ف۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر قیامت تک جتنے جن وانس ہیں وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جنہوں نے حضور پر ایمان لایا، وہ امت اجابت ہیں اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا وہ امت دعوت ہیں۔

تین آدمیوں کے لئے دوہرا ثواب ہے

10/12۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ (1) ایک وہ اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی ایمان لایا۔ (2) دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو خدا کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی۔ (3) تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی باندی ہو جس سے وہ جماع کرتا تھا

پس اس نے اس کوادب سکھایااوراس کی اچھی تربیت کی اور مسائل شریعت کی اچھی تعلیم دی ، پھرآزادکیا اوراس سے نکاح کرلیا ،اس کے لئے بھی دوہرا ثواب ہے۔(بخاری اورمسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ وہ اس وقت تک جنگ کرتے رہیں یہاں تک کہ لوگ کلمہ پڑھ لیں ،نماز قائم کریں اورزکوٰۃ دیں

11/13۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں ، یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ اور محمدرسول اللہ کی گواہی دیدیں اورنماز قائم کریں اورزکوۃ دیں ، جب یہ سب کام کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا، بجزحق اسلام کے (یعنی مثلاً اگرکسی کوقتل کریں تو بدلے میں مارے جائینگے)اوران کا حساب اللہ پر ہے (بخاری اورمسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)اورمسلم شریف میں ’’الا بحق الاسلام‘‘ مذکورنہیں ہے

ف :یعنی یہ احکام بصدق دل انجام دیئے ہیں یا محض ظاہرداری سے ،اگرظاہرداری سے انجام دیئے ہوں تو اللہ تعالی ہی اس کا حساب لینے والے ہیں۔

اللہ اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مسلمان کا ذمہ لیا ہے

12/14۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جس نے ہماری طرز کی نماز پڑھی اورہمارے قبلہ کی جانب رخ کیا ،اورہمارا ذبح کیا ہوا کھایا تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اوراللہ کے رسول کا ذمہ ہے ،پس اللہ کے اس عہدوپیمان کو نہ توڑو۔(امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

ایک اعرابی کو دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنت کی بشارت، جب کہ انہوں نے جنت میں داخل کرنے والے اعمال پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کرلیا

13/15۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے کہ جب میں اسے کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، ارشاد ہوا کہ اللہ کی عبادت کر، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، اور نماز فرض پابندی سے پڑھ لیا کر، اور زکوۃ واجبہ دیا کر، اور رمضان کے روزے رکھ۔اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس پر کچھ نہ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔ جب وہ واپس ہو گیا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی کو جنتی کے دیکھنے کی خوشی ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اسکی روایت کی ہے)

ایمان باللہ اور اس پر استقامت مسلمان کو بے نیاز کردیتے ہیں

14/16۔سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسولِ خدا، آپ مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات ارشاد فرمادیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے اس کے متعلق دریافت نہ کروں، ارشاد ہوا کہ آمَنْتُ بِاللّٰہِ (میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ دے، پھر اس پر جما رہ۔(اسکی روایت مسلم نے کی ہے)

ایک نجدی کو دربار نبوت سے نجات کی خوشخبری جبکہ انہوں نے نماز، روزہ اور زکوۃ کی پابندی پر قسم کھا کر عمل کرنے کا عزم کیا

15/17۔طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اہل

نجد کا ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے، ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سن رہے تھے، مگر وہ جو کچھ کہہ رہا تھا ہم نہیں سمجھ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا پھر وہ اسلام کے متعلق پوچھنے لگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں، پھر پوچھا کہ کیا ان کے سوا کچھ اور مجھ پر واجب ہے ارشاد ہوا نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل پڑھ لے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر ہیں، آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ بطور نفل رکھ لے، راوی نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کہ اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی ہے تو فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ بطور نفل تو دیا کرے، راوی نے کہا کہ وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ خدا کی قسم نہ اس پر زائد کروں گا نہ اس سے کچھ کم، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے نجات پالی اگر اس نے سچ کہا ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

قبیلہ عبدالقیس کے وفد کی دربار رسالت میں آمد، جنت میں داخل کرنیوالے اعمال کی درخواست پر ابتدائی چاروں ارکان اور مال غنیمت سے پانچویں حصہ کی ادائی کی تلقین اور شراب کے چاروں قسم کے برتنوں کے استعمال سے ممانعت

16/18۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قوم کی طرف سے آئے ہو، یا یہ فرمایا کہ کس کی نمائندہ جماعت ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم قبیلہ ربیعہ کی طرف سے آئے ہیں، آپ نے

فرمایا خوش آمدید! جس قوم کی طرف سے آئے ہو مبارک آنا آئے ہو، کوئی رسوائی لاحق ہوگی اور نہ ندامت! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو سوائے ماہ حرام کے اور زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلۂ مضر کے کافر حائل ہیں لہذا حضور ہم کو کوئی حکم فیصل سنادیں تاکہ ہم اُدھر والوں کو وہ حکم سنادیں اور اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوسکیں، اور اس کے بعد ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے برتنوں کا حکم دریافت کیا تو آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا، اور چار چیزوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ اللہ واحد پر ایمان لائیں اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب واقف ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا (1) لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ کی شہادت دی جائے، اور (2) باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کی جائے اور (3) زکوٰۃ دیا کریں، اور (4) رمضان کے روزے رکھیں، اور یہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصہ دیا کرو، اور ان کو چار چیزوں کی ممانعت فرمائی کہ اس میں نہ تو نبیذ بنائی جائے اور نہ ان سے پانی پیا جائے اور وہ یہ ہیں: (1) حَنْتَمْ (لاکھ والا برتن) (2) دُبّاء (کدّو کا تونبا) (3) نَقِیْر (لکڑی کا تراشا ہوا برتن) (4) مزفّت (روغنی رال والا برتن) اس کے بعد فرمایا کہ ان کو یاد رکھو، اور اُدھر والوں کو ان کی اطلاع دو۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں)۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (6) امور پر بیعت لی

17/19۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور اس وقت صحابہ کی ایک جماعت حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے گرد اگرد جمع تھی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے (ان امور پر) بیعت کرو کہ تم (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے، اور (2) چوری نہ کرو گے، اور (3) زنا نہ کرو گے، اور اپنی (4) اولاد کو قتل نہ کرو گے، اور (5) کسی پر اپنے دل سے بہتان نہ لگاؤ گے، اور (6) کسی نیک کام کے انجام دینے میں نافرمانی نہ کرو گے۔ اگر ان باتوں کو تم میں سے کوئی شخص پورا کریگا تو اسکو ثواب دینا خدائے تعالی کے ذمہ ہے اور اگر کسی نے ان امور میں سے کسی امر کا ارتکاب کیا اور اسکو دنیا ہی میں اس کی سزا مل گئی تو اخروی عذاب سے اس کے لئے کفارہ ہو جائیگا اور اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا اور خدائے تعالے نے اس کی پردہ پوشی کردی (یعنی دنیا میں کسی کو اس کے گناہ پر اطلاع نہ ہوئی اور دنیوی سزا بھی اسکو نہ ملی) تو خدا کے اختیار میں ہے چاہے معاف کردے، چاہے سزا دے (راوی کہتے ہیں) ہم نے ان امور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)۔

عورتیں زیادہ خیرات کیا کریں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دوزخ کا بڑا حصہ عورتوں سے بھرا ہوا ہے

18/20۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عید اضحیٰ یا فطر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور عورتوں پر گزرے، پس فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! خیرات کیا کرو! کیونکہ دوزخیوں میں میں نے تمہارا ہی حصہ زیادہ دیکھا ہے، پس عورتوں نے کہا کس لئے ائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو، اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود عقل مند کی عقل پر غالب آنے والے تم سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا، عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے نصف

نہیں ؟عورتوں نے کہا کہ کیوں نہیں ،آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے نقصان عقل کی وجہ سے ہے ،پھر آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ بھی نہیں رکھتی ،عورتوں نے کہا کہ کیوں نہیں ،آپ نے فرمایا کہ یہ اس کے دین کے نقصان کی وجہ سے ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

اللہ تعالی کو جھٹلانا اور گالی دینا کیا ہے؟

19/21۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو ایسا نہ چاہئے تھا اور مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ نہ چاہئے تھا اس کا مجھے جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے کہ ہرگز مجھے دوبارہ زندہ نہ کریگا ،جس طرح مرنے کے بعد مجھے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے آسان تر نہیں تھا (یعنی اس کے) پہلی بار بنانے میں قادر ہو چکا تو دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے اور اس کا مجھے گالی دینا ،اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالی نے بیٹا بنالیا ہے ،حالانکہ میں یکتا ہوں ،ایسا بے نیاز نہ کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا اور میرے لئے کوئی ہمسر نہیں ہے۔

20/22۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ ہے (اور اس کا مجھ کو گالی دینا ،اس کا یہ کہنا کہ میرے لئے بیٹا ہے ،حالانکہ میری ذات پاک ہے ،میری ذات اس سے بری ہے کہ کسی کو بیوی بناؤں یا بیٹا (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

زمانہ کو بُرا بھلا کہنا اللہ تعالی کو ایذا دینا ہے

21/23۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ کو برا کہہ کر انسان مجھے ایذا دیتا ہے ،حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں ،میرے ہی ہاتھ میں حکومت ہے ،رات اور دن کو میں ہی بدلتا رہتا ہوں (بخاری و مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔

اللہ تعالی سے بڑھکر کوئی صابر نہیں کہ لوگ اس کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت اور رزق دیتا ہے

22/24۔ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف کے سہنے پر اللہ تعالی سے زائد کوئی صابر نہیں کہ اس کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں، پھر بھی وہ ان کو عافیت بخشتا ہے اور رزق دیتا ہے۔

بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔

بندوں پر اللہ تعالی کا حق کیا ہے اور اللہ تعالی پر بندوں کا کیا حق ہے؟

23/25۔معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں گدھے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف پچھلے زین کی لکڑی کے سوا کوئی چیز حائل نہ تھی، ارشاد ہوا کہ معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی خوب واقف ہیں، آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالی کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی پرستش کریں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس شخص کو جو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائے اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس خوشخبری کو لوگوں کو نہ سنا دوں، فرمایا یہ خوشخبری نہ سناؤ کہ وہ اس پر بھروسہ کرلیں گے

(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی صدق دل سے دینے والے کے لئے آتش دوزخ حرام ہے

24/26۔انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار تھے اور معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے

ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ائے معاذ! تو انہوں نے کہا کہ حضور میں حاضر ہوں، پھر فرمایا، ائے معاذ! تو معاذؓ نے عرض کیا حضور حاضر ہوں، خدمت میں موجود ہوں، پھر فرمایا اے معاذ! تو معاذؓ نے عرض کیا حضور حاضر ہوں خدمت میں موجود ہوں۔ اس طرح تین مرتبہ آپ نے آواز دی، ارشاد ہوا کہ جو شخص سچے دل سے لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی شہادت دیگا اس پر اللہ تعالی دوزخ کی آگ حرام کردیں گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دیدوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا تو پھر وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (کہ اعمال خیر ترک کردیں گے) معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لئے انتقال کے وقت یہ حدیث بیان کی۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور اسی پر مرجائے تو وہ (بالآخر) جنت میں داخل ہوگا

25/27۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دیکھا کہ آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے، دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، پس آپ نے ارشاد فرمایا جس بندہ نے لَا اِلٰــــــہَ اِلَّا الــلّٰــہ کہا اور اسی قول پر مرگیا بلا شک وہ جنت میں داخل ہوا، میں نے عرض کیا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو۔ میں نے عرض کیا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو۔ میں نے عرض کیا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو، اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چہ اس نے چوری کی ہو۔ ابوذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود (یعنی اگر چہ ابوذر کے خلاف

مرضی ہو،)اورابوذر رضی اللہ عنہ جس وقت یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے اگر چہ خاک آلود ہو،ابوذر کی ناک (بخاری اورمسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

ف:اس حدیث میں لَااِلٰـہَ اِلَّااللّٰہ کے کہنے پر دخول جنت کی جوخوشخبری وارد ہے وہ کفر کے مقابلے میں ہے کہ کافر کے لئے دخول جنت محال ہے لیکن مومن گناہوں کے باوجود بالآخر جنت میں داخل ہوگا،خواہ اللہ تعالی گناہوں کومعاف فرماکر بغیر دوزخ میں داخل کئے اول ہی جنت میں داخل فرمادیں یا گناہوں کے بدلے عذاب دیں اور پھر جنت میں داخل فرمادیں۔بہرحال مومن کے لئے دخول جنت لازمی ہے۔12

ایسی چار باتیں جن کی گواہی دینے پر بندہ جنت میں داخل ہوگا

26/28۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ (1) واحد کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ (2) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اوراس کے رسول ہیں، اور یہ کہ (3) عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اوراس کے رسول اوراس کی بندی کے فرزند ہیں اوراس کا کلمہ ہیں، جس کواللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام تک پہنچایا تھا اوراس کی طرف سے ایک جان ہیں اور (4) جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرلیں گے، اگرچہ کہ عمل اس کا کچھ بھی رہا ہو، (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ف:حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوکلمۃ اللہ اس لئے کہا کہ کلمۂ کُنْ کے کہنے سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔12

اسلام،ہجرت اورحج اِن تین چیزوں سے تمام پچھلے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں

27/29۔عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں، آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا، پس میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کیوں اے عمرو؟ میں نے عرض کیا کہ میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا شرط کرے گا؟ عرض کیا: میرے گناہوں کی معافی ہووے، آپ نے فرمایا: اے عمرو! کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اسلام لانا مٹادیتا ہے ان گناہوں کو جو اسلام لانے سے قبل ہوئے ہیں اور تحقیق ہجرت ان گناہوں کو مٹادیتی ہے جو قبل ہجرت کے ہوئے ہیں اور تحقیق حج مٹادیتا ہے ان گناہوں کو جو قبل حج ہوئے ہیں۔ (اس کی مسلم نے روایت کی ہے)۔

جنت میں داخل کرنے والے اعمال چھ ہیں

28/30۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے مجھ کو دور کرے، ارشاد ہوا کہ تم نے ایک امر عظیم (بڑی بات) کا سوال کیا ہے، اور یقیناً وہ آسان ہے اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے (1) اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ (2) کسی چیز کو شریک نہ کرے اور (3) نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرے (4) زکوٰۃ دے، اور (5) رمضان کے روزے رکھے اور (6) بیت اللہ کا حج کرے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازوں کا پتہ نہ دوں۔

بھلائی کے دروازے تین ہیں، روزہ، خیرات، وسط شب میں نماز

روزہ ڈھال ہے اور خیرات گناہوں کو بجھادیتی ہے (یعنی مٹادیتی ہے) جس طرح پانی آگ کو بجھادیتا ہے اور وسط شب میں آدمی کا نماز پڑھنا پھر آپ نے آیت قرآنیہ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ٥ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً م بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ (سورۃ السجدہ پ 21 ع 2) تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: یہ ہے (ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، ڈر سے اور امید سے، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہے، اسے کوئی نفس نہیں جانتا، یہ بدلا ہوگا اس عمل کا جو وہ کیا کرتے تھے)

فرماں برداری ہی اصل دین ہے، نماز دین کا ستون ہے اور جہاد دین کا اعلیٰ مقام ہے

فرمایا: کیا میں تم کو اصل دین، اور دین کا ستون اور دین کا اعلیٰ مقام نہ بتلادوں؟ میں نے عرض کیا: ہاں بتلایئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد ہوا: اصل دین اسلام (فرماں برداری) ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے (یعنی ہر وہ کوشش جس سے اِعلاء کلمۃ اللہ ہو)۔

سارے امور دین کا دارومدار زبان پر قابو رکھنے میں ہے کیونکہ بدزبانی کی وجہ سے ہی انسان جہنم واصل ہوتا ہے

پھر ارشاد ہوا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلاؤں جس پر ان تمام امور دین کا دارومدار ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں بتلایئے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ لی اور فرمایا اس کو قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تو کیا ہم لوگ جو کچھ بولتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا: کس قدر غافل ہوا ئے معاذ! لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا ناک کے بل، یا زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (یعنی کلمات کفر، تہمت، غیبت وغیرہ) کے سوا اور بھی کوئی چیز گرائیں گی؟

(امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے)

کامل الایمان کون شخص ہے؟

29/31۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا، اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

30/32۔ اور ترمذی نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کو (بعض الفاظ کی) تقدیم اور تاخیر سے روایت کی ہے، اور (ترمذی کی روایت میں ہے، تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا)۔

سارے اعمال میں افضل عمل کیا ہے؟

31/33۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال میں افضل عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے)۔

مسلم کامل اور مومن کامل کی پہچان کیا ہے اور حقیقی مجاہد کون ہے؟

32/34۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور کامل مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے خون اور مال پر مطمئن رہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے)

33/35۔ بیہقی نے شعب الایمان میں بہ روایت فضالہ اتنا اضافہ کیا ہے ''اور حقیقی مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا، اور اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہوں کو چھوڑ دے''۔

امانت داری کے بغیر ایمان کامل نہیں اور عہد کی پابندی کے بغیر دین مکمل نہیں

34/36۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم ایسا خطبہ دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے جو

امانت دار نہ ہو، اوراس کا دین مکمل نہیں ہے جو عہد کا پابند نہ ہو۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)۔

دین کی درستی زبان کی درستی پر موقوف ہے اور زبان کی درستی دل کی درستی پر موقوف ہے

35/37۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ایمان کامل نہیں جو امانتدار نہیں، اوراس کا دین مکمل نہیں جو عہد کا پابند نہیں، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اس وقت تک کسی بندہ کا دین درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور زبان درست نہ ہوگی تاوقتیکہ دل درست نہ ہو، اور وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کے بوائق سے امن میں نہ ہو، تو عرض کیا گیا بوائق کیا ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ ارشاد ہوا اس کا ظلم وستم۔ اور جو شخص حرام مال حاصل کرے اور اس کو خرچ کرے تو اس میں اس کے لئے کوئی برکت نہ ہوگی اور اگر اس مال کو خیرات کرے تو قبول نہ ہوگی اور جو کچھ بچ رہے وہ اس کے لئے دوزخ کا توشہ ہے۔ سنو! گندی چیز گندی چیز کو نہیں مٹاتی لیکن پاک چیز مٹا دیتی ہے (طبرانی نے اس کی معجم کبیر میں روایت کی ہے)

لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی دینے والے پر دوزخ حرام ہے

36/38۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی دے گا اللہ تعالی اس پر دوزخ کو حرام فرمادیں گے (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

اللہ تعالی کے یقین پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا

37/39۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت اس یقین پر ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

بحالت شرک مرنے والا دوزخی ہے اور توحید پر مرنے والا جنتی ہے

38/40۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں واجب کرنے والی ہیں، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ واجب کرنیوالی دو باتیں کیا ہیں؟ فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہوئے مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا، اور جو شخص خدا کیساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے مرے وہ جنت میں داخل ہوگا (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے والا جنتی ہوگا اور جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ کہے وہ کسی حال میں جنتی نہیں ہوسکتا، مسلمان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کے بعد پہلے پہل ہی جنتی ہو جائے گا یا گناہوں کی سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوگا، بہرحال مسلمان کے لئے جنت یقینی ہے، برخلاف کافر کے کہ وہ کسی صورت میں بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے بغیر جنتی نہیں بن سکتا

39/41۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی حاضرین کی جماعت میں شامل تھے، دفعتہً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم کو خوف ہوا کہ کہیں (خدانخواستہ) کوئی افتاد نہ پڑی ہو، اس لئے ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا اور انصار بنی نجار کے ایک باغ تک پہنچا، ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما، مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا، اتفاقاً ایک ربیع (نہر) دکھائی دی جو بیرونی کنویں سے باغ کے اندر جارہی تھی اور ربیع، نہر کو کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اسی نہر میں سمیٹ کر گھس گیا اور حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: جی حضور! آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے پھر ایک دم اٹھ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف آوری میں آپ نے دیر فرمائی تو ہم کو خوف ہوا کہ (خدانخواستہ) کہیں حادثہ نہ گزرا ہو، اس لئے ہم گھبرا گئے، سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ پیدا ہوئی (تلاش کرتے کرتے) میں اس باغ تک پہنچا اور لومڑی کی طرح سمیٹ کر نہر کے راستہ سے اندر آگیا، اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک مجھے دے کر فرمایا: ابو ہریرہ! میری یہ دونوں جوتیاں (بطور ثبوت کے) لے جاؤ اور باغ کی دیوار کے ادھر جو شخص یقین قلبی کے ساتھ **لا الہ الا اللہ** کی گواہی دیتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (میں نے حکم کی تعمیل کی) سب سے پہلے مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے اور دریافت کیا: ابو ہریرہ یہ جوتیاں کس کی ہیں؟ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں ہیں، حضور نے یہ دونوں جوتیاں دے کر مجھے بھیجا ہے کہ جو شخص یقین قلبی کے ساتھ **لا الــه الا الـلـه** کی شہادت دینے والا تجھے ملے، میں اس کو جنت کی بشارت دیدوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر میرے سینہ کے بیچ میں ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سُرین کے بل گر پڑا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوٹ جاؤ اے ابو ہریرہ،

چنانچہ میں لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آواز سے رونے لگا۔ میرے پیچھے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور جو پیام دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا، انہوں نے میرے سینے پر ایک ضرب لگائی جس کی وجہ سے میں سرین کے بل گر پڑا اور پھر کہنے لگے کہ لوٹ جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا حضور نے ابو ہریرہ کو اپنے نعلین مبارک دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص قلبی یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت کا قائل ملے اس کو جنت کی بشارت دے دینا، ارشاد فرمایا: ہاں! عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! ایسا نہ کیجئے۔

جس خوشخبری سے عمل میں کوتاہی کا اندیشہ ہو اس کو چھپایا جا سکتا ہے

مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اچھا) چھوڑ دو۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

جنت کی کنجیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت ہے

40/42۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجیاں لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

کلمہ طیبہ موجب نجات ہے

41/43۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب نہایت غم زدہ ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض (نجات کے بارے میں) وسوسہ میں پڑ جائیں، عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا، میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، اورانہوں نے سلام کیا، مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہوسکا، عمر نے ابوبکر رضی اللہ عنہما سے اس کی شکایت کی تو دونوں تشریف لائے اور دونوں نے سلام کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی کہ آپ نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کا علم ہی نہیں ہوا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ سچ کہہ رہے ہیں، ان کو کسی بات نے مشغول کررکھا ہے، میں نے کہا: ہاں (یہی بات ہے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل ہی اٹھالیا کہ ہم آپ سے (اس امر کی) نجات کی نسبت دریافت کرلیتے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسبت دریافت کرلیا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کہے میں اٹھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قریب گیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر سے قربان، آپ ہی اس کے زیادہ اہل تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے رسول اللہ اس دین کی نجات کس میں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ سے اس کلمہ کو قبول کرلیا، جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اورانہوں نے اس کو رد کردیا تو یہ کلمہ قبول کرنے والے کے لئے موجب نجات ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

کلمۂ اسلام تمام روئے زمین کے گوشہ گوشہ میں پہنچے گا اور انسانوں کی عزت وذلت اسی کلمہ سے وابستہ ہوگی

42/44۔ مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان یا خیمہ ایسا نہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ کلمۂ اسلام کو داخل نہ فرمائیں، عزت دینے عزیز کے ساتھ یا ذلت

دینے ذلیل کے ساتھ، یا تو ان کو اللہ تعالیٰ معزز فرمائے گا تو ان کو اس کلمہ کا اہل بنا دے گا، یا ان کو ذلیل کرے گا تو وہ اس کی اطاعت قبول نہ کریں گے، میں نے کہا تو دین تمام کا تمام اللہ ہی کا ہوگا۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جنت کی دندانے دار کنجی ہے

43/45۔ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ وہب سے کہا گیا کہ کیا لا الـه الا اللـه جنت کی کنجی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن ہر کنجی کے دندان ہوتے ہیں اگر تم ایسی کنجی لاؤ گے جس کو دندان ہوں تو تمہارے لئے جنت کو کھولا جائے گا ورنہ نہیں۔ (بخاری نے اس حدیث کی ترجمۃ الباب میں روایت کی ہے)

ف: دندان سے مراد اعمال ہیں۔

اسلام کو بہتر بنا لیا جائے تو اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ملے گا

44/46۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو (اخلاص کے ساتھ) بہتر بنالے تو جو نیکی کرے گا اس کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک لکھا جائے گا اور جو برائی کرے گا تو اتنی ہی لکھ لی جائے گی، یہاں تک کہ وہ ملاقات کرے اللہ سے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

مومن کو نیکی سے خوشی اور برائی سے رنج ہوتا ہے اور گناہ کی چیز کی طرف سے دل میں کھٹکا ہوتا ہے

45/47۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ ارشاد ہوا کہ جب تجھ کو تیری نیکی سے خوشی ہو اور برائی سے رنج ہو تو تُو مؤمن ہے، پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ گناہ کس کو کہتے

ہیں؟ فرمایا: جب تیرے دل میں کوئی چیز کھٹک جائے تو تُو اس کو چھوڑ دے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

خوش کلامی اور کھانا کھلانا اسلام ہے، صبر اور سخاوت ایمان ہے، افضل اسلام، افضل ایمان، افضل نماز، افضل ہجرت، افضل وقت کیا کیا ہیں

46/48۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دین کے) اس کام میں آپ کے ساتھ کون تھے؟ فرمایا: ایک حر (آزاد یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور ایک عبد (غلام یعنی بلال رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ارشاد ہوا: خوش کلامی اور کھانا کھلانا، میں نے عرض کیا: ایمان کیا ہے؟ ارشاد ہوا: صبر اور سخاوت کرنا، میں نے عرض کیا: کونسا اسلام (یعنی مسلمانان) افضل ہے؟ ارشاد ہوا: جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، کہا کہ میں نے عرض کیا کونسا ایمان افضل ہے؟ ارشاد ہوا: اچھے اخلاق، راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کونسی نماز افضل ہے؟ ارشاد ہوا: جس میں قیام زیادہ ہو، راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا کونسی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد ہوا: ان باتوں کو ترک کرنا جن کو تیرا رب پسند نہیں کرتا، راوی نے کہا میں نے عرض کیا: کونسا جہاد افضل ہے؟ ارشاد ہوا جس کا گھوڑا ہلاک کیا جائے اور اس کا خون بہایا گیا ہو، میں نے عرض کیا کونسا وقت بہتر ہے؟ ارشاد ہوا: اخیر شب کا درمیانی وقت۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

انسان کی نجات تین (3) چیزوں پر منحصر ہے

47/49۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملے کہ اس نے (1) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا، (2) پنج وقتہ نماز پڑھتا رہا اور (3) رمضان کے روزے رکھے تو اس کی بخشش ہوگی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ اس کی خوشخبری لوگوں کو دے دوں، آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو کہ وہ عمل کریں۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

افضل ایمان میں (4) باتیں شامل ہیں

48/50۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ افضل ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (1) اللہ کے لئے محبت کرنا اور (2) اللہ کے لئے دشمنی رکھنا اور (3) زبان کو ذکر الٰہی میں جاری رکھنا، انہوں نے کہا کہ اور کیا چیز ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ ارشاد ہوا: (4) لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو، اور ان کے لئے اس بات کو ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

(1) باب الکبائرِ و علاماتِ النِّفاق

(گناہ کبیرہ اور نفاق کی علامتوں کا بیان)

وقول اللہ عزوجل ''اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِط'' (اورسورہ نجم پ 27 ع 2 میں) ارشاد الٰہی ہے، (جولوگ کبیرہ گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے دور رہتے ہیں) بجز چھوٹے گناہوں کے بیشک تیرا رب بہت بخشش والا ہے) و قولہ ''فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقاً فِیْ قُلُوبِھِمْ اِلَی یَوْمِ یَلْقَوْنَہُ بِمَا اَخْلَفُواْ اللّٰہَ مَا وَعَدُوہُ وَبِمَا کَانُواْ یَکْذِبُوْن ہ اور (سورہ توبہ پ 10 ع 10 میں) ارشاد الٰہی ہے (اللہ نے سزا میں ان کے دلوں میں نفاق اس دن تک کے لئے بھر دیا جس دن اس سے ملیں گے، اِس وجہ سے کہ ان لوگوں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی ہے اور اِس وجہ سے بھی کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے)

بدترین گناہ کیا ہیں؟

1/51۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا: اللہ کے لئے تُو (1) شریک بنائے، حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے، اس نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ ارشاد ہوا: تُو (2) اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا، اس نے کہا: پھر کونسا: ارشاد ہوا: اپنے (3) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا، حضور کے اس فرمانے کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً اٰخَرَ وَلَا

يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ o (تا آخر آیت) سورہ فرقان پ 19 ع 6 میں) جو لوگ خدا کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور اس جان کو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ (یعنی قصاص وغیرہ میں) اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔)

بڑے گناہ چار ہیں

2/52۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہ خدا کے ساتھ (1) شرک، (2) والدین کی نافرمانی، (3) کسی کا قتل کرنا اور (4) جھوٹی قسم ہیں (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

3/53۔اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی گواہی ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

سات چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں

4/54۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ کونسی ہیں؟ فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ شریک کرنا، (2) جادو کرنا، (3) جس شخص کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق مار ڈالنا، (4) سود کھانا، (5) اور یتیم کا مال کھانا، (6) جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، (7) اور غافل، پاکدامن بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

وہ سنگین گناہ جن کے ارتکاب کے وقت ایمان باقی نہیں رہتا

5/55۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو زنا کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، اور اسی طرح چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو چوری کرتے

وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا ہے، اور جب شراب پینے والا شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، اور لوٹ کھسوٹ کرنے والا جب لوٹ کھسوٹ کرتا ہے ایسی حالت میں کہ لوگ خوف و دہشت کے مارے مایوسی کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہے ہوں تو اس کا ایمان باقی نہیں رہتا اور تم میں جب کوئی خیانت کرتا ہے تو خیانت کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، پس بچو تم (ان مذکورہ گناہوں سے) پھر کہتا ہوں کہ بچو تم (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

6/56۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ قتل کرنے والا جب قتل کرتا ہے تو قتل کرتے وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ اس سے ایمان کس طرح علیحدہ کرلیا جاتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس طرح اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملاکر باہر نکال لیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس آجاتا ہے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ملادیں۔

ایمان کے باقی نہ رہنے کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کا قول

ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ ایسا شخص مومنِ کامل نہیں رہتا اور اس میں ایمان کا نور نہیں پایا جاتا (یہ بخاری کے الفاظ ہیں)

منافق کی تین علامتیں ہیں

7/57۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں، (مسلم نے) اتنا اضافہ کیا اگرچہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلمان ہے، (پھر بخاری اور مسلم دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ) (1) جب وہ بات کرے جھوٹ کہے اور (2) جب وعدہ

کرے خلاف (وعدہ) کرے اور (3) امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ یہ تین علامتیں منافق کی ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے

8/58۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ (1) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (2) جب بات کہے تو جھوٹ کہے، (3) جب قول وقرار کرے تو اس کے خلاف کرے اور (4) جب جھگڑے تو گالیاں دے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

منافق کی مثال

9/59۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو کہ دو ریوڑ کے درمیان پھرتی ہے، کبھی اس کی جانب مائل ہوتی ہے اور کبھی اُس کی جانب۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

نو (9) واضح احکام کیا ہیں؟

10/60۔ صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: ہم کو ان نبی کے پاس لے چلو، اس کے ساتھی نے کہا نبی مت کہو، اگر وہ تجھ سے سن لیں گے تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی نہایت خوش ہوں گے) تو دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے تسع آیات بینات (نو واضح احکام) کے متعلق دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ (1) کسی کو شریک نہ کرو، اور (2) چوری نہ کرو، اور (3) زنا نہ کرو اور (4) ناحق

کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، اور (5) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس قتل کے لئے پیش نہ کرنا، اور (6) جادو نہ کرو، اور (7) سود مت کھاؤ، اور (8) کسی پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ اور (9) جنگ کے دن بھاگنے کی خاطر پیٹھ نہ پھیرو، اور خاص کر تم کو اے یہود! واجب ہے کہ شنبہ کے روز حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو۔ صفوان راوی کہتے ہیں کہ دونوں نے آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم لیا، اور دونوں نے کہا کہ ہم آپ کے نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کونسا امر تم کو میری اتباع سے مانع ہے؟ دونوں نے کہا: بے شک حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ ان کی ذریت میں ہمیشہ نبی ہوا کرے، اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو ہم کو یہود قتل کر دیں گے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

کسی عالم یا بزرگ کے قدم چوم سکتے ہیں یا نہیں

ف۔ درمختار میں لکھا ہے کہ کسی عالم یا زاہد سے اگر مطالبہ کیا جائے کہ وہ قدم کو بڑھائیں اور قدم چومنے کے لئے موقع دیں تو اس عرض کو قبول کر لے، اور ایک روایت یہ ہے کہ قبول نہ کریں۔

تین باتیں اصل ایمان ہیں

11/61۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں اصل ایمان ہیں (1) لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کے قائل سے ہاتھ روک لینا، اور تم اس کو کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہ قرار دو، اور کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج نہ کرو، اور (2) جہاد جب سے کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اس وقت تک جاری رہنے والا ہے کہ اس امت کا اخیر شخص دجال کو قتل کرے گا،

جہاد کو نہ کسی ظالم کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل باطل کر سکے گا، اور (3) تقدیر پر ایمان لانا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

بوقت زنا ایمان سر پر سایہ کرتا ہے اور اس عمل سے فارغ ہونے پر واپس لوٹ جاتا ہے

12/62۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ کی طرح آجاتا ہے اور پھر جب وہ اس عمل سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس (10) وصیتیں

13/63۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس (10) باتیں بطور وصیت فرمائیں۔ فرمایا: (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تمہیں قتل کردیا جائے اور جلادیا جائے، اور (2) ہرگز ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ کہ وہ تجھے اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں اور (3) ہرگز فرض نماز کو ترک نہ کرو، اس لئے کہ جو شخص عمداً فرض نماز کو ترک کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ الگ ہوجاتا ہے، نہ دنیا میں امن کا مستحق ہے اور نہ آخرت میں نجات کا، اور (4) ہرگز شراب (نشہ لانے والی چیز) نہ پیو کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، کیونکہ اس سے دنیا میں حد کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت میں عذاب کا، اور (5) ہر قسم کے گناہوں سے بچو کیونکہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور (6) جہاد میں بھاگنے سے بچتے رہو، اگرچہ کہ (تمہارے ساتھ کے) تمام لوگ ہلاک ہوجائیں اور (7) جب لوگوں میں موت عام ہوجائے اور تم ان میں ہو تو تم ثابت قدم رہو، اور (8) اپنے کنبہ پر حسب حیثیت مال

خرچ کرو، اور (9) ادب آموزی کے لئے ان کو سزا دینے سے پہلو تہی نہ کرو، اور (10) ان کو خدا کا خوف دلاتے رہو۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)۔

نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور اب کفر ہے یا ایمان

14/64۔ حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا لیکن آج کفر ہے یا ایمان (البتہ وہ اعمال جن کو منافقین کی علامت بتایا گیا ہے وہ باقی ہیں)۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)۔

(2)باب فی الوسوسة

(یہ باب وسوسہ کے بیان میں ہے)

وقول الله عز و جل " اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ o"(سورۃ الناس پ 30 میں) ارشاد الٰہی ہے (نیکی سے پیچھے ہٹنے والے سے (پناہ مانگتا ہوں) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ وہ جنوں میں سے ہو یا انسان سے وقولہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوّاً ط اِنَّمَا یَدْعُوْ حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ ط اور (سورہ فاطر پ 22 ع 1 میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے، (بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو، شیطان اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے کہ وہ دوزخی بنیں)

ایسے وسوسے معاف ہیں جو دل ہی دل میں رہیں اور عمل یا زبان سے ظاہر نہ ہوں

1/65۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ان وسوسوں کو معاف فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک کہ ان پر عمل نہ کریں یا اس کو زبان سے ظاہر نہ کریں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

وسوسے ایمان کی علامت ہیں

2/66۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں بعض ایسے خیالات آتے ہیں

جن کا زبان پر لانا بڑا جرم معلوم ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایسا پارہے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

شیطان جب وسوسے پیدا کرے تو اللہ سے پناہ مانگے اور ان سے رک جائے

3/67۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر کہتا ہے اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہے گا کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس نوبت پر آجائے تو اسے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور ایسی باتوں سے رک جائے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

یہ وسوسہ پیدا ہو کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو ایسے موقع پر کیا کیا جائے؟

4/68۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے، تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جو شخص ایسی کوئی بات اپنے دل میں پائے تو کہہ دے آمَنتُ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مطیع ہو گیا ہے

5/69۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہم نشین جنوں میں سے (یعنی شیطان)

اور ایک ہم نشین فرشتوں سے مقرر کیا گیا ہے، لوگوں نے عرض کیا: کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ نے میری اس کے خلاف مدد فرمائی، پس وہ میرا مطیع ہوگیا ہے (اس لئے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں) پس وہ مجھے صرف بھلائی کا مشورہ دیتا ہے (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

شیطان انسان کے خون میں خون کی روانی کی طرح جاری و ساری رہتا ہے

6/70۔ انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان کا (وسوسہ اور مکر و فریب) انسان پر اس طرح جاری رہتا ہے جس طرح انسان کا خون انسان میں جاری و ساری رہا کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ولادت کے وقت بچے کا چلانا شیطان کے چھونے سے ہوتا ہے

7/71۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کے ہر پیدا ہونے والے بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ چیخ اٹھتا ہے، بجز حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے (کہ ان کو شیطان نے مس نہیں کیا)۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوتا ہے

8/72۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نومولود کا پیدائش کے وقت چلانا شیطان کے چوکانے کی وجہ سے ہوا کرتا

ہے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

ابلیس کس طرح انسانوں کے درمیان فتنوں کا جال پھیلاتا ہے

9/73۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر اپنی فوجیں بھیجتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں، ان میں ابلیس کا زیادہ مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرے، چنانچہ ایک ایک ان میں کا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے، تو ابلیس کہتا ہے کہ تو کچھ بھی نہیں کیا، پھر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، ان میں کا ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جب تک کہ میں نے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دی۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اس کو اپنے قریب بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے۔ اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے خیال پڑتا ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابلیس اس کو گلے لگاتا ہے۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

جزیرۂ عرب میں شیطان کی پرستش نہ ہوگی البتہ خانہ جنگی بند نہ ہوگی

10/74۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی پرستش کریں (یعنی ان کے شرک کرنے سے مایوس ہوگیا) لیکن ان کے آپس میں خانہ جنگی کرانے سے مایوس نہیں ہوا۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

11/75۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات پاتا ہوں کہ ان کے اظہار کی بجائے مجھے جل کر کوئلہ ہوجانا زیادہ پسند ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ ان خیالات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے)۔

انسان وسوسہ کے وقت اللہ سے پناہ مانگے اور نیکی کی تحریک پر اللہ کا شکرادا کرے

12/76۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درحقیقت ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور دوسرا فرشتہ کا۔ شیطان کا تصرف (یعنی وسوسہ) برائی پر انسان کو ابھارنا اور حق کا جھٹلانا ہے، اور فرشتہ کا تصرف (یعنی الہام) نیکی پر ابھارنا اور حق کی تصدیق کرنا ہے پس جس نے یہ کیفیت پائی تو یقین کرلے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، پس اللہ کا شکر بجالائے اور جس نے دوسری کیفیت (یعنی وسوسہ شیطانی) پائی تو اسے چاہئے کہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے، پھر آپ نے (سورہ بقرہ پ 3 ع 37 کی) یہ آیت **اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُم بِالْفَحْشَاءِ** تلاوت فرمائی (یعنی شیطان تم کو فقروفاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی اور بری بات (یعنی بخل) پر ابھارتا ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وسوسے پیدا ہوں تو بائیں طرف 3 بار تھوک دیں اور شیطان سے اللہ کی پناہ میں آئیں

13/77۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے سے مختلف سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائیگا کہ اس مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کے کوئی ماں باپ اور نہ کوئی ہمسر (یعنی زوجہ) پھر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے، اور شیطان مردود سے اللہ

کی پناہ میں آئے۔(ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے)۔

بدترین وسوسہ کیا ہے؟

14/78۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے پر مختلف سوالات کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اللہ عز وجل کو کس نے پیدا کیا (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

15/79۔اور مسلم کی روایت اس طرح ہے: راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ آپ کی امت ہمیشہ کہتی رہے گی یہ کیسے ہوا؟ یہ کیسے ہوا؟ یہاں تک کہیں گے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا، اللہ عز وجل کو کس نے پیدا کیا؟

نماز میں جب وسوسے پیدا ہوں تو کیا کریں؟

16/80۔عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! شیطان مجھ میں اور میری نماز اور قرأت میں حائل ہوگیا ہے کہ مجھ پر ان چیزوں کا شبہ ڈالتا رہتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اس کا نام ''خِنـزَبْ'' ہے جب تم کو اس کا احساس ہو تو اللہ کی پناہ مانگو اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دو، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دفع کردیا (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

نماز وہم اور وسوسہ کے باوجود جاری رہنی چاہئے

17/81۔قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا رہتا ہے اور یہ بات مجھ پر گراں گزرتی ہے پس انہوں نے کہا کہ نماز ادا کرتے رہو، وہ تم سے دفع نہ ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنی نماز ختم کرتے ہوئے کہو گے کہ میں نے اپنی نماز کامل طریقہ سے ادا نہیں کی۔(امام مالک نے اس کی روایت کی ہے)

(3)باب الایمان بالقدر

(تقدیر پر ایمان لانے کے بیان میں)

وقول اللہ عزوجل ''اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ'' اور (سورۂ زمر پ 24 ع 6 میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے) وقولہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْد o اور (سورہ بُروج پ 30 ع 2 میں) ارشاد باری ہے: وہ جو چاہے کر گزرتا ہے، وقولہ وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور (سورہ انعام پ 7 ع 7 میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے، (زمین کی تاریکیوں میں اور تری اور خشکی میں کوئی دانہ نہیں مگر وہ کتاب مبین میں مذکور ہے) وقولہ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور (سورہ تکویر پ 30 ع 1 میں) ارشاد باری تعالیٰ ہے (تم کوئی بات نہیں جان سکتے مگر یہ کہ رب العالمین چاہے)

مخلوق کی تقدیریں کب لکھی گئیں؟

1/82۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھدی تھیں، آپ نے فرمایا: اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

ہر چیز تقدیر سے ہے

2/83۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقدیر کے بارے میں مناظرہ

3/84۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا، آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آئے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ وہی آدم (علیہ السلام) ہیں جن کو اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور جن میں اپنی روح خاص پھونکی تھی اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدۂ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا، اس کے باوجود آپ نے اپنی خطاء کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اُتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا: آپ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو اللہ نے اپنی رسالت اور کلام سے سرفراز فرمایا اور جن کو الواح (یعنی توریت کی تختیاں) دیں جس میں ہر بات واضح طور پر بیان کردی تھی اور ہم کلام بنا کر اپنا مقرب بنایا، بتلاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کرنے سے کتنے سال پہلے توریت لکھی؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ نے اس میں دیکھا کہ **فَعَصٰی آدمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی** موجود ہے (ترجمہ: آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور غلطی میں پڑ گئے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا: پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کررہے ہیں جس کو میں نے کیا ہے اور جو میری پیدائش سے چالیس سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھ پر لکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر حجت میں غالب آ گئے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

بچہ کی تقدیر سے چار باتیں روح پھونکنے سے پہلے لکھدی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوتا ہے

4/85۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول صادق علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے جن کی صداقت مسلمہ ہے حدیث بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک بہ شکل نطفہ جمع کی جاتی ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک منجمد خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں لکھنے کا حکم دے کر بھیجتا ہے تو وہ (1) اس کا عمل، (2) اس کی موت، اور (3) اس کا رزق اور (4) شقی یا سعید ہونا لکھ دیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذات باری تعالیٰ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً تم میں سے ایک شخص جنتی کا عمل کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور وہ دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے اور یقیناً تم میں سے ایک شخص دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا عمل کرتا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی متفقہ طور پر روایت کی ہے)

اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہوتا ہے

5/86۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بندہ دوزخیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت سے ہے اور بندہ جنتیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ دوزخی ہے۔ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہی ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

انسان کا جنتی ہونا یا دوزخی ہونا اس حالت میں طئے ہو چکا جبکہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صُلب میں تھا

6/87۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصار کے لڑکے کے جنازہ پر بلائے گئے، پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس لڑکے کی خوشحالی ہے یہ تو ایک چڑیا ہے جنتی چڑیوں میں سے، اِس لئے کہ اس نے نہ تو کوئی برائی کی اور نہ اس کو پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اس کے سواء کچھ اور بھی ہے سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے اس کے اہل کو پیدا کیا اور اس حالت میں پیدا کیا کہ وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لئے اس کے اہل کو پیدا کیا اور ان کو اس حالت میں پیدا کیا کہ جب وہ اپنے آباء (باپ) کے صلب میں تھے۔ (امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

ہر شخص کے لئے وہ عمل آسان کردیا جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوتا ہے

7/88۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے اس کا ٹھکانہ دوزخ اور جنت کا لکھ دیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں، تو آپ نے فرمایا: عمل کرو، پس ہر شخص پر وہ چیز آسان کردی گئی ہے کہ جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے تو جو شخص سعادت مندوں سے ہوگا تو سعادت مندی کا عمل اس کے لئے آسان کردیا جائے گا اور جو بدبختوں سے ہوگا تو بدبختی کا عمل اس پر آسان کردیا جائے گا پھر آپ نے (سورہ واللیل پ 30 کی) یہ آیت **فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ وَأَمَّا مَنْ ۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى. فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ** پڑھی (بس جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کیا اور اچھی بات (یعنی دین اسلام) کو سچا سمجھا تو ہم آسانی کی جگہ (یعنی جنت میں پہنچنے کا راستہ) اس کے لئے آسان کردیں گے اور جس

نے (راہِ خدا میں) دینے سے بخل کیا اور (آخرت کی پرواہ نہ کی) اور عمدہ بات (یعنی دین اسلام) کو جھوٹ جانا تو ہم مشکل کی جگہ (یعنی دوزخ میں پہنچنے کا راستہ) اس کے لئے آسان کردیں گے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

آدمی کے لئے اگر زنا مقدر ہے تو وہ اس میں ضرور مبتلا ہوگا

8/89۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آدمی کی تقدیر میں زنا سے اس کا ایک حصہ لکھدیا ہے اور ضرور وہ اس کو پائے گا، پس آنکھ کا زنا (غیر محارم کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا شہوانی کلام کرنا ہے، دل آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

9/90۔اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پر اس کے زنا کا ایک حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ ضرور پائے گا، آنکھوں کا زنا دیکھنا اور کانوں کا زنا سُننا، زبان کا زنا گفتگو ہے، ہاتھ کا زنا غیر محرم کو پکڑنا اور پیر کا زنا ناجائز مقامات کی طرف چلنا ہے، دل فریفتہ ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور اس کی تصدیق اور تکذیب شرمگاہ کرتی ہے۔

انسان اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کر رہے ہیں

10/91۔عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بتلایئے آج لوگ جو کچھ عمل کر رہے ہیں اور جس بات کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں مقدر ہو چکی ہے کہ اس کے موافق وہ عمل کر رہے ہیں یا ایسی چیز ہے جو ان کی تقدیر میں بروز ازل نہیں لکھی گئی ہے بلکہ وہ زمانہ آئندہ میں جیسا جیسا ان کو سوجھتا ہے، وہ اپنے اختیار سے عمل کرتے جاتے ہیں اس کے بغیر کہ پہلے سے ان پر مقدر ہو اور نبی کے فرمانے کے موافق نہ کرنے

سے ان پر عذاب ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو ان کے مقدر میں لکھی جاچکی ہے اور وہ اپنی تقدیر کے لکھے کے موافق عمل کر رہے ہیں اوراس کی تصدیق کتاب اللہ کے سورہ والشّمس پ 30 ع 1 میں موجود ہے اوروہ یہ ہے وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۙ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝ (قسم ہے انسان کے جان کی اوراس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا پھراس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) اس کو القا کیا)۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کے اندیشہ سے خصی ہونے کی اجازت مانگنے پر ارشاد ہوا کہ جو کچھ تم پر پیش آنے والا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے

11/92۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ میں ایک جوان آدمی ہوں اور مجھے اپنے نفس پر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ عورتوں سے نکاح کرسکوں کیا مجھے خصی ہونے کی اجازت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہوگئے، میں نے (دوبارہ) ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر (سہ بارہ) میں نے ایسا ہی عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، (چوتھی بار) جب میں نے ویسا ہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ جو کچھ تم پر پیش ہونے والا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے، اب تُو چاہے تو خصی بنے یا اس خیال کو چھوڑ دے۔(جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہوکر رہے گا)۔(امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

تمام انسانوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ میں قلب کے مانند ہیں

12/93۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام آدمیوں کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے بیچ میں قلب (قلب ایسی چیز ہے جس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے) کے مانند ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دلوں کے پھیر دینے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ہر بچہ کی پیدائش فطرت یعنی اسلام پر ہوتی ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنالیتے ہیں

13/94۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ کی پیدائش فطرت (یعنی اسلام) پر ہوتی ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنالیتے ہیں، جس طرح چوپائے کے بچے پیدائش کے وقت کامل الاعضاء پیدا ہوتے ہیں، کیا تم اس میں کسی قسم کا نقصان پاتے ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سورہ روم پ 21 ع 4 کی) اس آیت کو پڑھا کرتے تھے **فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّملا** (تم اللہ کی دی ہوئی قابلیت (یعنی اسلام) کا اتباع کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی اس پیدا کی ہوئی قابلیت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں پر مشتمل ایک خطبہ ارشاد فرمایا

14/95۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جو پانچ باتوں پر مشتمل تھا، پس فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کے مناسب شان نہیں، بندوں کے رزق کے ترازو کو پست کرتا ہے اور اس کو بلند کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر فراخ اور بہ سبب گناہوں

کے بعضوں کو ذلیل کرتا ہے اور بہ سبب طاعت کے بعضوں کا مرتبہ بلند کرتا ہے) اس کی جناب میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں، پردہ اس کا نور ہے اگر اس کو اٹھائے تو اس کے ذات کے انوار تمام مخلوق کو جلا دیں، جہاں تک اس کے بصر کی رسائی ہے، (یعنی تمام دنیا جل اٹھے کہ خدا کی بصر کا احاطہ تمام عالم کو ہے) (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)۔

سب کے رزق کی ترازو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ کسی پر کشادہ کرتے ہیں اور کسی پر تنگ

15/96۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کا ہمیشہ خرچ اس کو کم نہیں کرتا، بتلاؤ کہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اب تک کس قدر خرچ کیا ہوگا پھر بھی اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے، اس وقت سے کم نہیں ہوا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا، اس کے ہاتھ میں (سب کے رزق کی) ترازو ہے، اسے وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (یعنی کسی پر رزق تنگ کرتا ہے اور کسی پر کشادہ) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

16/97۔ اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔

مشرکین کے بچے جو عمل کرنے والے تھے اس کو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں

17/98۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کی نسبت دریافت کیا گیا، تو ارشاد فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے، (یعنی بہشت میں داخل ہونے والے تھے یا دوزخ میں۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس کو حکم دیا تو قلم نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا

18/99۔عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز جس کو پیدا کیا وہ قلم ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھ دے قلم نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا کہ (ہر چیز کی) تقدیر لکھ دے تو قلم نے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔(ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)

سورہ اعراف کی آیت وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِن ۢ بَنِیٓ آدَمَ الخ کا ترجمہ اور تفسیر

یوم اَلَست میں آدم علیہ السلام کی پُشت سے ان کی ذریت کو باہر نکالا گیا ان میں سے ایک حصہ تو جنتی تھا اور دوسرا دوزخی، جنتی جنت والے عمل پر مرے گا اور دوزخی دوزخ والے عمل پر مرے گا

19/100۔مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (سورہ اعراف پ 9 ع 22) کی آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا'' وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِن ۢ بَنِی آدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنفُسِھِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ط قَالُوْا بَلٰی ج شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غَافِلِیْنَ. ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلا دو) جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا، اور ان کے مقابلہ میں خود ان کو گواہ بنایا (اس طرح پر کہ ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا

پروردگار نہیں ہوں، سب نے کہا کہ ہاں ہم سب (اس بات کے) گواہ ہیں اور یہ اس غرض سے کیا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں قیامت کے دن تم کہنے لگو کہ ہم اس بات سے بے خبر ہی رہے (یعنی کسی نے ہم سے کسی قسم کا عہد نہیں لیا تھا)۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت (اولاد) کو باہر نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ جنتیوں کا عمل کریں گے۔ پھر آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں کا عمل کریں گے، پس ایک شخص نے کہا پھر کیوں عمل کیا جائے یا رسول اللہ! (جو ہونا تھا سو ہو چکا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جب بندہ کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس کو جنتیوں کے کام میں لگا دیگا یہاں تک کہ اس کی موت جنتیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر ہوگی اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دیں گے اور اللہ نے جب بندہ کو دوزخ کے لئے پیدا کیا تو وہ دوزخیوں کے کام میں لگا دیگا یہاں تک کہ وہ دوزخیوں کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے گا اور اس کی وجہ سے اس کو اللہ دوزخ میں داخل کر دیں گے۔ (اس کی روایت امام مالک، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے ایک میں اہل جنت کی تفصیل تھی اور دوسری میں اہل دوزخ کی تفصیل تھی، پھر حضور نے فرمایا اعمالِ نیک کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرتے رہو

20/101۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لے کر نکلے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے بتلائے بغیر ہم نہیں جان سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھے ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں جنتیوں اور ان کے باپ دادا اور قبیلوں کے نام ہیں اور پھر آخر میں سب کی جملہ تعداد بتلا دی گئی ہے، پس ان میں نہ کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی، پھر اس کتاب کی نسبت جو بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے آباء وقبائل کے نام ہیں جس کے آخر میں سب کی جملہ تعداد درج کر دی گئی ہے ان میں نہ تو کبھی اضافہ کیا جائے گا اور نہ کمی، پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر عمل کیوں کیا جائے، جب کہ معاملہ ایسا ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افراط وتفریط کے بغیر عمل کے پابند رہو، اور نیک اعمال کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرتے رہو، اس لئے کہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا اگرچہ کہ اس نے کیسا ہی عمل کیا ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا وہ اس طرح کہ آپ نے ان کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا (یعنی یہ ایسا امر ہے کہ جس سے فراغت ہو چکی) پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو گیا، ایک گروہ جنت کے واسطے ہے اور ایک گروہ دوزخ کے واسطے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

دعاء دوا سب اللہ کی تقدیر سے ہیں

21/102۔ ابوخزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے کہ یہ منتر (یعنی دعائیں) جن کو ہم پڑھواتے ہیں اور وہ دوائیں جن کو ہم استعمال کرتے ہیں، اور وہ حفاظت کی چیزیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو دفع کر سکتی ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ تمام

چیزیں اللہ ہی کی تقدیر سے ہیں۔(اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

پچھلی امتیں تقدیر کے بارے میں بحث کرنے سے ہلاک ہوئیں

22/103۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر برآمد ہوئے اور ہم اس وقت تقدیر کے بارے میں بحث کررہے تھے، پس آپ غضبناک ہوگئے حتیٰ کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا گویا آپ کے رخساروں پر انار کے دانے توڑ کر نچوڑ دیئے گئے ہیں، فرمایا: کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے یہی چیزیں دے کر بھیجا گیا ہے، تم سے پہلے کے لوگ جب ان باتوں پر جھگڑنے لگے تو ہلاک ہوگئے، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تقدیر کے معاملہ میں بحث مت کیا کرو۔(ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)

انسان کے رنگ اور مزاج کا اختلاف مٹی کے اختلاف کی وجہ سے ہوا کرتا ہے

23/104۔ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک ایسی مشتِ خاک سے پیدا کیا جس کو ہر طرح کی زمین سے لیا تھا، لہٰذا آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی، جن میں چند سرخ رنگ والے، چند سفید، چند کالے، اور چند سانولے، اور چند نرم مزاج، اور چند سخت مزاج، اور چند بُرے اور چند اچھے ہیں۔(اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)

انسان کی ہدایت اور گمراہی کا سبب کیا ہے؟

24/105۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اس پر اپنا کچھ نور ڈالا۔جس کو اس نور کی کچھ روشنی ملی اس نے سیدھا راستہ پایا اور جس پر

یہ روشنی نہیں پڑی وہ گمراہ ہوگیا، پس اس لئے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پر خشک ہو چکا ہے یعنی اس کی تقدیر میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی، جو ہونا ہے وہ لکھا جا چکا ہے۔(اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اکثر یہ ہوا کرتی تھی ''اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ''

25/106۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لائے، کیا آپ کو ہم پر کچھ اندیشہ ہے، فرمایا: ہاں! دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

انسان کا دل ایک پر کے مانند ہے جو کھلے میدان میں پڑا ہو

26/107۔ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل کے مثال ایک پر کے مانند ہے جو زمین کے کھلے میدان میں ہو جس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

وہ چار باتیں جن کے بغیر مومن، مومن نہیں

27/108۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ چار باتوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہوسکتا۔ (1) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور (2) میں خدا کا رسول ہوں، مجھے دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے (3) موت پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے اور (4) تقدیر پر ایمان لائے۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

دو گروہ کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، ایک مُرجئۃ دوسرے قدریہ

28/109۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے دو گروہ کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (1) ایک مرجئۃ (عمل کو بے کار سمجھنے والے) اور (2) دوسرے قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے)۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)

ف: قدریہ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے، یہ کہتے ہیں کہ افعال بندوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں، خود ان کے اختیار سے ہیں اور اللہ کی قدرت سے نہیں۔

قدریہ اور مرجئہ کون ہیں؟

مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے یہ اسباب کے قائل نہیں اور ان کے پاس بندے کی طرف فعل کی نسبت ایسی ہے جیسے کہ فعل کی نسبت جمادات کی طرف کی جائے یعنی بندہ محض بے اختیار ہے۔

منکرین تقدیر پر خسف اور مسخ ہوگا

29/110۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (صورت کا بدل جانا) ہوا کرے گا اور یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

قدریہ اس امت کے مجوس ہیں

30/111۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت مت کیا کرو، اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ رہو۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

منکرین تقدیر سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے

31/112۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کے انکار کرنے والوں کی صحبت اختیار مت کرو، اور فیصلہ کے لئے تم ان کو حاکم مت بناؤ۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

وہ چھ آدمی کون ہیں جن پر اللہ نے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہر مستجاب الدعاء نبی نے لعنت کی ہے

32/113۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ آدمی ہیں جن پر میں نے اور اللہ نے اور ہر نبی نے جس کی دعا مقبول ہے لعنت کی ہے (1) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (2) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (3) جبر وطاقت سے حکومت حاصل کرنے والا کہ اللہ نے جس کو ذلیل کیا ہے اسے عزت دے اور جس کو اللہ نے عزت دی ہے اس کو ذلیل کرے (4) جن چیزوں کو اللہ نے حرم مکہ میں حرام قرار دیا ہے ان کو حلال قرار دینے والا (5) میری اولاد کو ایذا پہنچانے والا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور (6) میری سنت کو چھوڑ دینے والا (بیہقی نے مدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے)

ف: اگر سستی اور کاہلی سے سنت کو چھوڑ دے تو گنہگار ہوگا اور اگر کوئی بطور تحقیر سنت کو چھوڑ دے تو کافر ہے، لعنت میں دونوں شمار کئے جاتے ہیں، پہلے پر تنبیہاً لعنت ہوگی اور دوسرے پر حقیقتاً لیکن احیاناً اگر سنت ترک ہو تو گنہگار نہیں ہوتا مگر یہ بھی برا ہے۔

جس کو جس سرزمین پر مرنا ہے وہ وہیں جا کر مرے گا

33/114۔ مطر بن عکامِس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کی موت اللہ تعالیٰ کسی سرزمین پر مقرر فرما دیتے ہیں تو اس بندے کی کسی حاجت کو اس سرزمین سے متعلق کر دیتے ہیں اور

وہ وہاں جا کر مرجاتا ہے۔(اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

ہر بچہ پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت پر پیدا ہوتا ہے

34/115۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ میں پیدائش کے وقت اسلام کی قابلیت ہوتی ہے پھر اس کو اس کے ماں باپ، یہودی اور نصرانی بنا لیتے ہیں، دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! اگر کوئی بچپن میں مرجائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

ہر بندے کے متعلق 5 باتیں ایسی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ فارغ ہوچکے ہیں

35/116۔ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر بندے کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہوچکا ہے، ایک اس کی مدت حیات، دوسرا اس کا عمل نیک و بد، تیسرا اس کا ٹھکانہ (یعنی قبر کہاں ہوگی)، چوتھا اس کا انجام (یعنی جنتی ہوگا یا دوزخی)، پانچواں اس کا رزق (تھوڑا رہے گا یا زیادہ رہے گا)۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

تقدیر کے مسئلہ میں جو بھی کلام کیا جائے گا اس پر باز پرس ہوگی

36/117۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص تقدیر کے بارے میں جو کچھ بھی کلام کرے گا اس سے اس کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائے گا اور جو شخص تقدیر کے بارے میں کلام نہیں کرے گا اس سے اس بارے میں سوال نہ ہوگا۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

تقدیر پر ایمان کے بغیر نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ نجات ممکن ہے

37/118۔ابن دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ تقدیر کے بارے میں میرے دل میں کچھ تردد ہے آپ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرمائیے شائد کہ میرے دل کا تردد اللہ رفع فرمادیں، ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کردے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کی رحمت ان کے عمل سے بہتر ہوگی، اگر تم کوہِ اُحد کی مقدار میں سونا راہِ خدا میں خرچ کروتو تم سے اللہ قبول نہیں فرمائے گا تاوقتیکہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یقین رکھو کہ جو چیز تم کو پہنچتی ہے وہ ٹلنے والی نہ تھی اور جو چیز ٹل گئی وہ تم کو پہنچنے والی نہ تھی، اگر تم اس کے سوا دوسرے اعتقاد پر مرجاؤ تو دوزخ میں داخل ہوگے۔ پھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی بالکل وہی بات فرمائی تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، پھر حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث بیان کی۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

منکرین تقدیر پر خسف، مسخ اور قذف ہوگا

38/119۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے، آپ نے فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے دین میں نئی بات پیدا کرلی ہے، اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو اس کو میرے سلام کا جواب نہ پہنچاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت یا اس اُمت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (چہرہ کا بدل جانا) یا قذف (پتھر کا برسایا جانا) ہوگا اور یہ اہل قدر (منکرین تقدیر) کے لئے ہوگا۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

مسلمانوں کے بچے جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش میں ہوں گے

39/120۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے بچے جنت میں رہیں گے، ان کی پرورش (سیدنا) ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے۔(اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے)۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش پر ساری نسل انسانی کا آپ کی پشت سے نکل پڑنا

40/121۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ تمام روحیں نکل پڑیں جن کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی ذریت میں قیامت تک پیدا کرنے والے تھے اور ان میں سے ہر انسان کے دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک ظاہر کی (یہ چمک فطرت اسلام کی تھی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے) پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے لایا، آدم علیہ السلام نے کہا اے رب یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہیں۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان

داؤد علیہ السلام کی خصوصیت

کی چمک آپ کو پسند آئی، کہا اے رب! یہ کون ہے؟ اللہ نے فرمایا: یہ داؤد علیہ السلام ہیں، آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی عمر کس قدر ہے؟ فرمایا ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے کہا! اے رب میری عمر میں سے چالیس سال داؤد علیہ السلام کی عمر میں زائد فرمادے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ملک الموت سے بحث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی عمر میں صرف چالیس

سال رہ گئے تو ان کے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے کہا: کیا میری عمر سے چالیس برس ابھی باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے اپنے فرزند داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر سے 40 سال دیدئے ہیں، آدم علیہ السلام نے انکار کیا (یہ انکار نسیان کی وجہ سے تھا نہ کہ عناد کی وجہ سے) تو ان کی ذریت نے بھی انکار کیا۔

بھول اور خطا انسان کو حضرت آدم علیہ السلام سے ترکہ میں ملے ہیں

اور آدم علیہ السلام بھول گئے اور درخت (ممنوعہ) کو تناول کر لئے تو آپ کی ذریت بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام نے خطا کی تو ان کی ذریت بھی خطا کرتی ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

آدم علیہ السلام کی اولاد میں جنتی اور جہنمی کون ہیں؟

41/122۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جس وقت ان کو پیدا کیا تو ان کے سیدھے مونڈھے پر ایک ضرب لگائی، اس سے ان کی نورانی اولاد کو نکالا جو چیونٹیوں کی طرح تھی اور بائیں کندھے پر ایک ضرب لگائی اور سیاہ اولاد کو نکالا جو کوئلہ کے مانند تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سیدھے طرف والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور بائیں جانب والوں کی نسبت فرمایا یہ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

ایک صحابی کا بستر مرگ پر تقدیر والی حدیث کو یاد کرکے بیقرار ہونا

42/123۔ ابونضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے، ان کی عیادت کے لئے ان کے چند اصحاب آئے اور وہ رو رہے تھے، دوستوں نے کہا: کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنی بڑی ہوئی مونچھوں کو ترشوادو، اور اس پر قائم رہو مجھ سے ملنے تک، ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ایک مُٹھی اٹھائی اور دوسری مٹھی دوسرے ہاتھ میں اور فرمایا یہ اس کے (یعنی جنت) کے لئے ہے اور یہ اس کے (یعنی دوزخ) کے لئے ہے اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں اور مجھے علم نہیں کہ میں کس مٹھی میں ہوں۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

میدان عرفہ میں اللہ تعالیٰ کا تمام اولاد آدم علیہ السلام سے اپنے رب ہونے پر عہد وقرار کا لینا تاکہ قیامت میں حجت نہ کریں

43/124۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نعمان یعنی میدان عرفہ میں اللہ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے عہد لیا وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام ذریت کو نکالا جس کو اس نے پیدا فرمایا ہے اور آدم علیہ السلام کے سامنے ان سب کو چیونٹیوں کے مانند پھیلا دیا، پھر ان تمام کے روبرو گفتگو کی اور کہا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب نے کہا: کیوں نہیں، آپ ضرور ہمارے رب ہیں، (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں نے تم سے اس لئے گواہی لی ہے کہ تم قیامت میں یہ نہ کہہ دو کہ ہم اس سے بے خبر تھے، یا یہ نہ کہہ دیں کہ ہمارے آباء واجداد نے ہم سے قبل شرک کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد پیدا ہوئے اور ان ہی کی اولاد ہیں، کیا آپ ہم کو باطل کام والوں کے عمل کی وجہ سے ہلاک کردیں گے؟ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)۔

یوم میثاق میں اللہ تعالیٰ کے رب اور معبود ہونے پر تمام انسانوں کا اقرار اور اس اقرار پر آسمانوں اور زمینوں اور آدم علیہ السلام کو گواہ بنانے کی تفصیل، اور انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت

44/125۔ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (سورہ اعراف پ 9 ع

22 کی) اس آیت کے بارے میں روایت ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَتَهُمْ (اے پیغمبر لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلا دو، جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم یعنی ان کی پشت سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا) ۔ اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع فرمایا اور ان کو مختلف گروہ میں منقسم کیا (یعنی غنی وفقیر اور نیک و بد) پھر ان کو صورت عطا فرمائی اور ان کو گویا کیا تو انہوں نے کہنا شروع کیا، پھر ان سے عہد و پیمان لیا اور خود ان کو ان ہی پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا کیوں نہیں! بیشک آپ ہمارے رب ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ رکھتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں تاکہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا، یقین رکھو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ میرے سوا کوئی تمہارا پروردگار ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، میں تمہارے پاس اپنے رسولوں کو بھیجوں گا جو تم کو میرا یہ عہد و پیمان یاد دلاتے رہیں گے اور تمہارے لئے اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ ان سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے معبود ہیں، آپ کے سوا کوئی ہمارا رب نہیں اور نہ آپ کے سوا کوئی ہمارا معبود ہے، سب نے اس کا اقرار کرلیا اور آدم علیہ السلام کو ان تمام پر بلند فرمایا کہ سب کو دیکھ لیں تو آپ نے دیکھا کہ اس میں کوئی تونگر ہے اور کوئی محتاج اور کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدشکل، آدم علیہ السلام نے کہا اے رب! سب بندوں کو آپ نے برابر کیوں نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے، آدم علیہ السلام نے ان انبیاء (علیہم السلام) کو چراغوں کی مانند (روشن) دیکھا جن پر نور تھا اور وہ ایک دوسرے سے خصوصی عہد رسالت اور نبوت سے مخصوص کیئے گئے اور یہ اللہ کے اس قول (سورہ احزاب پ 21 ع 1) میں مذکور ہے، وہ یہ ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ (اس وقت کو یاد کرو جب کہ ہم نے تمام انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے بھی)

اور عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی ان ہی میں تھی جس کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح مریم علیہا السلام کے منہ سے داخل ہوئی۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)۔

پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے لیکن انسان اپنے پیدائشی اوصاف سے نہیں ہٹ سکتا

45/126۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئندہ ہونے والی باتوں کا تذکرہ کررہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم یہ سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کردو، اور اگر یہ سنو کہ کوئی شخص اپنے پیدائشی اوصاف سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو، اس لئے کہ وہ پھر اسی طرف لوٹ جائے گا جن (صفات) پر وہ پیدا ہوا ہے۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر ڈالی ہوئی بکری سے تکلیف اس وقت لکھی جاچکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں تھے

46/127۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کو ہر سال زہر ڈالی ہوئی بکری کی تکلیف ہوتی رہتی ہے جس کا گوشت (ایک یہودیہ نے آپ کو خیبر میں کھلا دیا تھا) اور آپ نے اس کو تناول فرمایا تھا، فرمایا: مجھے اس بکری سے جو تکلیف پہنچی ہے وہ میرے لئے لکھی جاچکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام اپنی خمیر میں تھے (ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)

(4)باب اثباتِ عذابِ القبر

(عذاب قبر کے ثبوت کے بیان میں)

قبر سے کیا مراد ہے؟

ف: قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ یہ دنیا اور آخرت کا درمیانی واسطہ ہے اور وہ ہر جگہ ہوسکتا ہے صرف قبر ہی سے مختص نہیں، بیشتر انسان ڈوب جاتے ہیں، بعض جل جاتے ہیں اور بعض کو جانور کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو بھی عالم برزخ میں عذاب دیتے ہیں۔

وقول اللہ عزوجل رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مومن پ 24 ع 2 میں) ہمارے رب! آپ نے ہم کو دوبارہ مردہ کیا اور دوبارہ زندگی دی۔ وقولہ ''اَلنَّارُ یُعْرَضُونَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَعَشِیًّا ج وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ o اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مومن پ 24 ع 5 میں) وہ لوگ (فرعونی) برزخ میں آگ پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعون والوں کو (مع فرعون) سخت ترین عذاب میں ڈال دو، و قولہٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَفِی الآخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ '' اور ارشاد باری ہے (سورہ ابراہیم پ 13 ع 4 میں) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قولِ ثابت (یعنی کلمۂ توحید پر دنیا اور آخرت میں قائم رکھے گا اور ظالموں کو راہ راست سے ہٹادے گا (اللہ جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں)

مسلمان سے قبر میں کیا سوال ہوگا اور وہ کیا جواب دے گا

1/128۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوگا تو وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دے گا، پس عذاب قبر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے (یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃ (اس کا ترجمہ صدر میں ملاحظہ ہو)

2/129۔ اور ایک دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ) عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (میت سے) کہا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ جواب دے گا: میرا رب اللہ ہے، میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

قبر میں مومن سے کیا سلوک ہوگا اور منافق اور کافر پر کیا گزرے گی؟

3/130۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب اسے دفن کر کے واپس ہوتے ہیں کہ ابھی ان کے جوتوں کی آہٹ کو سن رہا ہے اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تُو اِن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مومن کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جائے گا دیکھو تمہارا مقام دوزخ تھا جس کو اللہ نے جنت کے مقام سے بدل دیا ہے وہ دونوں مقاموں کو بیک وقت دیکھے گا لیکن منافق اور کافر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا تُو اِن حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے) اس سے کہا جائے گا تُو نے نہ تو کچھ سمجھا اور نہ تُو نے (قرآن) پڑھا۔

عذاب قبر کو جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں سن لیتی ہیں

پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اس پر ایسی مار پڑے گی جس سے وہ ایسی آواز سے

چلا اٹھے گا کہ جن وانس کے سوا سب آس پاس کی چیزیں اس کی اس چیخ و پکار کو سن لیتے ہیں (بخاری نے اس کی روایت کی ہے اور مسلم کی روایت بھی یہی ہے)

مرنے کے بعد قبر میں ہر ایک پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے

4/131۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح وشام اس پر اس کا مقام پیش کیا جاتا ہے، پس اگر اہل جنت سے ہو تو اس کے لئے اس کی جنت کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اور اگر دوزخیوں سے ہو تو اس کی دوزخ کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اس وقت کا ٹھکانا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی طرف اٹھائے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے

5/132۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور عذاب قبر کا ذکر کی اور کہی اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ہاں قبر کا عذاب حق ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی آپ نماز ادا فرماتے تو عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کا بدک جانا جبکہ آپ چند قبروں کے پاس سے گزر رہے تھے

6/133۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ وہ یکا یک آپ کو لے کر بدک گیا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے اور یکا یک وہاں چھ یا

پانچ قبریں دکھائی دیں، آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص جانتا ہے کہ یہ قبر والے کون ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ میں جانتا ہوں، فرمایا: یہ کب مرے ہیں؟ اس شخص نے کہا: شرک کی حالت میں، فرمایا: ان لوگوں پر قبروں کے اندر عذاب ہورہا ہے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم آئندہ سے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں خدا سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے جس کو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ میری جانب متوجہ ہو کر فرمائے

وہ چار چیزیں جن کی اللہ سے پناہ مانگی جائے

اللہ تعالیٰ سے دوزخ کے عذاب کی پناہ مانگو! صحابہ نے کہا کہ ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا: ہم قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: ظاہری اور باطنی فتنوں کے لئے اللہ سے پناہ مانگو، صحابہ نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، فرمایا: دجال کے فتنہ کے لئے خدا سے پناہ مانگو، صحابہ نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے خدا کی پناہ میں آتے ہیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

منکر ونکیر قبر میں کیا کیا سوالات کرتے ہیں؟

7/134۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر ہے دوسرے کا نکیر ہے۔ دونوں کہتے ہیں کہ تُو اِن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا کہا کرتا تھا تو وہ کہے گا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه'' کی شہادت دیتا ہوں، دونوں کہیں گے ہم کو اس کا علم تھا کہ تُو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز طول، اور ستر گز عرض میں کشادگی کر دی جاتی ہے، پھر اس کے واسطے اس کی قبر روشن کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے (آرام کی) نیند لے، وہ کہے گا کہ میں اپنے تمام اہل وعیال کے پاس

جا کر اس کی اطلاع دینا چاہتا ہوں، دونوں کہیں گے اس دلہا (دلہن) کی طرح سو جا جس کو اس کا محبوب ترین اہل بیدار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خوابگاہ سے بروز قیامت اٹھائے گا، اور اگر وہ منافق ہو تو کہے گا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا میں نہیں جانتا۔ دونوں کہیں گے ہم جانتے تھے کہ تُو یہی کہے گا، پھر زمین سے کہہ دیا جائے گا اس پر مل جا تو زمین مل جائے گی (یعنی بھینچے گی) اور اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جائیں گی، وہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہے گا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو ٹھکانے سے اٹھائے گا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

مومن قبر میں فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دیتا ہے تو اس کو قبر ہی میں جنت کی نعمتیں ملنے لگتی ہیں

8/135۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر دونوں دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو تمہارے طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرشتے دریافت کرتے ہیں تم کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی، یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ''یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ'' الخ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت (یعنی کلمہ توحید) پر قائم رکھتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش کردو اور اس

کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر میں اس کی نظر پہنچنے کی حد تک وسعت کردی جاتی ہے۔

کافر پر عذاب دوزخ قبر ہی سے شروع ہوجاتا ہے

اس کے بعد کافر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو وہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا کہتا ہے، اور وہ فرشتے پھر دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ اس پر بھی وہ یہی کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، پھر دونوں سوال کرتے ہیں یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو تم میں رسول بنا کر بھیجے گئے تھے تو اس کا جواب بھی وہی ہائے ہائے میں نہیں جانتا دیتا ہے، پس آسمان سے ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا، لہٰذا اس کے لئے آگ کا فرش بچھادو، آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی جانب سے دروازہ کھول دو، آپ نے فرمایا کہ اس کو دوزخ کی گرمی اور اس کی لو آنے لگتی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ اس پر اس کی قبر اس قدر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مسلط کردیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایسا گُرز ہوتا ہے جس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ خاک ہوجائے پس وہ فرشتہ اس گُرز سے اس طرح مارتا ہے جس کی آواز کو انس و جن کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سن لیتی ہے جس سے وہ خاک ہوجاتا ہے، پھر اس میں روح واپس ڈالی جاتی ہے (قیامت تک اسی طرح عذاب میں مبتلا رہتا ہے)۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی

9/136۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی، آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر رو دیتے ہیں۔

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے

آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے کسی کو اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد جو کچھ آئے گا وہ آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے سخت تر ہے۔

قبر سے زیادہ کوئی منظر ہولناک نہیں

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی منظر میں نے قبر سے زیادہ ہولناک نہیں دیکھا۔(اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

میت کے دفن کے بعد قبر کے پاس کتنی دیر ٹھہرنا چاہیے

10/137۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے اس بھائی کے لئے مغفرت مانگو اور پھر اس کے لئے منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جارہا ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

کافر کو قبر میں ننانوے اژدھے قیامت تک ڈستے رہیں گے

11/138۔ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کردیئے جاتے ہیں جو قیام قیامت تک اس کو ڈستے اور کاٹتے رہیں گے، اگر ان میں کا ایک اژدھا زمین پر پھنکارے تو زمین سبزی نہ اُگائے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)

دفن کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر قبر تنگ ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا یہاں تک کہ قبر کشادہ ہوگئی

12/139۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں گئے جب کہ وہ انتقال کر گئے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰہ فرمایا تو ہم بھی دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتے رہے، پھر آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا تو ہم نے بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا، پس اس کے بعد آپ سے دریافت کیا گیا کہ کس لئے آپ نے تسبیح پھر تکبیر کہی تو فرمایا کہ تحقیق اس نیک بندے پر زمین تنگ ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرمادیا۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

13/140۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جن کے لئے عرش ہل گیا اور آسمان کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی، بے شک یہ بھینچے گئے پھر ان کی قبر کشادہ کردی گئی۔ (پھر اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

فتنۂ قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ارشاد فرمانا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا آہ و بکا کرنا

14/141۔ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور قبر کے فتنہ کا ذکر فرمایا جس میں آدمی آزمایا جاتا ہے، جب آپ نے اس کا بیان فرمایا تو مسلمانوں نے آہ و بکا کیا، (بخاری نے اسی طرح روایت کی ہے) اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہتے ہیں کہ آہ و بکا کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو میں سمجھ نہ سکا جب شور کم ہو گیا تو میں نے اپنے سے قریب شخص سے دریافت کیا خدا تم کو برکت دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخیر خطاب میں کیا ارشاد فرمایا؟ اس شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بذریعہ وحی معلوم کروادیا گیا ہے کہ تم قریب قریب فتنۂ دجال کی طرح ہی قبر میں آزمائے جاؤ گے۔

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج ڈوب رہا ہے

15/142 ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جائے گا تو اس کو ایسا دکھائی دے گا کہ گویا آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے تو وہ بیٹھ کر آنکھیں ملے گا اور کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھوں۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

نیک مسلمان سے قبر میں کیسا سلوک ہوگا

16/143 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ (یعنی نیک مسلمان) قبر میں داخل ہونے کے بعد وہ قبر میں اٹھ کر بیٹھتا ہے نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوگی اور نہ وہ خائف ہوگا، پھر اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں اسلام پر تھا، پھر اس سے سوال ہوگا کہ یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ وہ کہے گا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ ہمارے ہاں اللہ کی جانب سے واضح دلائل لائے تو

ہم نے آپ کی تصدیق کی، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے وہ جواب دے گا کہ کوئی شخص اس لائق نہیں کہ وہ اللہ کو دیکھ سکے، پس اس کے لئے دوزخ کی جانب سے ایک روشن دان کھول دیا جائے گا تو وہ دیکھے گا کہ اس میں آگ کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں، اس سے کہا جائے گا کہ دیکھ اس (جگہ) کو جس سے اللہ نے تجھ کو بچالیا ہے، پھر جنت کی جانب اس کے لئے ایک روشن دان کھول دیا جائے گا، وہ جنت کی بہار اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف دیکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا۔

قبر میں بُرے آدمی پر کیا گزرے گی؟

برا آدمی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں اٹھ بیٹھے گا اس سے سوال ہوگا کہ تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں، پھر سوال ہوگا یہ کون حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟ وہ کہے گا لوگوں کو جو کہتے سنا میں نے بھی کہہ دیا تو اس کے لئے جنت کی جانب ایک دریچہ کھول دیا جائے گا تو وہ اس کی بہار اور جو کچھ اس میں ہے اس کو دیکھے گا اس سے کہا جائے گا تو اس مقام کو دیکھ جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہٹا دیا ہے پھر اس کے بعد دوزخ کی جانب ایک دریچہ اس کے لئے کھولا جائے گا تو وہ اس کو دیکھے گا کہ اس میں شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں، اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مقام ہے، کیوں کہ تو شک پر تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو انشاء اللہ اٹھایا جائے گا (ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)

(5) باب الاعتصامِ بالکتابِ والسُّنۃِ

(کتاب اور سنت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بیان)

ف: ''کتاب'' سے مراد کلام اللہ ہے اور ''سنت'' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال ہیں جن کو شریعت، طریقت اور حقیقت کہتے ہیں۔

وقول اللہ عز وجل وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ آل عمران، پ 4 ع 11 میں) اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وقولہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور ارشاد باری تعالی ہے (سورہ احزاب پ 21 ع 3 میں) مسلمانو! تمہارے لئے (پیروی کرنے کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔ و قولہ قُلْ اِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ آل عمران پ 3 ع 4 میں) کہدو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والے مہربان ہیں، و قولہ ''وَمَآ آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا'' ج اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ حشر پ 28 ع 1 میں) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کا حکم دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو، وقولہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ ج اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء پ 5 ع 9 میں) جو اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے گا اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، و قولہ مَّنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء پ 5 ع 11 میں) جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

دین میں نئی بات کا پیدا کرنا قابلِ رد ہے

1/144۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے اس (دین) میں ایسی بات پیدا کرے جو اس دین میں نہیں ہے تو وہ قابلِ رد ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

بہترین سیرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے

2/145۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا واضح رہے کہ سب سے بہترین کلام، اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین امورنئی باتیں ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں تین شخص مبغوض ترین ہیں

3/146۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں زیادہ مبغوض تین شخص ہیں (1) حرم (مکہ مکرمہ) میں بے دینی کا رواج دینے والا، (2) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا، (3) ناحق کسی مسلم کے خون کا خواہاں کہ اس کی خونریزی کرے۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار داخل جنت ہوگا اور آپ کا نافرمان منکر ہے

4/147۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی بجز اس شخص کے جو انکار کرے، دریافت کیا گیا کہ انکار کرنے والے سے مراد کون ہے؟ فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک مثال دے کر واضح کرنا

5/148۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند فرشتے حاضر ہوئے اور آپ نیند میں تھے، انہوں نے کہا کہ تمہارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مثال ہے اس کو بیان کرو، بعض فرشتوں نے کہا کہ وہ نیند میں ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل بیدار ہے تو پھر وہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان تعمیر کیا اور مکان میں کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کیا تو مکان میں داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ کھانا کھایا، فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس کی وضاحت بیان کرو تا کہ وہ اس کو سمجھیں، بعضوں نے کہا وہ تو سو رہے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ نیند میں ہے اور دل بیدار ہے، فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت یوں کی کہ وہ مکان جنت ہے اور (بلانے والے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں یعنی مومن اور کافر میں فرق کرنے والے ہیں۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

ف: حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق کرنے والے ہیں کہ فرق کر دیا کافر اور مومن میں، حق اور باطل میں، صالح اور فاسق میں، کھانے سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں اور شخص سے مراد اللہ

تعالیٰ ہیں، یہ دونوں باتیں بالکل ظاہر تھیں اس لئے فرشتوں نے ان کی وضاحت نہیں کی۔ 12

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سب کے لئے ایک مکمل نمونہ ہے تو جو آپ کے طریقہ سے روگرداں ہو جائے اس کا آپ سے کوئی تعلق نہیں

6/149۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تین شخص (یعنی علی، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کے متعلق دریافت کریں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گذاری کی ان کو تفصیل سنائی گئی تو گویا انہوں نے اس کو کم سمجھا اور انہوں نے کہا ہم کہاں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں، اللہ نے تو آپ کو اگلے پچھلے گناہوں سے محفوظ رکھا، ان میں سے ایک نے کہا اب میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا اور کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے، سنو! خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں، اور سب سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں، اور کبھی (نفل) روزے رکھ لیتا ہوں اور کبھی اس کو چھوڑ دیتا ہوں، رات میں نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ تو جو میرے طریقے سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

دین میں غلو کرنے والوں پر تنبیہ

7/150۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کے متعلق رخصت دے دی، ایک قوم نے

اس کے کرنے سے پرہیز کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد بیان کی پھر فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے کہ ایسی بات سے پرہیز کرتی ہے جس کو میں کرتا ہوں، خدا کی قسم میں ان تمام کی نسبت اللہ سے زیادہ واقف اور ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی بات لئے بغیر چارہ نہیں لیکن آپ اپنی رائے ظاہر فرمائیں تو کیا کیا جائے؟

8/151۔ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ (کھجور کے نر درخت کے پھول مادہ درخت میں ڈالا کرتے تھے) آپ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس طرح کیا کرتے ہیں، فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو اچھا ہے، تو ان لوگوں نے (یہ طریقہ) چھوڑ دیا تو کھجور کم نکلے، راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایک انسان ہوں، اگر میں تم کو تمہارے دین کی کوئی بات کہوں تو تم اس کو لے لو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک انسان ہوں (یعنی ہوسکتا ہے کہ اس میں چوک ہوجائے اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے)۔ (امام مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دین کی مثال اور آپ کی فرمانبرداری اور نافرمانی کرنے والوں کی مثال

9/152۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس دین کی مثال جس کو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس آدمی کے مانند ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے اے قوم! میں نے

اپنی آنکھوں سے ایک فوج کو دیکھا جس سے میں تم کو یقین کے ساتھ ڈراتا ہوں جلد سے جلد یہاں سے نکل جاؤ، قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو مان لی اور اخیر رات میں نکل پڑے اور اطمینان سے چلے اور نجات پا گئے اور قوم کے دوسرے حصہ نے اس کو جھوٹا سمجھا وہ اسی جگہ پڑے رہے، فوج نے ان پر صبح صبح حملہ کردیا اور ان کو پوری طرح ہلاک کردیا۔ یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری لائی ہوئی باتوں کی پیروی کی (یعنی نجات پایا) اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور اس حق کی تکذیب کی جس کو لے کر میں آیا ہوں (یعنی عذاب میں گرفتار ہوا) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی ایک اور مثال وضاحت کے ساتھ

10/153 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی جب اس کے اطراف (یعنی چاروں حصے) روشن ہو گئے تو پتنگے اور آگ میں گرنے والے کیڑے آگ میں گرنے لگے، ایسا ہی میں تم کو آگ میں گرنے سے بچانے کے لئے تمہاری کمر کو پکڑ رہا ہوں اور تم آگ میں گرتے جا رہے ہو (یہ بخاری کی روایت ہے)

11/154 ۔اور مسلم میں بھی یہاں تک اسی طرح ہے جس کے آخر میں یوں ہے) پس یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے ہوں کہ تم کو آگ سے بچاؤں، میری طرف آؤ آگ سے بچو! میری طرف آؤ آگ سے بچو! مگر تم مجھ پر غالب ہو کر آگ میں گر رہے ہو (یعنی میرا کہنا نہیں سنتے ہو۔

علم رسالت کی ایک روشن تمثیل

12/155 ۔ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ہدایت اور علم کی مثال جس کو دے کر خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کثیر بارش کے مانند ہے جو کسی زمین پر برسے، زمین کا (1) ایکمدہ حصہ تھا کہ جس نے پانی کو قبول کرلیا اور اس سے خشک گھاس اور تر گھاس کو بکثرت اگایا، اور زمین کا (2) دوسرا حصہ سخت تھا جس نے پانی کو روک رکھا، اللہ نے اس سے لوگوں کو نفع پہنچایا، لوگ خود پیئے اور جانورں کو پلائے اور کھیتی باڑی کی زمین کا (3) تیسرا حصہ جو چٹیل میدان تھا نہ تو وہ پانی کو روک رکھا اور نہ گھاس پات اُگائے۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو علم وہدایت سے نفع پہنچایا جس کو مجھے دے کر بھیجا ہے کہ اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہ اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے اس ہدایت کی جانب توجہ نہیں کی اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

متشابہ آیات کی ٹوہ میں رہنے والوں کا شمار کج روگروہ میں ہے

13/156۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ آل عمران پ 3 ع 1 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی **هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ؕ** (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) وہی (ذات پاک) جس نے تم پر (یہ) کتاب اُتاری جس میں بعض آیتیں پکی (یعنی صاف اور صریح) ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مبہم (کہ ان کے معنوں میں کئی پہلو نکل سکتے ہیں) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو (دین میں فساد پیدا کرنے اور ان کے اصل مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے قرآن کی

انہیں مبہم آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں حالانکہ اللہ کے سوا ان کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہیں اور جو لوگ علم (دین میں) پختہ ہیں وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ (اس پر ہمارا ایمان ہے، یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جن کو عقل اور سمجھ ہے۔

متشابہ آیات کی ٹوہ میں رہنے والوں کا شمار کج روگروہ میں ہے

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ تو دیکھے اور (مسلم میں یوں ہے) جب تم ان کو دیکھو کہ جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑ گئے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے (اس آیت میں) کج روی کرنے والے رکھا ہے تو تم ایسے لوگوں سے دور رہو۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)

پچھلی امتوں میں لوگ کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے ہلاک ہوئے ہیں

14/157۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارے میں اختلاف کررہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار تھے، فرمایا: تم سے پہلے کے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: یہاں اختلاف سے مراد گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے، ائمہ مجتہدین کا اختلاف مراد نہیں، ایسا اختلاف تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی منقول ہے جو باعث رحمت ہے۔

مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم مسلمان کون ہے؟

15/158 ۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کردی گئی (مسلم نے اس کی روایت کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

آخری زمانہ میں بکثرت دجال اور کذاب پیدا ہوں گے اور اُن سے دُور رہنے کی تاکید

16/159 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں بہت سے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو (عقائد فاسدہ اور احکام باطلہ ثابت کرنے کے لئے) ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تو تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے، ان سے تم دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ بنادیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔(مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

اہل کتاب کی نہ تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب

17/160 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھ کر اہل اسلام کے لئے عربی میں اس کی تفسیر کیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یوں کہو "اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا" الخ (سورہ بقرہ پ 1 ع 16) ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر ایمان لائے جو ہمارے لئے نازل کی گئی ہے (امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

کسی چیز کو سن کر بلا تحقیق بولتا پھرنا بھی جھوٹ ہے

18/161 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ جو کچھ سن لے اس کو (بلا تحقیق) بولتا پھرے ۔ (اس کی روایت امام مسلم نے کی ہے)

جہاد بالید، جہاد باللسان اور جہاد بالقلب کی ضرورت

19/162 ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا ہے لازماً اس نبی کے لئے اس کی امت میں چند مددگار اور ساتھی رہے ہیں جو اس نبی کے طریقہ پر پابند رہے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے رہے ان کے بعد ان کے برے جانشین آئے جو ایسی باتیں کہتے رہے جو خود نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرتے رہے جن کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، ایسے لوگوں کے ساتھ جس نے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ زبان سے جہاد کیا (یعنی منع کیا) وہ بھی مومن ہے اور جس نے ان کے ساتھ دل سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے اور اس کے سوا ایمان کا کوئی درجہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے (یعنی جس نے دل سے برا نہ جانا تو گویا بری بات پر راضی ہوا پس یہ کفر ہے) (اس کی روایت امام مسلم نے کی ہے)۔

ہدایت کی طرف بلانے والے کی فضیلت اور گمراہی کی طرف بلانے والے کی مذمت

20/163 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس ہدایت پر عمل کرنے والے کو ملے گا اور ان پیروی کرنے والوں کے ثواب میں سے یہ ثواب کچھ کمی نہ کرے گا، اور جس نے گمراہی کی جانب بلایا تو اس پر اتنا ہی گناہ

ہو گا جتنا اس گمراہی کے عمل کرنے والوں پر ہو گا اور یہ گناہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا

21/164۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا اور عنقریب لوٹ کر ایسا ہی غریب الوطن بن جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا، پس خوشی ہو غریب الوطنوں کے لئے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آ جائے گا

22/165۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ کی جانب سمٹ کر آ جائے گا جس طرح کہ سانپ چوطرف پھر کر پھر اپنی بل میں آ جاتا ہے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

چند فرشتوں نے اللہ تعالیٰ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور جنت کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا

23/166۔ ربیعتہ الجرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں چند فرشتے دکھائی دیئے اور آپ سے کہا گیا کہ تمہاری آنکھ سو جائے اور کان سنتے رہیں اور دل سمجھتا رہے، آپ نے فرمایا میری آنکھ سوگئی ہے اور میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرا دل سمجھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ ایک سردار نے مکان بنایا اور اس میں کچھ کھانا تیار کیا اور ایک دعوت دینے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کیا تو گھر میں داخل ہوا اور کھانا تناول کیا اور اس سے سردار خوش ہوا، اور جس نے دعوت قبول نہیں کی تو وہ گھر میں داخل

نہیں ہوا اور کھانا بھی نہیں کھایا اور اس سے سردار ناراض ہوا، آپ نے فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت پہنچانے والے ہیں اور مکان اسلام ہے اور کھانا جنت ہے۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

انکار حدیث کے فتنہ کی جانب اشارہ اور اس کی مذمت

24/167۔ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ پاؤں میں تم سے کسی کو اس طرح کہ وہ اپنی کرسی پر ٹیک لگائے ہو اور اس کے پاس میری کوئی حدیث پہنچے، جس میں میں نے حکم کیا ہے یا جس میں منع کیا ہے اور اس پر وہ کہے کہ میں نہیں جانتا (یعنی اس حدیث کو نہیں مانتا) اللہ کی کتاب میں جو کچھ ہم نے پایا ہے اس کی ہم پیروی کریں گے۔(اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کی ہے)

ف: اس حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرین حدیث کے متعلق واضح اشارہ فرمایا ہے کہ وہ از راہ جہالت یوں کہا کریں گے کہ کتاب اللہ کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے اور اس کے سوا ہم کسی کی پیروی نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی عطا ہوئی ہے اور شریعت کے احکام جس طرح قرآن سے ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے ہیں اس کے بعد جو حدیثیں آرہی ہیں وہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

منکرین حدیث کی تردید اور ان چیزوں کا ذکر جن کی حرمت اور حلت قرآن میں موجود نہیں بلکہ صرف حدیث سے ثابت ہوتی ہے

25/168۔مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی طرح سن لو مجھے قرآن دیا گیا اور اسی کے ساتھ اس کے مماثل حدیث دی گئی سن لو! عنقریب ایک شخص پیٹ بھرا ہوا اپنی کرسی پر تکیہ

کئے ہوئے کہے گا کہ اس قرآن کو لے لو، اس میں جو چیز حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جس طرح اللہ نے حرام قرار دیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ گھریلو گدھا تمہارے لئے حلال نہیں ہے اور ہر کو نچلی والا درندہ بھی حلال نہیں ہے اور ذمی کافر کی راستہ میں پڑی ہوئی چیز بھی حلال نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں کہ اس کا مالک اس راستہ میں گری ہوئی چیز کی پرواہ نہ رکھتا ہو، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان جائے تو اس قوم پر اس کی مہمانی ضروری ہے، اگر وہ اس کی مہمانی نہ کرے تو مہمان اس سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کرسکتا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے **كَمَا حَرَّمَ اللّٰه** تک ایسا ہی روایت کی ہے)

ف (1): ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد **فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَهٗ اَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ.** (قوم کے مہمان کی ضیافت قوم پر ضروری ہے اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو وہ ان سے بقدر مہمانی جبراً حاصل کرسکتا ہے) یہ حکم ابتداء اسلام میں ضروری تھا اور میزبان سے بقدر میزبانی حاصل کر لینا منجملہ ان واجبات کے ہے جو وجوب زکوٰۃ سے منسوخ ہو چکے ہیں۔

ف (2): اس حدیث میں گھریلو گدھے کی حرمت کا ذکر ہے جو صرف سنت یعنی حدیث سے ثابت ہے، کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور یہ حکم بطور مثال بیان کیا گیا ہے، اِسی پر انحصار مقصود نہیں، اس کا ذکر طیبی نے کیا ہے اور اسی طرح بہت سی چیزیں حدیث سے حرام کردی گئی ہیں اور حدیث میں ذمی کی گری ہوئی چیز کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس سے معاہدہ کے اہتمام کا اظہار مقصود ہے کیوں کہ کافر کی ملک ہونے کی وجہ سے اس کو اٹھا لینے اور اس کو لے لینے کا خیال پیدا ہوتا ہے حالانکہ کافر سے معاہدہ ہونے کے بعد معاہدہ کا لحاظ شریعت میں نہایت ضروری ہے۔ (از مرقات)

ف (3): ''**فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ**'' راہِ خدا کے مجاہد کی مہمانی کے لزوم کا حکم ابتداء

اسلام میں تھا کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے فوج کے جتھے روانہ فرماتے تھے جن کا گذر عرب کے قبیلوں پر ہوتا تھا، مہمان کے لئے نہ تو کوئی بازار ہوتا کہ کھانا خرید لیں اور نہ فوجیوں کے ساتھ توشہ ہوتا، اس لئے قبیلوں پر ان فوجیوں کی مہمانی لازمی قرار دی گئی تاکہ ان کا سفر منقطع نہ ہو جائے مگر جب اسلام قوی ہو گیا تو عام طور سے رحم و کرم کا سلوک بھی عام کر دیا گیا اور میزبانی کا لزوم منسوخ کر دیا گیا البتہ صرف جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔ (از مرقات)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ میں منکرین حدیث کا رد فرمانا اور ان چیزوں کا ذکر فرمانا جن کی ممانعت صرف حدیث سے ثابت ہے

26/169۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنی کرسی پر تکیہ لگائے ہوئے یہ گمان کرے کہ اللہ نے سوائے ان چیزوں کے کسی کو حرام نہیں فرمایا جن کا ذکر قرآن میں ہے! سنو خدا کی قسم میں نے حکم بھی دیا ہے، وعظ بھی کہا ہے اور کئی ایسی چیزوں سے منع کیا ہے جو قرآن کی ممنوعہ چیزوں کے مثل ہیں یا ان سے زائد ہی ہیں، چنانچہ اللہ نے یہ جائز قرار نہیں رکھا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ اور نہ اس کی اجازت دی ہے کہ تم ان کی عورتوں کو مار پیٹ کرو، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کے میوؤں کو کھا لو، جبکہ وہ اس رقم کو ادا کریں جس کی ادائی ان پر واجب ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

مسلمان حاکم کی اطاعت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے اختیار کرنے پر تاکید

27/170۔ عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی، پھر ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ایسا بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ آنسو نکل پڑے اور دل خوف سے لرز گئے، ایک شخص نے کہا کہ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعظ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک رخصت کرنے والے شخص کا وعظ ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کچھ وصیت فرمایئے، ارشاد ہوا میں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے اور (حاکم کی) اطاعت اور تابعداری کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لئے میرے بعد جو بھی تم میں زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، ایسی حالت میں تم پر میری سنت اور نیک ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ اختیار کرنا ضروری ہوگا، ان طریقوں کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو، اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہو، اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ میں نماز پڑھانے کا ذکر نہیں ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچ کر صراط مستقیم اور گمراہ راہوں کی تفہیم فرمائی، راہ حق ایک ہے ناحق بہت ہیں

28/171۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا: یہ خدا کا راستہ ہے، پھر اس خط کے سیدھے اور بائیں جانب چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ چند راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ انعام پ 8، ع 19 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ ج الخ (یہ میرا راستہ سیدھا ہے اس کی پیروی کرو) (اس کی روایت امام احمد، نسائی اور دارمی نے کی ہے)

کوئی شخص پورا ایماندار نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہشات شریعت کے تابع نہیں ہوتیں

29/172۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی

خواہش اس دین کی تابع نہ بن جائے جس کو میں لایا ہوں (امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے اور امام نووی نے اپنی اربعین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو ہم نے کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے)

کسی مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب اور دین میں نئی بات پیدا کرنے کا گناہ

30/173۔ بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہوگئی تھی (یعنی اس پر خود عمل کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرایا) تو اس کو اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کی طرح بھی ثواب ملے گا اور اس سے ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی اور جس نے کوئی نئی گمراہ کن بات ایجاد کی جس کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں کرتے ہیں تو اس کو اس کے عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا اور اس سے ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

دین حجاز میں سمٹ کر آجائے گا

31/174۔ عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین، حجاز میں سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ (چوطرف گھوم کر) پھر اپنی بل میں آجاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح پناہ گزیں ہوگا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی میں پناہ گزیں ہوتی ہے اور دین کی ابتداء غریب الوطنی سے ہوئی ہے اور عنقریب پھر اس کی یہی حالت ہوگی۔ جس طرح کہ اس کی ابتداء ہوئی تھی۔

غریب الوطنوں کو خوشخبری اور یہ کون ہیں؟

پس غریب الوطنوں کو خوشخبری ہو، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو میری سنت کو درست کریں گے جس کو میرے بعد لوگوں نے بگاڑ دیا تھا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

بنی اسرائیل (72) فرقوں میں بٹ گئے اور امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (73) فرقوں میں تقسیم پا جائے گی اور نجات صرف اس فرقہ کو ہو گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ کا پابند رہے

32/175۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور میری امت میں وہ تمام باتیں اس طرح پوری پوری ہوں گی جو بنی اسرائیل میں ہوئیں ہیں حتیٰ کہ اگر ان میں کا کوئی شخص علانیہ اپنی ماں سے زنا کا ارتکاب کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو ایسا ہی کرے گا، اور بنی اسرائیل (72) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت (73) تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ ایک نجات پانے والا فرقہ کونسا فرقہ ہو گا؟ فرمایا: وہی فرقہ نجات پانے والا ہو گا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

33/176۔ اور امام احمد اور ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ (72) بہتر فرقے آگ میں اور ایک فرقہ جنت میں ہو گا، اور وہ ایسی جماعت (یعنی سواد اعظم) ہو گا جو کتاب وسنت پر قائم رہے گا اور عنقریب میری امت میں چند ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں ہواء (یعنی نفسانی خواہشات) اِس طرح سرایت کر جائیں گے جس طرح کہ کسی مریض میں مرضِ کلب (کتے کاٹنے کی بیماری) سرایت کر جاتی ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ بیماری سرایت نہ کی ہو۔

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم گمراہی پر جمع نہیں ہوگی کیوں کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے

34/177۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یوں فرمایا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے تو جو جماعت سے الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے الگ کر کے) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے)

جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع نہ کرے گا اس کو تنہا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

35/178۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جماعت کا اتباع کرو، اس لئے کہ جو جماعت سے جدا ہوا وہ تنہا آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

دل میں کسی کی طرف سے برائی کا نہ ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا طریقہ ہے جو جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب کرے گا

36/179۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا ہے کہ اے پیارے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح و شام ایسی گزرے کہ تیرے دل میں کسی کی نسبت کوئی برائی نہ آئے تو اس طرح گزار دے۔ پھر ارشاد ہوا: اے بچے یہ میرا طریقہ ہے، جس نے میرے طریقہ کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ

جنت میں ہوگا۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

فسادِ اُمت کے زمانہ میں پابندِ سنت کو (100) شہیدوں کا اجر ملے گا

37/180 ۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری امت کے بگڑ جانے کے زمانہ میں میری سنت کا پابند رہا تو اس کو (100) شہیدوں کا اجر ملے گا۔(امام بیہقی نے اس کی روایت اپنی کتاب الزہد میں کی ہے)

اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا

38/181 ۔جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ ہم یہود سے چند باتیں سنتے ہیں جو ہم کو پسند آتی ہیں، کیا آپ کی اجازت ہے کہ اس کو قلمبند کرلیں، ارشاد ہوا کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح حیران و سرگرداں ہو جس طرح کہ یہود و نصاریٰ حیران ہوئے ہیں، میں تمہارے پاس روشن، واضح اور پاک وصاف دین لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔(اس کی روایت امام احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

جنت میں داخل ہونے کی تین شرطیں کیا ہیں؟

39/182 ۔ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (1) پاک (یعنی حلال) غذا کھائے اور (2) سنت پر عمل کیا کرے اور (3) لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آج ایسے لوگ بہت ہیں، فرمایا: میرے بعد کے

زمانوں میں بھی ایسے لوگ رہیں گے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

آخری زمانہ میں عمل میں تخفیف کے باوجود نجات کی خوشخبری

40/183۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص بھی ان باتوں کا دسواں حصہ ترک کردے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہوگا، پھر ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانہ میں جو شخص ان باتوں کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پالے گا۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

کسی قوم کا ہدایت کے بعد گمراہ ہونا دین میں جھگڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے

41/184۔ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی ہے وہ صرف دین میں جھگڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے پھر آپ نے (سورۂ زخرف ،پ25ع6 کی) یہ آیت **مَا ضَرَبُوْهُ لَکَ اِلَّا جَدَلاً ط بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ o** تلاوت فرمائی۔ترجمہ: ان لوگوں نے جو یہ (عجیب مضمون) بیان کیا ہے تو محض جھگڑا کرنے کے لئے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

دین کے بارے میں بیجا سختی مناسب نہیں

42/185۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (دین کے بارے میں) اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا، چنانچہ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کرلی تو اللہ نے ان پر اس کو سخت ہی کردیا، چنانچہ گرجوں میں اور یہود کے عبادت خانوں میں ان کے باقی ماندہ لوگ ہی تو ہیں کہ انہوں نے رہبانیت (دنیا سے بے تعلقی) کو خود ایجاد کرلیا جس کو اللہ نے ان پر لازم نہیں کیا تھا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

قرآن پانچ قسم کی باتوں پر نازل ہوا ہے

43/186۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کا نزول پانچ طرح پر ہوا ہے (1) حلال، (2) حرام، (3) محکم، (4) متشابہ، (5) امثال۔ حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام، محکم آیتوں پر عمل کرو، اور متشابہ آیتوں پر ایمان لاؤ، اور امثال (یعنی گذری ہوئی امتوں کے قصوں) سے عبرت حاصل کرو (یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں جو روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ حلال پر عمل کرو اور حرام سے بچو اور محکم کی اتباع کرو)۔

ف: محکم سے مراد قرآن کی ایسی آیتیں ہیں جن کے معنوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھا کرو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو) اور متشابہ سے وہ آیتیں مراد ہیں جن کے معنی خوب واضح نہ ہوں اور ان کے کئی معنی ہوسکتے ہیں، جیسے وَجَاءَ رَبُّکَ (تمہارا پروردگار آیا) وغیرہ۔ 12

احکام تین قسم کے ہیں

44/187۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم تین طرح کے ہیں (1) وہ حکم جس کی ہدایت ظاہر ہے تو اس کی پیروی کیا کرو (جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم) (2) وہ حکم جس کی گمراہی ظاہر ہے تو اس سے بچتے رہو (جیسے زنا) (3) وہ حکم جس میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کردو (جیسے قیامت کے دن کا تعین) وغیرہ۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

جماعت اور جمہور کو لازم کرلیا جائے کیوں کہ شیطان جماعت سے دور رہنے والے کو پکڑ لیتا ہے

45/188۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا ایسا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا

بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ اکیلی دُور رہنے والی اور کنارے پر چرنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے تو تم شاہ راہِ اسلام کو چھوڑ کر گمراہی کی گھاٹیوں سے بچو، اور تم لازم کرلو جماعت کو اور جمہور کو (یعنی چھوٹے چھوٹے فرقوں میں نہ بٹ جاؤ)۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو جائے تو اس نے اسلام کا طوق گردن سے اتار دیا

46/189۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک بالشت بھی جماعت سے جدا ہو جائے تو اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جب تک عمل رہے گا گمراہ نہیں ہو سکتے

47/190۔ مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مرسل روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں ایسی دو باتیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، (1) ایک اللہ کی کتاب (2) دوسرے اس کے رسول کی سنت (اس کی روایت موطا میں اسی طرح ہے)

دین میں جس قدر نئی بات نکالی جائے گی اسی قدر سنت اٹھالی جائے گی

48/191۔ غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی کسی قوم نے دین میں نئی بات نکال لی تو اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے، لہٰذا سنت پر عمل کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

بدعت کی مذمت

49/192۔ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب کبھی کسی قوم نے اپنے دین میں نئی بات ایجاد کر لی تو اللہ اتنی سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں، جس کو پھر قیامت تک ان کے پاس واپس نہیں فرماتے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)

بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے ڈھانے میں مدد کرنا ہے

50/193۔ ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کے ڈھادینے میں مدد کی۔ (امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)

احکام خداوندی کی تعمیل کا ثمرہ

51/194۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی کتاب کی تعلیم پائی پھر اس کے احکام کی تعمیل کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو گمراہی سے بچائیں گے اور قیامت میں اس کو بُرے حساب سے محفوظ رکھیں گے

52/195۔ اور ایک دوسری روایت میں (ایسا بھی) آیا ہے کہ جس نے اللہ کی کتاب کی پیروی کی تو وہ دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں بدنصیب نہ ہوگا پھر آپ نے (سورہ طہٰ پ16 ع7 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی۔ (ترجمہ: تم میں جو کوئی میری اس ہدایت (یعنی قرآن اور سنت) کا اتباع کرے تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں بدنصیب۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

صراط مستقیم کی اللہ تعالیٰ نے کس طرح مثال دی ہے؟

53/196۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال اس طرح بیان کی ہے کہ ایک سیدھی راہ ہے، اور اس کے ہر دو جانب دو دیواریں ہیں جس میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، سر راہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ سیدھی راہ پر قائم رہو، اور تیڑھی راہ نہ چلو (یعنی دائیں اور بائیں جو دروازے ہیں ان کا رخ نہ کرو) اور اس سیدھے راستے پر ایک اور پکارنے والا یہ بھی پکار رہا ہے، جب کبھی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے (وہی پکارنے والا کہتا ہے) افسوس اس کو نہ کھول، اگر تو اس کو کھول دے گا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس کی آپ نے تفسیر یوں فرمائی اور فرمایا کہ صراط سے مراد اسلام ہے، اور کھلے دروازے اللہ کے محارم (یعنی حرام کردہ چیزیں) ہیں اور لٹکے ہوئے پردے اللہ کے حدود ہیں، راستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے والا قرآن ہے اور اس کے اوپر جو دوسرا پکارنے والا ہے وہ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے (جو ہر برائی کے وقت اس کو اس سے روکتا ہے مگر یہ اس کی نہ سن کر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے)۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

54/197 ۔ اور اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے حضرت نواس بن سمعان سے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی میں اسی کا اختصار ہے)

اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہمیت اور اس پر عمل نجات کی علامت ہے

55/198 ۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا جو شخص کسی طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ ان لوگوں کے طریقہ پر چلے جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں کیوں کہ زندہ شخص کا فتنہ سے بچنا دشوار ہے اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہیں جو اس امت میں افضل تھے، جن کے دل نہایت نیک اور جن کا علم بہت وسیع تھا اور جو تکلف سے دور تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت اور دین کے قیام کے لئے منتخب فرمایا تھا، ان کی فضیلت کو سمجھو، ان کے نقشِ قدم پر چلو اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق و سیرت کو اختیار کرو کہ وہ حضرات راہ راست اور ہدایت مستقیم پر تھے (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کو دیکھ کر غضبناک ہو جانا اور ارشاد فرمانا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیروی فرماتے

56/199 ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لے جا کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تورات کا ایک نسخہ ہے تو آپ نے سکوت فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہو رہا تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) تعجب ہے ''ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ'' (یہ جملہ مقام تعجب میں کہا جاتا ہے) کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے تغیر کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور کہا میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے، ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم راہ راست سے گمراہ ہو جاتے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی صرف میری پیروی کرتے (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

احناف کے پاس کتاب اور سنت میں نسخ کی چار صورتیں ہیں

57/200۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا لیکن اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

ف (1): شیخ یعنی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے، لہٰذا اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کلامی (میرے کلام سے) مراد وہ قول ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنے اجتہاد اور رائے سے کہا ہے یعنی میرا ایسا کلام کلام اللہ کا ناسخ نہیں ہوتا۔

البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ''کنسخ القرآن'' جو اس کے بعد والی حدیث میں مذکور ہے اگر اس کے معنی مصدری کو مفعول کی طرف مضاف کر دیں تو اس معنی کے لحاظ سے حدیث کا ناسخِ قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس صورت میں ''کنسخ القرآن'' کے معنی کنسخ الاحادیثِ القرآن یعنی ''احادیث کا قرآن کو منسوخ کرنا ہوں گے''۔12

ف (2): احناف کے نزدیک کتاب اور سنت میں نسخ کی چار صورتیں ہیں (1) پہلی یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو، (2) دوسرے یہ کہ ایک سنت کی تنسیخ دوسری سنت سے ہو (3) تیسرے یہ کہ کتاب اللہ کی تنسیخ سنت سے ہو (4) چوتھے یہ کہ سنت کی تنسیخ کتاب اللہ سے ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نسخ کی صرف دو صورتیں جائز ہیں

امام شافعی رحمہٗ اللہ نے اختلاف کی صورت میں خلاف کیا ہے، لہٰذا ان کے پاس دو ہی صورتیں نسخ کی جائز ہوں گی۔ (1) ایک یہ کہ کتاب اللہ کی ایک آیت کتاب اللہ کی دوسری آیت کو منسوخ کر دے (2) دوسری صورت نسخ کی یہ ہوگی کہ ایک حدیث کے ذریعہ سے دوسری حدیث منسوخ قرار پائے۔

کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامُ اللّٰہِ سے کیا مراد ہے؟

حنفیہ کی دلیل یہ ہے چونکہ نسخ کے معنی حکم مطلق کی مدت کو بیان کرنا ہے کہ اس حکم کی مدت اتنی تھی پس یہ جائز ہے کہ اللہ اپنے رسول کے کلام کی مدت بیان فرمادیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کلام کی مدت بیان کردیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ''کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامُ اللّٰہِ'' (میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا) گو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بظاہر تائید کرتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ منشاء ہے کہ جس چیز کو آپ بغیر وحی بطور اجتہاد یا بطور رائے فرمائے ہوں وہ ناسخ قرآن نہیں ہے لیکن وہ احادیث جو وحی کے ذریعہ سے ثابت ہوئے ہیں وہ کتاب اللہ کی ناسخ ہوتی ہے اور اس کی تائید ارشاد نبوی ''کنسخ القرآن'' سے ہوتی ہے۔

اس حدیث کے بعد والی حدیث 185 (اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ الخ) کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث بعض احادیث کو اسی طرح منسوخ کردیتی ہیں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احادیث بعض قرآن کو منسوخ کرتی ہیں، کنسخ القرآن میں (نسخ) مصدر کی اضافت قرآن کی جانب جاتی ہے، جو مفعول ہے اور فاعل احادیث ہے یعنی حدیث کو قرآن کے لئے ناسخ کہا جائے گا۔

حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی بحث

نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث سے کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کی مثال یہ ہے: والدین اور قرابتداروں کے لئے وصیت کا حکم قرآنی حکم تھا جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لَا وَصِیَّةُ لِوَارِثٍ (وارث کے لئے وصیت نہیں کرنا چاہئے) سے منسوخ ہوگیا، اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس حدیث سے وصیت والی آیت کو جو منسوخ قرار دیا جارہا ہے اس کی ناسخ تو دراصل آیتِ میراث ہے نہ کہ یہ حدیث، اس کا جواب یہ ہے کہ منسوخ آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہے نہ کہ ورثاء کی مقدار میراث کا تو آیتِ

میراث ایسی آیت کی ناسخ قرار نہیں پاسکتی جس آیت میں صرف وصیت کا ذکر ہو، البتہ وہی حدیث جس میں صرف وصیت کا ذکر ہے منسوخ آیت کی ناسخ ہوسکتی ہے۔

اس کی دوسری مثال قول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ'' ہے (ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے) یہ حدیث بھی آیت میراث کے ایک خاص حصہ کی جو نبیوں سے متعلق ہے ناسخ ہوتی ہے اور باقی آیت اپنے حال پر رہے گی، اس دوسری مثال سے بھی حدیث کا کلام اللہ کے لئے ناسخ ہونا ثابت ہوتا ہے، واضح باد ہو کہ یہ نسخ کی پہلی قسم یعنی حدیث کے ناسخ قرآن ہونے کی مثالیں ہیں۔

قرآن سے حدیث کا منسوخ ہونا

نسخ کی دوسری قسم ''وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِیْ'' ہے یعنی اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے اور نسخ کی اس دوسری قسم کی مثال یہ ہے:۔ بیت المقدس کی جانب رُخ کرنے کا حکم یوں منسوخ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے بعد ازاں بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اس پر قرآن کا کوئی حکم موجود نہیں تھا اور پھر یہ عمل قول باری تعالیٰ ''فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ'' (آپ اپنے رخ کو مسجد حرام کی جانب کر دیجئے) سے منسوخ ہوا۔

قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت کو منسوخ کرنا

نسخ کی تیسری قسم کی مثال ''وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضَهٗ بَعْضًا'' (کلام اللہ کی بعض آیتیں بعض آیات کو منسوخ کر دیتی ہیں) اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کی مثال صلح کی آیات ہیں جو جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہوگئیں۔

ایک حدیث کے دوسری حدیث کو منسوخ کرنے کی بحث

اب رہ گئی چوتھی قسم وہ نسخ السنّت بالسنّت ہے یعنی ایک حدیث سے دوسری

حدیث منسوخ قرار پائے اوراس کے جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔اس کی مثال حدیث شریف ''كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ الافَزُوْرُوْهَا'' (یعنی میں نے تم کو زیارتِ قبور کی ممانعت کی تھی اب زیارت کیا کرو) اس حدیث شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں،اورحدیث اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ بَعْضَهُ بَعْضاً. کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حدیثیں ایک دوسرے کو منسوخ کردیتی ہیں، (یہ مضامین نورالانوار، قمر الاقمار، لمعات اورمرقات سے اخذ کئے گئے ہیں)12

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کس قسم کا تھا؟

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ فرشتوں کے سجدۂ کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدۂ کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی جانب صرف رُخ اور توجہ تھی،اوررُخ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی ثابت ہو،اور یہ حکم کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی طرح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کیا لیکن یہ سجدۂ تعظیمی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَأَمَرْتُ أَلْمَرْأَةَاَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا'' سے منسوخ ہے (یعنی اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدۂ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدۂ کرے) (ماخوذ از تاتارخانیہ)

تبیین المحارم میں صراحت کی گئی ہے کہ فرشتوں کا سجدۂ آدم علیہ السلام کو بطور عبادت نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیمی وتوقیری تھا اوراسی لئے سجدۂ سے ابلیس نے انکار کیا اور یہ سجدۂ تعظیمی پہلے زمانہ میں جائز تھا، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کا یوسف علیہ السلام کو سجدۂ کرنا سجدۂ تعظیمی تھا۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں میں سجدۂ تعظیمی کا جو جواز معلوم

ہوتا تھا وہ مذکورالصدر حدیث ''لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَأَمَرْتُ أَلْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا'' سے منسوخ ہوگیا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث قرآن کو منسوخ کرسکتی ہے۔12

58/201۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بعض حدیثیں بعض کو منسوخ کردیتی ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح میری حدیثیں قرآن کو منسوخ کردیتی ہیں۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

چند اہم اعمال پر پابندی کی تاکید

59/202۔ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کئی فرائض فرض کئے ہیں پس تم ان کو ضائع نہ کرو، اور کئی چیزیں حرام کی ہیں ان کا ارتکاب نہ کرو اور چند حدود مقرر فرمائے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور چند باتوں کے بارے میں بلا کسی بھول کے سکوت فرمایا ہے، ان میں کرید نہ کرو۔(دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے)

(2) کتاب العلم

(یہ کتاب علم کے بیان میں ہے)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ o

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ توبہ، پ 11 ع 15 میں) کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر ایک بڑی جماعت میں ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد) میں جاتی رہے تا کہ یہ باقی ماندہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں، اس لئے کہ یہ لوگ اپنی اس قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آویں، ڈراویں، اس غرض سے کہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) پرہیز کریں۔ و قولہ: ''وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ بقرہ پ 3 ع 37 میں) اور جن کو حکمت (یعنی دانائی) دی گئی تو ان کو بہت بڑا خیر دیا گیا۔ و قولہ: ''قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ'' o اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ زمر، پ 23 ع 1 میں) کیا علم والے اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ و قولہ: ''يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ''. اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مجادلہ پ 28 ع 2 میں) اللہ ان کے درجے بلند فرماتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا، و قولہ: ''رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ طٰہٰ، پ 16 ع 6 میں) اے میرے رب میرے علم میں زیادتی فرما۔

وعظ و تبلیغ کی اہمیت اور غلط بیانی کی وعید

1/203 ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری جانب سے ایک آیت بھی ہو تو پہنچا دو اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرسکتے ہو، اور اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے میری جانب عمداً جھوٹ کی نسبت کی (یعنی جو بات میں نے نہیں کہی اس کو میری کہہ کر بیان کرے) تو وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔ (اس کی راویت بخاری نے کی ہے)

جھوٹا کون ہے؟

2/204 ۔ سمرۃ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری جانب نسبت بیان کرتے ہوئے کوئی حدیث بیان کی، اور وہ گمان رکھتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

دین کی سمجھ کی فضیلت

3/205 ۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے، میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ (حدیث تو میں بیان کرتا ہوں، اور اس پر عمل کی توفیق اور سمجھ جس قدر چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ دیتے ہیں) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

لوگ اخلاق کے لحاظ سے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح ہیں

4/206 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ معدن (یعنی کان) ہیں (یعنی صفات و اخلاق کے اعتبار سے کمی و بیشی کا درجہ رکھتے ہیں) جیسے سونے اور چاندی کے کان (معادن ہیں)

جاہلیت میں جو نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کرلیں۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وہ دو شخص کون ہیں جن پر رشک کیا جاسکتا ہے؟

5/207۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں پر رشک کیا جاسکتا ہے، ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال عنایت کیا اور اس نے مال کو حق میں (بموجب حکم شرع) خرچ کیا، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم عطا فرمایا اور وہ علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہے (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

وہ تین اعمال جن کے اجر و ثواب کا سلسلہ موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے

6/208۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے ثواب کے سوا اس کے جملہ عمل کا ثواب ختم ہوجاتا ہے (1) صدقہ جاریہ ہے (جیسے کوئی زمین وقف کرگیا یا کنواں یا باولی بنا گیا) (2) علم جس سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے (جیسے کوئی کتاب تصنیف کی یا علم پڑھایا، (3) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے (یہ تین کام ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی انسان کو ملتا رہتا ہے) (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

مومن کی زندگی کن قسم کے اعمال سے بھرپور رہنی چاہئے

7/209۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (1) جس نے کسی مومن کی کسی تکلیف کو دنیا میں دور کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کے قیامت کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کردے گا، اور (2) جس نے کسی تنگ

حال پر آسانی کردی تو اللہ اس کی دینی اور دنیوی تنگیوں کو دور کردے گا اور (3) جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا (4) اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

علم دین کی طلب میں محنت کرنے کا ثمرہ

(5) اور جو شخص کوئی راستہ علم (دین) کی طلب میں طے کرتا ہے تو طلب علم کی جزاء میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔

قرآن کی تلاوت اور اس کا درس اطمینان اور رحمتِ حق کے نزول کا سبب ہیں

اور جو قوم خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر تسکین اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان (فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔

قرب خداوندی عمل سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے

اور جس کسی کا عمل اس کو پیچھے ڈال دے گا تو اس کا نسب اس کو تیزی سے آگے نہیں بڑھائے گا (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ نسب سے) (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

شہادت، تعلیم دین وقرآن اور سخاوت اگر یہ سارے اعمال اخلاص کے بغیر شہرت اور ناموری کے لئے کئے جائیں گے تو آخرت میں دوزخ کا گڑھا ہی نصیب ہوگا

8/210۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (1) پہلا شخص جس کا قیامت میں فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا، اس کو دربارِ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اور اس کو ان نعمتوں کی یاددلائی جائے گی جو اس پر کی گئی تھیں تو وہ ان کا اقرار کرے گا، پس کہا جائے گا کہ تو نے ان احسانات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا، کہے گا میں نے تیرے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے تو جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تم اس کو لے جاؤ تو اس کو چہرے کے بل دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اور (2) دوسرا وہ شخص جس نے علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا وہ پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ان احسانات کو بتلائے گا جو اس پر کئے گئے ہیں، پس وہ ان کا اقرار کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان احسانات کے مقابلے میں تو نے کیا عمل کیا، جواب دے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تو نے علم اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم وقاری) کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا تو وہ چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا اور دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ اور (3) تیسرا وہ شخص (ہوگا) جس کو اللہ نے تونگر بنایا اور ہر طرح کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان احسانات وعنایات کو یاددلائے گا جو اس پر کیا ہے، وہ ان کا اقرار کرے گا تو باری تعالیٰ سوال فرمائے گا کہ اس دولت سے کیا کام انجام دیا، جواب دے گا: میں نے مال خرچ کیا ہر اس راستہ میں جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند تھا، فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے مال ودولت اس لئے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے، چنانچہ تجھے سخی کہا گیا، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا، پس وہ چہرے کے بل گھسیٹا جا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

علماء کا اٹھ جانا، علم کا اٹھ جانا ہے، جاہل سردار خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں

9/211 ۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے علم چھین لے، بلکہ علم کے اٹھالینے کی یہ صورت ہوگی کہ علماء اٹھالئے جائیں گے، تو جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا جوتو لوگ جاہل سرداروں کو منتخب کرلیں گے اور مسائل دریافت کئے جائیں گے، تو وہ بے علمی سے فتویٰ دیں گے، نتیجتاً خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔(بخاری اور مسلم نے اس کی متفقہ طور پر روایت کی ہے)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنجشنبہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے

10/212 ۔شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر پنجشنبہ کو وعظ کیا کرتے تھے، ایک شخص نے کہا ابوعبدالرحمٰن ! میری آرزو ہے کہ آپ ہم کو ہر دن وعظ فرمایا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ہر دن اس لئے وعظ کہنا پسند نہیں کرتا کہ تمہیں روزانہ وعظ سے تنگ کروں اور میں وعظ کے لئے تمہارا ایسا ہی خیال رکھتا ہوں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اُکتانے کے اندیشہ سے ہمارا خیال فرماتے تھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

کسی بات کا اہتمام مقصود ہوتا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین بار ارشاد فرماتے

11/213 ۔ انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی بات اہتمام سے فرمانا چاہتے تو اس کو تین مرتبہ فرماتے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین

دفعہ سلام فرماتے (پہلا سلام اجازت کا۔ دوسرا سلام ملاقات کا۔ تیسرا سلام رخصتی کا) (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

خیر کی طرف رہبری کرنے والے کو اس خیر کے کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا

12/214۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری سواری چل نہیں سکتی ہے، لہٰذا میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نہیں ہے، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے شخص کو بتا دوں جو ان کے لئے سواری کا انتظام کردے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھلائی کی جانب رہبری کی تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب اس خیر کے کرنے والے کو ملے گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

قبیلہ مُضر کے چند شکستہ حال اشخاص کی دربار نبوت میں حاضری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے خیرات کا جمع کروانا

13/215۔ جریر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کی خدمت میں چند اشخاص برہنہ بدن، دھاری دار بال کی لنگی باندھے، عبا پہنے ہوئے گلے میں تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے، اکثر بلکہ کُل قبیلہ مُضر کے تھے، ان کی حالت زار کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غم کے آثار سے متغیر ہوگیا، فوراً آپ مکان تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذاں دی اور اقامت کہی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور خطبہ دیا: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (تا آخر آیت) اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً (سورہ نساء، پ4ع1) تلاوت

فرمائی (اے لوگو! اس رب سے ڈرو جس نے تم سب کو نفس واحدہ (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (یہاں تک کہ آیت کا آخری حصہ) کی تلاوت فرمائی (اللہ تمہاری نگرانی کرنے والا ہے) اور سورہ حشر (پ28ع3) اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تلاوت فرمائی (اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) میں اس نے اپنے لئے کیا ذخیرہ بھیجا ہے) اور ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے دینار، اپنے درہم، اپنے پارچہ (کپڑے) اور اپنے گیہوں اور کھجور کے باغ میں سے خیرات کرے، یہاں تک کہ فرمایا کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک انصاری نے ایک تھیلی درہم یا دینار کی اٹھالائی جس کو اٹھانا مشکل ہو رہا تھا بلکہ اس کا ہاتھ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گیا تھا اس کے بعد لوگ فوراً یکے بعد دیگرے خیرات لانا شروع کئے، یہاں تک کہ میں (یعنی جریر رضی اللہ عنہ) نے کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے سونے کی طرح چمکتا نظر آنے لگا۔

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے والے کا بھی ثواب ملے گا اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا بھی عذاب ملے گا

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا تو اس کو اس کا اجر اور ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا تو اس پر اس کے رواج دینے کا عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو آئندہ اس طریقہ پر عمل کریں گے اور اس سے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

جب کبھی خونِ ناحق ہوتا ہے تو اس قاتل کا پورا گناہ قابیل کو قتل کے موجد ہونے کی حیثیت سے پہنچتا ہے

14/216۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خونِ ناحق اور ظلم کے طور پر جو بھی جان لی جاتی ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے لڑکے (یعنی قابیل) کو پہنچتا ہے اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ نکالا ہے (جو کوئی کسی کو ظالمانہ قتل کرتا ہے تو جتنا گناہ قاتل پر لکھا جاتا ہے اتنا ہی گناہ قابیل پر بھی لکھا جاتا ہے، اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا تھا، اور دوسرے قاتلوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں ہوتی) (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

ایک شخص کا صرف ایک حدیث کے لئے مدینہ منورہ سے دمشق تک سفر کرنا

15/217۔ کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں مسجد دمشق میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا اے: ابو درداء (رضی اللہ عنہ) میں تمہاری خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کے لئے آیا ہوں، جس کی مجھے اطلاع ملی کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ علم دین کے طالب کو جنت کے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اس کے لئے پر بچھاتے ہیں اور تمام مخلوق اور مچھلیاں اس کے لئے دعائے مغفرت مانگتی ہیں

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی راستہ پر علم (دین) کی طلب میں چلتا ہے تو اس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لئے آسمان اور زمین کی پوری مخلوق مغفرت طلب کرتی ہے اور مچھلی پانی میں اس کے لئے مغفرت چاہتی ہے اور اس کے لئے دعا کرتی ہے اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام تاروں پر ہوتی ہے

علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں

علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء نے دینار اور درہم کا ترکہ نہیں چھوڑا بلکہ انہوں نے علم کو ترکہ میں چھوڑا، پس جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے)

عابد پر عالم کی فضیلت

16/218 ۔ابوامامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک عابد اور دوسرا عالم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے معمولی شخص پر ہے۔

مُعلّمِ خیر کا مرتبہ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی سب کے سب اس شخص کے لئے دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو خیر (یعنی علم دین) کی تعلیم دینے والا ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے) اور دارمی نے مکحول سے مرسلاً روایت کی ہے (اور دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ بیان کیا ہے کہ "**فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي**

عَلٰی اَدْنَاکُمْ (عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے معمولی شخص پر ہے)۔

خشیتِ الٰہی علم اور آگہی کا ثمرہ ہے

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ فاطر پ 22 ع 4 کی) اس آیت کی تلاوت فرمائی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اللہ تعالیٰ کے بندوں میں علماء ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، پھر اس کے بعد اخیر تک مابقی حدیث کو بیان فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو طالبین کے بارے میں وصیت فرمانا

17/219۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور اطراف زمین سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے کہ دین میں سمجھ حاصل کریں، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور انہیں علم دین کی تعلیم دیا کرو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

حکمت اور دانائی کی بات حکیم یعنی مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے

18/220۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بات جو (سراپا) حکمت (اور عقلمندی) ہو حکیم (یعنی مومن کی) گم شدہ چیز ہے، اس لئے اس کو جہاں پائے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے گراں (قیمتی) ہے

19/221۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے کی وعید

20/222۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم دین کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے والے کی مثال خنزیر کے گلے میں جواہر موتیوں اور سونے کا مالا ڈالنے والے کی ہے (مثلاً عوام کے آگے تصوف وغیرہ کی باریکیاں بیان کرنا، کیوں کہ اس سے ان کے گمراہ ہوجانے کا اندیشہ ہے اور ایسا بے محل علم ان کے لئے سراسر ظلم ہے) اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں صرف (طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ) تک روایت کی ہے)

خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ منافق میں نہیں جمع ہوتیں

21/223۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں، خوش اخلاقی اور دین کی سمجھ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

علم دین کے طالب کی فضیلت

22/224۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم دین کی طلب میں نکلے وہ واپس ہونے تک راہ خدا (یعنی جہاد) میں ہے۔(اس کی راویت ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

علماء کے لئے جنت کی خوشخبری

23/225۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام علماء کو جمع فرمائے گا

اور ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں میں حکمت محض اس لئے ڈال دی تھی کہ تم سے میرا ارادہ بھلائی کا تھا، تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ، پس میں نے تم سب کو بخش دیا خواہ تم سے کچھ بھی ہوا ہو (ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کی ہے)

مومن کو کلمۂ خیر کے سننے سے کبھی سیری نہیں ہوتی

24/226۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر کی بات سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھرتا (یعنی ہمیشہ سنتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی انتہاء بہشت ہوتی ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

علم کو چھپانے کی وعید

25/227۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علم کی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہو، پھر وہ اس کو چھپاوے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے)

26/228۔ اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

جو علماء سے مقابلہ کرنے اور بے وقوفوں سے جھگڑنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

27/229۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم اس غرض سے سیکھا کہ علماء سے مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

28/230۔ اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

علم دین کو دنیوی فائدہ کی غرض سے سیکھنے والے کی وعید

29/231 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وہ علم سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے مگر اس کا مقصد دنیا کا فائدہ حاصل کرنا تھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھ کر پہنچانے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

30/232 ۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس بندے کو خوشحال رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اس کو یاد رکھا اور یاد رکھ کر لوگوں تک اس کو پہنچایا کیوں کہ بہت سے فقہ کا سرمایہ رکھنے والے فقیہ (یعنی سمجھ دار) نہیں ہوتے اور بہت سے لوگ فقہ کا علم ان لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زائد سمجھدار ہوتے ہیں۔

عمل میں اخلاص، مسلمانوں کی خیر خواہی عقائد اور عمل میں مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی، یہ تین باتیں مومن میں لازماً پائی جاتی ہیں

تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا دل خیانت نہیں کرتا، (یعنی یہ باتیں مومن میں ضرور پائی جاتی ہیں اور جب وہ ان پر عمل پیرا رہتا ہے تو اس کے دل میں کینہ نہیں پیدا ہوتا کہ اس کو حق سے پھیر دے) (1) ایک یہ کہ عمل میں اخلاص اور رضا الٰہی مقصود ہو، (2) دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کیا کرے، (3) تیسرے لازمی طور پر مسلمانوں کی جماعت کا (عقائد اور عمل) میں ساتھ دے، اس لئے کہ مسلمانوں کی دعا

کی برکت سب کو گھیرے رہتی ہے (یعنی دعا ان کو شیطان کے مکر اور گمراہی سے بچائے رکھتی ہے، اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکل جاتا ہے اس کو مسلمانوں کی دعا اور دعا کی برکت نہیں پہنچتی)۔ (امام شافعی نے اور بیہقی نے مدخل میں اس کی روایت کی ہے)

31/233۔ اور امام احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے البتہ ترمذی اور ابو داؤد سے (وَثَلَاثٌ لَا يَغُلُّ عَلَيهِنَّ) سے آخر تک مروی نہیں ہے۔

لسانِ نبوت سے حدیث کی خدمت کرنے والے کے لئے خوشحالی کی دعا

32/234۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ اس آدمی کو خوش وخرم رکھے جس نے ہماری حدیث سن کر یاد رکھ لی، پھر جس طرح اس نے سنا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا، کیوں کہ بہت سے لوگ جن کے پاس پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے ہی پہنچانے والے سے بہتر سمجھ والے ہوتے ہیں (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

33/235۔ اور دارمی نے اس کو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ف: اس قسم کی حدیثوں سے مجتہدین امت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ 12

حدیث کے بیان کرنے میں احتیاط کی تاکید اور قصداً غلط بیان کرنے والے کی وعید

34/236۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو (اور اسی حدیث کو بیان کرو) جس کی تحقیق تم کو ہو (کہ وہ حدیث میری ہی ہے پس جس نے قصداً

مجھ پر جھوٹ کہا وہ اپنے لئے دوزخ کا ٹھکانہ بنالے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

35/237۔ اور ابن ماجہ نے اس کو ابن مسعود، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے جس میں (اِتَّقُوا الحَدِیثَ عَنِّی اِلّا مَا عَلِمۡتُمۡ) کے الفاظ نہیں ہیں۔

قرآن کی تفسیر بغیر سند اور علم کے بیان کرنے والے کا ٹھکانا دوزخ ہے

36/238۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر بغیر سند کے اپنی عقل سے کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

37/239۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر بغیر علم (دین) کے بیان کی تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

اپنی رائے سے قرآن کی صحیح تفسیر بیان کرنے والا بھی غلط بیان ہے

38/240۔ جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کی اور صحیح بیان کی تب بھی اس نے غلطی کی (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)

قرآن میں جھگڑنا کفر ہے

39/241۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

قرآن میں جھگڑنے کی توضیح اور اس کا علاج

ف: جھگڑنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے

جھٹلایا جائے، مناسب یہ ہے کہ قرآن کی آیتوں میں موافقت کی کوشش کرے، اگر موافقت دشوار معلوم ہو تو یہ عقیدہ رکھے کہ یہ میری بدفہمی ہے اور اس کے علم کو اللہ اور رسول پر سونپ دے۔12

پچھلی اُمتیں کتاب اللہ میں جھگڑنے سے برباد ہوئی ہیں

40/242۔عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے اور وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جماعت کو قرآن میں جھگڑتے ہوئے سنا تو فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اسی قسم کے جھگڑوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے ہیں، اللہ کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے انہوں نے رد کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے۔تو اس کے ایک حصہ کو اس کے دوسرے حصہ سے مت جھٹلاؤ

جس بات کا علم نہ ہو اس کو عالم کے سپرد کر دینا چاہئے

جس کو تم جانتے ہو وہ کہو اور جس بات کو نہیں جانتے ہو اس کو جاننے والے کے سپرد کردو۔(اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

قرآن سات طرح پر نازل کیا گیا ہے

41/243۔ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن نازل کیا گیا سات طرح (کے قرأت یا احکام پر) ہر ایک آیت کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی ایک حد ہے جس کے لئے فہم کی ضرورت ہے۔(امام بغوی نے شرح السنۃ میں اس کی روایت کی ہے)

قرآن کے ظاہر اور باطن کی توضیح

ف: ظاہر آیت کے لئے علوم عربیہ اور باطن کے لئے تصفیہ نفس و ریاضت، اکل حلال

اور صحبت کامل کی ضرورت ہے 12

علوم دین کیا ہیں؟

42/244۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم تین ہیں، (1) آیت محکمہ، یا (2) سنت قائمہ یا (3) فریضۂ عادلہ، ان کے سوا قابل اعتبار نہیں (اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے)

ف: (1) آیت محکمہ یعنی غیر منسوخ آیت جو ایک معنی کے سوا دوسرے معنی کا احتمال نہ رکھے، (2) سنت قائمہ وہ احادیث ہیں جو متن واسناد کے ساتھ ثابت ہیں، (3) فریضۂ عادلہ سے مراد اجماع اور قیاس ہے جس کا مأخذ کتاب وسنت ہو، اجماع اور قیاس کو فریضہ اس لئے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے کیوں کہ لفظ عادلہ سے یہی مراد ہے۔

اصولِ دین چار ہیں، کتاب، سنت، اجماع اور قیاس

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اصول دین چار ہیں، کتاب وسنت واجماع اور قیاس اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد اور بے معنی ہیں۔ 12

تین شخص وعظ کہا کرتے ہیں، امیر، مامور اور متکبر

43/245۔ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی وعظ کہے گا وہ یا تو حاکم ہوگا یا مقرر کردہ شخص ہوگا یا متکبر ہوگا۔ (ابوداؤد نے اس کی روایت کی ہے)

44/246۔ اور دارمی نے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

45/247۔ اور ایک روایت میں متکبر کی جگہ ریاکار کا ذکر ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ فعل صرف تین شخصوں سے صادر ہوتا ہے، ان میں سے دوحق

پر ہیں یعنی امیر اور مامور کہ ان دونوں کو وعظ بیان کرنا چاہئے، البتہ متکبر یا ریا کار کو وعظ نہ کہنا چاہئے، وعظ بیان کرنے کا حق اولاً حاکم کا ہے کیوں کہ وہ رعیت پر مہربان ہوتا ہے اور ان کی صلاح اور فلاح کو خوب جانتا ہے، اور اگر خود نہ کہے گا تو علماء میں جو صاحب تقویٰ اور بے طمع ہوں ان کو مقرر کردے گا۔

بے علم فتویٰ دینے کی وعید

46/248۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی شخص کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا

مشورہ کس طرح دیا جائے

اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کے خلاف دوسرے امر میں بھلائی ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔ (اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے)

مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات ممنوع ہیں

47/249۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ میں ڈالنے والے سوالات سے منع فرمایا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: علماء سے ایسے مسائل نہ پوچھے جس کا مقصد ان کو مغالطہ میں ڈالنا ہو، کیوں کہ اس سے مسلمان کو ایذا ہوتی ہے جس سے عداوت اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اور چونکہ اس سے سائل کو اپنی فضیلت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس وجہ سے یہ حرام ہے۔ 12

فرائض اور قرآن سکھانے کی تاکید

48/250۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں (دنیا سے) اٹھائے جانے والا ہوں۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: فرائض سے مرادِ علمِ فرائض ہے یا وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے جو احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔12

علمِ وحی کا (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کی وجہ سے) اٹھ جانا

49/251۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اتنے میں آسمان کی جانب آپ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا وہ وقت آ گیا ہے کہ لوگوں سے علم وحی (میری وفات کی وجہ سے) چھین لیا جائے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ علم وحی کی کسی شئی پر قادر نہ ہوں گے، اس وجہ سے کہ (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

علم کی طلب میں دور دراز کا سفر اختیار کیا جائے گا

50/252۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں کو بھگا بھگا کر دور دراز کا سفر کریں گے، پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر (علم میں) کسی کو نہ پائیں گے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

عالم مدینہ کون تھے؟

اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عالم مدینہ سے مراد امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں، اور عبدالرزاق سے بھی اسی طرح وضاحت ہے، البتہ اسحٰق بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے ابن عیینہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم مدینہ سے مراد عمری زاہد ہیں جن کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمیہ ارشاد فرمایا کہ دین ثریا پر بھی ہو تو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا

51/253۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ (قدرت) میں میری جان ہے، اگر دین ثریا (یعنی ستارۂ پرویں) کے پاس معلق ہو تو اس کو فارس کا ایک شخص ضرور حاصل کرے گا۔ (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت متفقہ طور پر کی ہے)

52/254۔اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اسی طرح روایت کی ہے

53/255۔اور ان کی روایت میں ''دین'' کی جگہ علم کا لفظ ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ فارس کے شخص سے امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں

حافظ سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث جس کو بخاری اور مسلم نے بالاتفاق روایت کیا ہے اصل صحیح ہے، اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اور اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

علامہ شامی کی تائید کہ حدیث سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہیں، کیوں کہ اہل فارس سے امام کے درجہ عمل کو کوئی نہ پہنچ سکا

مواہب پر الشبراملسی کے حاشیہ میں علامہ شامی جو حافظ سیوطی کے شاگرد ہیں لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ یقین ہے کہ اس حدیث سے مراد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں بالکل واضح بات ہے، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اس لئے کہ اہل فارس سے کوئی بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجۂ علم کو نہیں پہنچ سکا۔

امت کی اصلاح کے لئے ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا

54/256 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (وہ کہتے ہیں) منجملہ ان چیزوں کے جن کا مجھے علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایک ایسا مجدد پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص اس امت میں ممتاز ہوتا ہے جو اپنے زمانہ میں دین کی مدد اور ترویج کر کے بدعت کو دفع کرتا ہے، بعض علماء نے اس کو عالم پر محمول کیا ہے خواہ ایک شخص ہو یا جماعت۔ 12

امت کے انتظام اور دینی تحریفات کی اصلاح کے لئے ثقہ اور عادل لوگ ہمیشہ موجود رہیں گے

55/257 ۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس علم (کتاب وسنت) کو ہر بعد میں آنے والوں میں سے ایسے ثقہ اور عادل لوگ اٹھائیں گے جو تحریف اور تغیر کرنے والوں کی تحریف او زیادتی اور اہل باطل کے جھوٹ باندھنے کو اور جاہلوں کی تاویلوں کو دور کریں گے۔ (اس کی روایت بیہقی نے کتاب المدخل میں کی ہے)

اس شخص کی فضیلت جو اسلام کے زندہ کرنے کی خاطر علم حاصل کرتا ہوا مر جائے

56/258 ۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو موت ایسی حالت میں آجائے کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق رہے گا (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

فرض نمازوں کے بعد دین کی تعلیم کے لئے بیٹھ جانا افضل ہے یا دن بھر روزے رکھ کر تمام رات عبادت کرنا؟

57/259۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطور ارسال روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے، ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں میں دین اور علم کی تعلیم کے لئے بیٹھ جاتا تھا اور دوسرا شخص ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا اور تمام رات نماز میں گذارتا، ان میں سے کون افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو دین اور علم سکھانے کے لئے بیٹھتا ہے اس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا اور رات میں نمازیں پڑھتا ہے ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

دین کی صحیح فکر رکھنے والے کی فضیلت

58/260۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو دین میں سمجھ رکھتا ہے، اگر اس کی طرف احتیاج ہو تو وہ دوسروں کو دینی نفع پہنچائے، اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ دوسروں سے اپنے کو بے نیاز رکھے۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

اہل علم کے لئے ایک مفید راہ عمل

ف: حاصلِ حدیث یہ ہے کہ عالم کے لئے سزاوار یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو عوام پر پیش نہ کرے اور ان سے طمع بھی نہ رکھے اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ عوام سے مطلقاً بے تعلق ہو جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ بغرض استفادہ اس سے رجوع ہوں تو علم سے ان کو برابر فائدہ پہنچاتے رہے اور اگر عوام استفادہ نہ کریں تو وہ عبادت مولیٰ اور خدمت علم کے لئے مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جائے۔ 12

ہر ہفتہ میں کتنے مرتبہ وعظ کہنا چاہئے

59/261۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہر جمعہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو وعظ کیا کرو، اگر تم کو یہ پسند نہیں تو دو مرتبہ، اگر اس سے زائد چاہتے ہو تو تین مرتبہ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی واعظین کو ہدایات

اور لوگوں کو اس قرآن سے تنگ مت کرو (کہ وہ اکتا جائیں) میں تم کو اس طرح دیکھنا نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم ان کے سامنے وعظ کرنا شروع کردو، اور ان کی بات کاٹ دو، جس سے وہ تنگ ہو جائیں، بلکہ تم اس وقت خاموش رہو، پس جب وہ تم سے خواہش کریں تو تم ان کو وعظ سناؤ (اور ایسی حالت میں وعظ ختم کرو کہ ان کا شوق ابھی باقی ہے) اور دعا میں مُسَجَّع (یعنی قافیہ دار عبارت) سے احتیاط کرو، اس لئے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ اس طرح قافیہ بند دعا نہیں کیا کرتے تھے (کیوں کہ تکلف سے رقت قلبی باقی نہیں رہتی ہے) (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)۔

طلب علم کی فضیلت

60/262۔ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم دین طلب کیا اور اس کو حاصل کرلیا تو اسے دو اجر ملیں گے اور اگر وہ حاصل نہ کرسکا تو اس کو ایک اجر ملے گا (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

وہ اعمال جن کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

61/263۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منجملہ ان اعمال اور نیکیوں کے کہ جن کا ثواب مومن کو اس کی

موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، ان میں سے (1) ایک علم ہے جس کو اس نے سیکھا اور اس کی اشاعت کی، اور (2) نیک اولاد چھوڑا، (3) یا وارثوں کے لئے قرآن مجید چھوڑ گیا، یا مسجد بنا کر گیا، یا مسافر خانہ بنا کر چھوڑا، یا نہر جاری کیا یا وہ خیرات جس کو اس نے اپنے زندگی اور صحت میں اپنے مال سے کیا ہو جس کا اجر مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے (اس کی روایت ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

علم کی طلب میں راستہ چلنے کی فضیلت، نابینا کو جنت کی خوشخبری، علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے، دین کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے

62/264۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب میں کوئی راستہ چلے گا تو میں اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دوں گا اور میں نے جس کی دونوں آنکھ لے لیں (یعنی وہ نابینا ہو گیا) تو ان کے عوض اس کو جنت دوں گا اور علم میں زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے اور دین کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے)

رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے

63/265۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا اور تصنیف وتالیف کرنا تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)

مجلس عبادت ودعا اور مجلسِ علم دونوں خیر پر ہیں لیکن مجلسِ علم افضل ہے

64/266۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اپنی مسجد کی دو مجلسوں پر ہوا، ارشاد ہوا کہ یہ دونوں خیر پر ہیں لیکن ایک جماعت نیکی میں دوسرے سے افضل ہے، یہ لوگ جو اللہ کی عبادت کررہے ہیں اور دعا میں مشغول ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہیں (اللہ تعالیٰ) چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور نہ چاہے تو عطا نہ کرے، لیکن یہ دوسری جماعت جو فقہ سیکھ رہی ہے یا علم حاصل کررہی ہے اور جاہل کو علم سکھلاتی رہتی ہے تو یہ پہلی جماعت سے افضل ہے اور میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر آپ اس دوسری جماعت میں (جو علم کی تھی) بیٹھ گئے۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

امت کے نفع کے لئے دینی امور کی 40 حدیثیں حفظ کرنے والے کے لئے ایک بڑی خوشخبری

65/267۔ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ علم کی وہ کونسی حد ہے جس تک پہنچنے سے آدمی فقیہ ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت کے نفع کے لئے دینی امور کی چالیس حدیثیں حفظ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائے گا (یعنی اس کا حشر علماء کے زمرہ میں ہوگا) اور میں اس کے لئے قیامت میں شفیع اور گواہ ہوں گا۔(1)

سب سے زیادہ سخی کون ہے؟

66/268۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ کون سب سے زیادہ سخی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں،

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہیں۔

وہ عالم جس نے علم کی اشاعت کی ہو وہ قیامت کے دن امیر کی طرح آئے گا

پھر میں بنی آدم میں سب سے بڑھ کر سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زائد سخی وہ مرد عالم ہے جس نے علم سیکھا اور اس کی اشاعت کی، ایسا شخص قیامت کے دن تنہا امیر کی طرح آئے گا یا امت واحدہ کی طرح آئے گا۔(2)

ف: امیر واحد یا امت واحدہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک امیر کی حیثیت سے آوے گا یعنی وہ کسی کے تابع نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ کئی تابع اور خادم ہوں گے، مقصود یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن معزز اور مکرم باشوکت وحشمت آئے گا۔12

دو حریص ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا، علم کا بھوکا اور دنیا کا بھوکا

67/269۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو حرص کرنے والے ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا، ایک علم کا بھوکا جو علم سے سیر نہیں ہوتا اور دوسرے دنیا کا بھوکا جس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔(3)

(مذکورہ تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)

صاحب علم اور دنیا دار کبھی سیر نہیں ہوتے

68/270۔عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو حریص ایسے ہیں کہ سیر نہیں ہوتے، ایک صاحب علم اور دوسرا دنیا دار، اور دونوں برابر نہیں ہیں، صاحب علم تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سورہ علق، پ 30 ع 1 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی

''کَلَّا اِنَّ الْاِنسَانَ لَیَطْغٰی o اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ''۔ترجمہ: (مگرانسان کا حال یہ ہے کہ وہ) خودکو بے نیاز سمجھ کر (شکر کے بدلے خدا سے الٹے) سرکشی کرتا ہے اورعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا دوسرے یعنی (صاحب علم) کے متعلق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سورہ فاطر، پ 22 ع 4 کی) یہ آیت اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا تلاوت فرمائی کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

امراء کے پاس آمدورفت رکھنے والے علماء کی مذمت

69/271۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے اورقرآن پڑھیں گے اورکہیں گے کہ ہم امراء (یعنی دولت مندوں) کے پاس جاتے ہیں کہ ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں اوران سے اپنے دین کو بچائے رکھیں گے حالانکہ ایسا نہ ہوسکے گا کیوں کہ جس طرح خاردار درخت سے صرف کانٹے کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، اِسی طرح امراء کی نزدیکی سے اِسی چیز کو حاصل کریں گے، (امام بخاری کے استاد) محمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اوران کی مراداس سے گناہ تھی (یعنی امراء کی ہم نشینی سے گناہ ہی حاصل ہوں گے)(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

سرداری کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟

علم کو معاش کا ذریعہ بنایا جائے تو ذلت حاصل ہوتی ہے

جس نے ساری فکروں کو آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالی اس کے لئے کافی ہوجاتے ہیں

70/272۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا اگراہل علم، علم کی حفاظت کرتے اورعلم کواس کے اہل تک ہی پہنچاتے تو علم کے

ذریعہ سے زمانے کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے علم کو اہل دنیا کے لئے استعمال کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کریں۔ تو دنیاداروں کی نظر میں ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے تمام فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی تمام فکروں کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جس کو دنیا کی فکریں اور احوال پراگندہ کر دیں (یعنی کبھی کسی فکر میں لگا اور کبھی کسی میں) تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں ہلاک ہو جائے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

71/273 ۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ سے تا آخر روایت کی ہے۔

علم کی آفت نسیان ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ نا اہل کے سامنے بیان کیا جائے

72/274 ۔ اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی آفت بھول جانا ہے اور اس کو ضائع کرنا یہ ہے کہ تو اس کو نا اہل کے سامنے بیان کرے۔ (اس کی روایت دارمی نے بطریق ارسال کی ہے)

درحقیقت اہل علم کون ہیں؟

73/275 ۔ سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ علم والے کون ہیں؟ کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ لوگ ہیں جو ان باتوں پر عمل کرتے ہیں، جن کو وہ جانتے ہیں۔

طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت کو نکال دیتی ہے

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کیا چیز ہے جو علماء کے دل سے علم کو نکال دیتی

ہے؟ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: طمع (حرص) (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)

ف: حرص اور طمع علماء کے دلوں سے علم کی برکت، ہیبت اور نور کو دور کر دیتی ہے۔12

بُرے علماء بدترین خلائق ہیں اور اچھے علماء بہترین خلائق ہیں

74/276۔ احوص بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حکیم سے روایت کرتے ہیں (ان کے والد حکیم) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کی نسبت دریافت کیا، ارشاد ہوا مجھ سے شر کی نسبت نہ پوچھو، بلکہ مجھ سے خیر سے متعلق سوال کرو، اس کو تین مرتبہ فرمایا، پھر ارشاد ہوا سنو! بُروں میں سب سے بُرے، بُرے علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے بہتر (بھلے) علماء ہیں۔ (دارمی نے اس کی روایت کی ہے)

اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرنے والا بدترین شخص ہے

75/277۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین شخص وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

وہ تین چیزیں جو اسلام کو برباد کر دیتی ہیں

76/278۔ زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ اسلام کو کیا چیز تباہ کرتی ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا، فرمایا: عالم کی (1) لغزش، (2) منافق کا کتاب اللہ سے (تاویلات باطلہ کے ذریعہ) جھگڑنا اور (3) گمراہ حکام کے فیصلے (یہ سب اسلام کو) تباہ کر دیتے ہیں۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

کارآمد علم وہ ہے جو دل میں اتر جائے اور وہ علم جو زبان پر ہو، وہ انسان پر وبال ہے

77/279۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

کہ علم دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہی علم کارآمد ہے، ایک علم زبان پر ہوتا ہے اور ایسا علم اللہ کی طرف سے انسان پر حجت ہے (یعنی یہ الزام دے گا کہ تم کو ہم نے علم دیا تھا تو پھر کیوں تم نے اس پر عمل نہیں کیا) (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم ملے

78/280۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم محفوظ کئے ہیں، ایک علم کی تو میں نے تم میں اشاعت کی ہے، اگر دوسرے علم کی اشاعت کروں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

ف: دوسرے علم سے مراد یہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد کئی قسم کے فتنے اٹھیں گے اور ظالم حکام برسر اقتدار ہوں گے جن کے نام تک ابوہریرہ رضی الہ عنہ کو بتلا دیئے گئے تھے۔

کسی چیز کا علم نہ ہو تو اَللّٰهُ اَعْلَمُ کہہ دینا ہی شانِ علم ہے

79/281۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اے لوگو! جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو تو اس کو بیان کردے، اور جو کسی چیز کا علم نہ رکھتا ہو تو کہہ دیا کرے اَللّٰــهُ اَعْلَمُ (اللہ زیادہ جاننے والے ہیں)۔ اللہ نے اپنے نبی سے (سورہ صٓ، پ 23 ع 5) میں فرمایا ''قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ'' (کہو میں تم سے اس پر کوئی اُجرت نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (بخاری اور مسلم نے باتفاق اس کی روایت کی ہے)

علم دین کے لئے استاذ کے انتخاب میں احتیاط کی تاکید

80/282۔ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ یہ علم (کتاب وسنت) دین ہے تو تم غور کرلو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: غیر ثقہ، بے دین، جاہل اور بدعتی سے علم حاصل نہ کیا جائے۔12

سلفِ صالح کی اتباع کو چھوڑنا گمراہی میں پڑنا ہے

81/283۔حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اے علماء کے گروہ! راہ راست پر قائم رہو کیوں کہ (راہ راست پر استقامت میں) تمہارے اسلاف تم پر سبقت پاچکے ہیں اور اگر تم (سلفِ صالح کی اتباع کو چھوڑ کر) دائیں بائیں چلو گے (یعنی نئے نئے طریقے ایجاد کرو گے تو راہِ راست سے) بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑو گے۔ (بخاری نے اس کی روایت کی ہے)

ریا کار علماء اور قاری، جُبّ الحُزن یعنی جہنم کی شدید ترین وادی میں ڈال دیئے جائیں گے

مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس آیا جایا کرتے ہیں

82/284۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جُبّ الحزن (غم کے کنویں) سے پناہ مانگو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کون داخل ہوگا؟ ارشاد فرمایا وہ علماء اور قاری جو اپنے عمل میں ریا کاری

کرتے ہیں۔ (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے) ابن ماجہ نے اتنا اضافہ اور کیا ہے ''وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلٰی اللّٰہِ تَعالٰی الَّذِیْنَ یَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ'' (اللہ کے نزدیک مبغوض ترین قاری اور عالم وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں) محاربی نے کہا ہے کہ امراء سے یہاں ظالم امراء مراد ہیں۔

دورِ فتن کے آثار کیا ہیں؟

83/285۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم (یعنی قرآن کی تجوید اور درستگی الفاظ کی طرف تو توجہ کریں گے لیکن عمل سے دور رہیں گے) ان کی مسجدیں آباد ہوں گی، مگر ہدایت اور یادالٰہی سے خالی ہوں گے، اور ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے بدتر ہوں گے، ان ہی سے فتنے نکلیں گے اور ان ہی میں یہ فتنے لوٹیں گے۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

عِلم پر عمل نہ کریں تو عِلم اٹھ جاتا ہے

84/286۔ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ چیز علم کے اٹھ جانے کے وقت ہوگی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کیسے اٹھ جائے گا؟ جب کے ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو قیامت تک پڑھاتے ہی رہیں گے۔ ارشاد ہوا: اے زیاد! تم پر تعجب ہے میں تو تم کو مدینہ کے نہایت سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا، کیا یہ یہود و نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھا کرتے ہیں، مگر وہ ان ہر دو کتابوں کی کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی

نے زیاد رضی اللہ عنہ سے اِسی طرح کی روایت کی ہے)

85/287۔اور دارمی کی روایت ابوامامہ سے بھی ایسی ہی ہے۔

علم دین کے سیکھنے کی تاکید اور اس کا سبب

86/288۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عِلم دین سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھلاؤ، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ، قرآن پڑھو اور اسے لوگوں کو پڑھاؤ، اس لئے کہ میں وفات پانے والا ہوں اور علم عنقریب اٹھالیا جائے گا اور فتنے پھوٹ پڑیں گے حتیٰ کہ دو آدمی کسی مسئلہ میں اختلاف کریں گے تو کسی کو بھی (علم کی قلت کی وجہ سے) ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان میں فیصلہ کرسکے۔(اس کی روایت دارمی اور دارقطنی نے کی ہے)

وہ علم جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے، ایسا خزانہ ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے

87/289۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس علم کی مثال جس سے دوسرے کو فائدہ نہ پہنچے اُس خزانہ کی ہے جس کو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے۔(اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے)

(3) کتاب الطھارت

(وہ کتاب جس میں طہارت کے احکام ہیں)

و قول اللہ عز و جل " فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ o" اور ارشاد الٰہی ہے (سورہ توبہ، پ 11 ع 13 میں) اس میں (یعنی مسجد قبا میں) ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

وضوء نماز کی کنجی ہے، اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے

1/290۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت اور وضوء ہے اور اس کی تحریم پہلی تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

ف: تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور ساری حلال چیزیں یعنی کھانا پینا اور وہ سارے افعال جو نماز کے منافی ہیں حرام ہو جاتے ہیں اور سلام پھیرنے سے یہ تمام چیزیں پھر حلال ہو جاتی ہیں۔ 12

نماز جنت کی کنجی ہے

2/291۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت اور وضوء ہے۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں جنت کی کنجی سے مراد جنت کے درجات کی کنجی ہے، اس سے قبل

حدیث میں یہ گذر چکا ہے کہ درحقیقت کلمۂ توحید جنت کی کنجی ہے۔(ماخوذ از مرقات 12)

اچھی طرح طہارت نہ کی جائے تو امام پر قرآن پڑھنے میں تشابہُ ہوجاتا ہے

3/292۔شبیب بن ابی روح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جس میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی تو آپ کو تشابہ ہوگیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، یہی لوگ ہم کو قرآن کے پڑھنے میں تشابہ میں ڈال دیتے ہیں۔ (نسائی نے اس کی روایت کی ہے)

(6)باب فضائل الوضوء

(یہ باب ہے وضوء کی فضیلتوں کے بیان میں)

وقوله الله عز و جل مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ مائدہ پ 6 ع 2 میں) اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو خوب پاک وصاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام پورا فرمائے تا کہ تم شکر ادا کرو۔

طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے اور نماز نور ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت

1/293۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طہارت اور وضوء نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کا ثواب میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور دونوں کلمے سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب یا فرمایا ان میں سے ہر ایک کلمہ کا ثواب آسمان اور زمین کی درمیانی وسعت کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور خیرات (ایمان کی صداقت پر) دلیل ہے اور صبر روشنی ہے (یعنی گناہوں سے باز رہنا، طاعتوں پر مستعد رہنا اور مصیبتوں پر جزع وفزع نہ کرنا، یہ سب قبر میں روشنی کا سبب ہیں) اور قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف حجت ہے (یعنی اگر قرآن پر عمل کیا ہے تو وہ نفع دے گا اور عمل نہیں کیا ہے تو وہ نقصان پہنچائے گا اور جھگڑے گا) اور ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچ ڈالتا ہے، اب اس کو آزاد کرا دے گا یا اس کو تباہ اور

برباد کردے گا (یعنی جب صبح ہوتی ہے تو عمل کے اعتبار سے انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں، اگراس نے اچھے عمل کئے تو اپنے کو عذاب سے محفوظ کرلیا ورنہ برے اعمال کر کے اپنے کو ہلاک کرڈالا)۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

2/294۔اورایک اورروایت میں ہے کہ لا الٰہ الا اللہاورالله اکبر ان دونوں کلموں کا ثواب آسمان اورزمین کی درمیانی وسعت کو بھردیتا ہے۔

ایسے وضوء میں جس سے گناہ دور ہوتے ہیں نیت شرط ہے

ف: طہارت اوروضوء، نصف ایمان ہے، ایمان کا نصف اس لئے ہے کہ ایمان سے کبیرہ اورصغیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں اور وضوء سے صرف صغیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اوراس وضوءکواحناف کے نزدیک بھی نیت سے مشروط کرنا ضروری ہے تاکہ وضوء ایسی عبادت قرار پائے جس سے گناہ دور ہوتے ہوں اور یہ بغیر نیت کے ایسی عبادت نہیں کیونکہ بغیر نیت کا وضوء، عبادت کے لئے صرف وسیلےاورذریعہ کا کام دیتا ہے جس سے نماز تو صحیح ہوجاتی ہے مگر ایسے وضوء پر اجروثواب نہیں ملتا۔(ازمرقات)12

سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ ، اللّٰہ اکبر کا ثواب

روزہ نصف صبر ہے، طہارت اوروضوء نصف ایمان ہے

3/295۔قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ یا اپنے دست مبارک (کی پانچوں انگلیوں پر ذیل کی ان پانچ باتوں کو) شمارفرمایااورارشادفرمایا کہ (1) سبحان اللہ کہنے کا ثواب نصف میزان کواور(2) الحمد للہ پڑھنے کا ثواب پورے میزان کو بھردیتا ہےاور(3) اللہ اکبر کہنے کا ثواب آسمان اورزمین کی درمیانی وسعت کو بھردیتا ہے۔(4) روزہ رکھنا نصف صبر ہے(پوراصبر یہ ہے کہ نفس کوطاعتوں پرلگانے اورگناہوں سے بچانے پرروک رکھے چونکہ روزہ نفس کوطاعتوں پرلگائے رکھتا ہےاس لئے یہ آدھا صبر ہےاور(5) طہارت و

وضوء نصف ایمان ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

مشقت میں کامل طور پر وضوء کرنے، مسجدوں کو دور ہونے کے باوجود بار بار جانے اور مسجد میں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت

4/296۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تمہارے گناہوں کو مٹادے اور جس کے ذریعہ سے درجات بلند فرمائے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلایئے، ارشاد فرمایا: مشقت (یعنی شدت سردی یا تکلیف کے اوقات) میں کامل طور پر وضوء کرنا اور مسجدوں کی طرف (باوجود دور ہونے کے) بار بار جانا (اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور یہی رباط ہے)

5/297۔اور حضرت مالک بن انس کی روایت میں اس طرح ہے اور یہی رباط ہے اس کو دومرتبہ فرمایا (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں تین دفعہ کا ذکر ہے)

رباط کس کو کہتے ہیں؟

ف: سرحد اسلام پر دشمنان دین کے مقابلہ میں نگہبانی کرنے کو رباط کہتے ہیں تا کہ وہ سرحد کو پار نہ کرلیں اور اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کو بھی رباط قرار دیا کہ جیسے وہاں کفار کے مقابلہ میں بیٹھتے ہیں یہاں شیطان کے مقابلہ میں بیٹھنا ہے کہ وہ دین کا کھلا دشمن ہے۔12

اچھی طرح وضوء کرنے سے صغیرہ گناہ جسم سے خارج ہوجاتے ہیں

6/298۔عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے وضوء کیا، اور اچھی طرح وضوء کیا تو اس کے (صغیرہ) گناہ جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی خارج ہو جاتے ہیں۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

وضوء میں ہر عضو کے دھو لینے کے بعد تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں

7/299۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلم یا مؤمن وضوء کرتا ہے، اور اپنا چہرہ دھو لیتا ہے تو اس نے اپنی آنکھوں سے جن گناہوں کی طرف دیکھا تھا وہ تمام گناہ اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو جن گناہوں کو ہاتھ سے پکڑا تھا وہ سب گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف پاؤں سے چلا تھا وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ یا آخری قطرۂ وضوء کے ساتھ (بہہ کر) نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وہ کونسی نماز ہے جس کی وجہ سے تمام پچھلے گناہ بجز کبائر کے مٹا دیئے جاتے ہیں

8/300۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کا وقت آنے پر جو کوئی مسلمان نماز کے لئے اچھی طرح وضوء کرے اور نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرے اور رکوع عمدہ طریقے سے کرے تو گناہ کبیرہ کے سوا جس قدر گناہ اس سے قبل اس سے ہوئے ہیں وہ تمام مٹا دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ایسا وضوء اور نماز جس کی وجہ تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے

9/301 ۔عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے وضوء کیا تو دونو ں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا، پھر کلی کی اور ناک صاف کیا، پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر سیدھا ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر بایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پیر اس کے بعد بایاں پیر تین تین مرتبہ دھویا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء فرمایا تھا (اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور ان دونوں رکعتوں میں اپنے دل میں وسوسہ نہ لائے (اگر خود بخود وسوسہ آئے تو کچھ مضر نہیں) تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے اور الفاظ حدیث بخاری کے ہیں)

کس وضوء اور نماز سے جنت واجب ہوگی

10/302 ۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعت نماز دلی توجہ اور خشوع کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وضوء میں پورے آداب کا لحاظ کر کے شہادتین پڑھنے کی فضیلت

11/303 ۔عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو بھی وضوء میں پانی کو اعضاء کی اس مقدار تک پہنچادے جہاں تک پہنچانا ضروری ہے، یا یوں فرمایا کہ وضوء میں پورے سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرے، پھر کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ

اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ (مسلم نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے یہ زائد کیا ہے ’’اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ‘‘ (خدایا تو مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں بنادے)

وضوء کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھنے کی فضیلت

12/304۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضوء کرے اور وضوء سے فارغ ہونے کے بعد کہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ تو اس کو ایک کاغذ میں لکھ لیا جاتا ہے، پھر مہر کردی جاتی ہے اور قیامت تک مہر نہیں توڑی جاتی (اس کی روایت نسائی اور حاکم نے کی ہے)

وضوء کے بعد کی دعا

ف: منیۃ کی شرح کبیر میں لکھا ہے کہ مستحبات وضوء سے یہ ہے کہ وضوء کرنے والا وضوء سے فارغ ہونے کے بعد ’’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ‘‘ ترجمہ: اے اللہ آپ پاک ہیں، سب تعریف آپ ہی کے لئے ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ یکتا ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ سے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور سب گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، (یہ دعا) آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر پڑھے اور اس دعا کے ختم پر یا درمیان میں ’’اَللّٰھُمَّ

اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ واجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ'' پڑھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنایئے اورخوب پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنایئے اور مجھے آپ کے ان صالح بندوں میں سے بنایئے جن کو مرنے کے بعد پیش آنے والی چیزوں سے خوف نہ ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے پر غم لیکن حلیۃ میں لکھا ہے کہ وضوء کے ختم پر یعنی مذکورالصدر شہادتین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کے بعد اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ سے لے کر وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والی دعا بھی پڑھے۔12

اچھی طرح وضوء کر کے شہادتین پڑھنے کی فضیلت

13/305۔ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح وضوء کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ واَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں سے چاہے وہ داخل ہو جائے۔(اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

اس امت کا لقب قیامت کے دن اعضاء وضوء کے منور ہونے کی وجہ سے کیا ہوگا

14/306۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو قیامت کے دن اعضاء وضوء کے منور ہونے کی وجہ سے، اے روشن پیشانی والو! اے روشن ہاتھ پیر والو! کہہ کر پکارا جائے گا، پس تم میں سے جو شخص اپنے اس وضوء کے نور کو بڑھا سکتا ہے تو بڑھائے۔(بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

وضوء کا نور کیا ہے؟

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ آداب وضوء سے یہ ہے کہ اپنی پیشانی اور ہاتھ اور پیر کے نور کو بڑھایا جائے اور بحر میں لکھا ہے کہ اس نور کے بڑھانے کی صورت یہ ہے کہ وضوء میں ہاتھ اور پیر کے دھونے کی جو حد مقرر ہے اس سے اضافہ کیا جائے اور حلیہ میں لکھا ہے کہ تحجیل (یعنی ہاتھ اور پیر کے نور) کی حد کے متعلق ہمارے احناف سے کوئی صراحت منقول نہیں ہے، البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں شوافع کے تین قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ کہنی اور ٹخنوں سے بڑھا کر دھونا مستحب ہے لیکن اس کی حد مقرر نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ کہنی سے بڑھا کر نصف مونڈھے تک اور پاؤں میں نصف پنڈلی تک دھووے، تیسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ کندھے تک اور پیر گھٹنوں تک دھوئے، آخر میں امام نووی نے کہا ہے کہ احادیث سے یہ تمام احکام نکلتے ہیں۔

مومن کا زیور کیا ہے؟

15/307۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا زیور (بروز قیامت) وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کے وضوء کا پانی پہنچا ہوگا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

اعمال میں نماز سے بہتر کوئی عمل نہیں اور وضوء کی محافظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے

16/308۔ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال خیر کے ہمیشہ پابند رہو (اور راہِ راست سے مت ہٹو) اور تم ہرگز ایسا نہ کرسکو گے (کیوں کہ اعمال خیر کی پابندی اور راہ راست پر استقامت بہت مشکل ہے) اور یقین رکھو کہ تمہارے سب اعمال میں سب سے بہترین عمل نماز ہے اور وضوء کی محافظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے (اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے)

وضوء پر وضوء کرنے کا ثواب

17/309۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کے ہوتے ہوئے دوبارہ وضوء کیا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: مستحبات وضوء سے یہ ہے کہ باوضوء ہونے کے باوجود دوبارہ وضوء کرلے، یہ منیہ میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ دوبارہ وضوء کرنا اس وقت مستحب ہے کہ پہلے وضوء سے نماز پڑھی ہو یا کوئی ایسا عمل کیا ہو جس کا شمار عبادت مقصودہ میں ہے جیسے سجدۂ تلاوت اور مسِ مصحف وغیرہ، یہ مضمون شرعتہ اور قنیتہ سے ماخوذ ہے تو اس قسم کا عمل کئے بغیر وضوء پر وضوء کرنا مستحب نہیں ہوگا۔12

وضوء کے وقت ہر عضو سے گناہ نکل جاتے ہیں

18/310۔عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندۂ مومن وضوء کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ منہ سے نکل جاتے ہیں اور جب ناک چھینکتا ہے تو اس کی ناک سے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے اور جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں کے ناخن کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دونوں کانوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں سے دونوں پیروں کے گناہ نکل جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے

گناہ جھڑنے لگتے ہیں، پھر اس کے مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے علاوہ رہا۔ (امام مالک نے اس کی روایت بطور ارسال کی ہے)

قبرستان میں کیا دعا پڑھی جائے

19/311 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا (**اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ**) سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کی جماعت! یقیناً ہم تم سے ملنے والے ہیں انشاءاللہ۔ (اس کے بعد پھر فرمایا) مجھے آرزو تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد ہوا تم میرے صحابہ ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں پیدا ہوئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ہیں، ارشاد ہوا کہ تم بتلاؤ کہ کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پیر سفید ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ شخص اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان لے گا، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ضرور پہچان لے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو بروز قیامت ہاتھ، پیر اور پیشانی پر وضوء کے نور کی وجہ سے پہچان لیں گے

ارشاد ہوا میری امت (قیامت میں) وضوء کے نور کی وجہ سے روشن چہرے اور چمکدار ہاتھ پیر کے ساتھ آئے گی (اس علامت سے میں ان کو پہچان لوں گا) اور میں حوضِ کوثر پر ان سے پہلے پہونچ جاؤں گا اور ان کے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرتا رہوں گا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

قیامت کے دن سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی اجازت ملے گی

20/312۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت ہوگی اور سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت بھی مجھے ہوگی، پس میں اپنے روبرو دیکھوں گا اور اپنی امت کو تمام امتوں میں پہچان لوں گا، میں اپنے پیچھے دائیں اور بائیں بھی اسی طرح اپنی امت کو پہچان لوں گا۔

وہ تین علامتیں جن کی وجہ سے روز محشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پہچان لیں گے

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کے زمانہ تک کی درمیانی امتوں میں اپنی امت کو کیسے پہچان سکیں گے؟ ارشاد فرمایا: میری امت وضوء کے نور کی وجہ سے روشن ہاتھ پیر والی ہوگی اور یہ بات کسی اور میں نہ ہوگی اور ان کو اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس امت کی خصوصیت ہے کہ ان کو سب سے پہلے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا، یا ان کو اعمال نامہ دینے کی کوئی خاص صفت ہوگی اور اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چھوٹے بچے (جو چھوٹی عمر میں انتقال کر گئے ہیں ان کی مغفرت کی کوشش میں) ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

(7)باب مایوجبُ الوضوء

یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے وضوء کرنا واجب ہوتا ہے

وقول اللہ عزوجل اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ ارشادالٰہی ہے:
(سورہ نساء پ 5 ع 7) یاتم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آئے۔

نماز بغیر وضوء کے قبول نہیں ہوتی

1/313۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز جس کو وضوء نہ ہو بغیر وضوء کے قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

مال حرام سے خیرات مقبول نہیں

2/314۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر طہارت اور وضوء کے نماز قبول نہیں کی جاتی اور مال حرام سے خیرات بھی قبول نہیں ہوتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

3/315۔ منذر ابو یعلی ثوری رحمۃ اللہ محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، منذر کہتے ہیں میں محمد بن الحنفیۃ کو ان کے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ ان کے والد یعنی (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا مجھے مذی کثرت سے آیا کرتی تھی تو میں نے مقداد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کریں اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوتی تھی کیوں کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔

مذی کیا چیز ہے؟

مذی اس رقیق پانی کو کہتے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مذاق کرنے یا ان کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے نکلتا ہے۔

منی سے غسل اور مذی سے وضوء واجب ہوتا ہے

مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ ہر جوان مرد کو مذی آتی ہے، اگر منی خارج ہو تو غسل واجب ہے اور اگر مذی نکلے تو اس پر صرف وضوء واجب ہے، غسل واجب نہیں ہے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور بخاری اور مسلم سے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

مذی نکلنے پر کیا شرمگاہ کا دھونا بھی واجب ہے؟

ف: مرد سے جب مذی نکلے تو اس پر وضوء ضروری ہے، اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً ایک جماعت کے مسلک کو نقل کیا ہے جو حنفیوں کے خلاف ہے جن کا قول یہ ہے کہ مرد کو جب مذی نکلے تو اس پر شرمگاہ کا دھونا واجب ہے، جس طرح پیشاب کرنے کے بعد شرمگاہ کا دھونا ضروری ہے لیکن احناف نے ان کی مخالفت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض حدیثوں سے مذی نکلنے پر شرمگاہ کا جو دھونا معلوم ہوتا ہے اس سے شرمگاہ کے دھونے کا واجب کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی غرض مذی کی آمد کا بند کرنا ہے، اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں شرم گاہ کے دھونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف وضوء کرنے کا ذکر ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، امام ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ کا یہی ارشاد ہے۔

مذی کے لئے صرف وضوء کافی ہے

4/316۔ عائش بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں ایسا شخص تھا کہ مجھ سے مذی

بکثرت خارج ہوا کرتی تھی تو میں اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا چاہا مگر آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ سے مجھے شرم محسوس ہوئی تو میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دریافت کرنے کے لئے کہا، عمار رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اس کے لئے وضوء کافی ہے۔ (امام طحاوی نے اس کی روایت کی ہے)

مذی سے وضوء اور منی سے غسل لازم آتا ہے

5/317۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مذی کے نکلنے سے وضوء لازم آتا ہے اور منی کے نکلنے سے غسل (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

مذی خارج ہو تو شرمگاہ کو دھولے اور وضوء کرلے

6/318۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب مرد سے مذی خارج ہوجائے تو حشفہ یعنی شرمگاہ کو دھوڈالے اور نماز کے وضوء کی طرح وضوء کرلے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

7/319۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست تناول فرمایا اور اس کے بعد نماز پڑھی اور وضوء نہیں فرمایا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت تناول فرما کر تازہ وضوء کئے بغیر نماز ادا فرمائی

8/320۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر اس ٹاٹ سے ہاتھ صاف فرمایا جس پر آپ تشریف فرما تھے، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی، (گوشت تناول فرمانے کی وجہ سے وضوء نہیں فرمایا)۔ (ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)

9/321۔ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنے ہوئے پہلو کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور وضوء نہیں فرمایا۔(اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

پکی ہوئی چیز کے کھانے سے تازہ وضوء کی ضرورت نہیں

10/322۔محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے ایک کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس چیز کے متعلق کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آگ سے پکائی گئی ہو، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ہمارے پاس تشریف لاتے تو اکثر ہم آپ کے لئے ایک غلہ کی دانہ دار قسم کی چیز جو مدینہ میں پائی جاتی ہے تل دیا کرتے تو آپ اس کو تناول فرماتے اور نماز پڑھتے اور (تازہ) وضوء نہیں فرماتے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

11/323۔ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری کا دل اور کلیجی بھونتا اور آپ اس کو تناول فرما کر نماز ادا فرماتے اور (تازہ) وضوء نہیں فرماتے تھے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

12/324۔ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابو رافع کے

پاس بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا گیا تو انہوں نے اس کا گوشت پکانے کے لئے ہانڈی میں چڑھایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے ابورافع یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بکری کا گوشت ہے جو ہمارے یہاں تحفہ آیا ہے جس کو میں نے ہانڈی میں پکا لیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا اے ابورافع اس کا ایک دست مجھے دو، پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دست پیش کردیا، ارشاد ہوا مجھے دوسرا دست دو، میں نے دوسرا دست پیش کردیا، پھر ارشاد فرمایا: ایک اور دست لادو، ابورافع نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے ابورافع: تم اگر خاموش رہتے تو تم دست پر دست دیتے جاتے جب تک تم خاموش رہتے، پھر آپ نے پانی منگوا کر کلی فرمائی اور انگلیوں کے سروں کو دھوڈالا، پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی، پھر آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے ہاں ٹھنڈا گوشت موجود پایا پھر اس کو تناول فرمایا اور پھر مسجد میں جاکر نماز ادا فرمائی اور پانی استعمال نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

13/325 ۔اور دارمی نے اس کو ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں پانی منگوانے سے لے کر آخر تک کا واقعہ مذکور نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی چیز تناول فرما کر وضوء نہیں فرمایا کرتے تھے

14/326 ۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں اور اُبی ابن کعب اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت اور روٹی کھائی، پھر میں نے وضوء کے لئے پانی منگوایا تو دونوں نے کہا وضوء کیوں کرتے ہو، میں نے کہا: اس کھانے کی وجہ سے جس کو ہم نے کھایا ہے تو ان دونوں نے کہا کیا پاکیزہ چیزیں کھا کر وضوء کرتے ہو، حالانکہ جو تم سے بہتر (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تھے

انہوں نے تو پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء نہیں فرمایا۔ (امام احمد نے اس کی روایت کی ہے)

15/327۔ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور جب مقام صحباء پر پہنچے جو خیبر سے قریب تر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی، پھر آپ نے توشے طلب فرمائے تو صرف ستو حاضر کیا گیا تو ستو کے متعلق فرمایا کہ بھگویا جائے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تناول فرمایا اور ہم بھی کھائے پھر آپ نماز مغرب کے لئے اٹھے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضوء نہیں فرمایا، اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور امام طحاوی اور امام محمد نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے)

16/328۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا گوشت کے ساتھ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی (اس کو ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گوشت تناول فرما کر تازہ وضوء نہیں کیا

17/329۔ وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے گوشت تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا کھایا اور تازہ وضوء نہیں فرمایا

18/330۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر عمر رضی اللہ عنہ

نے نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھا کر تازہ وضوء نہیں کیا

19/331۔ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی تناول فرمائی، پھر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل دیا، اس کے بعد نماز ادا فرمائی اور وضوء نہیں کیا۔ (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے)

ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے پر وضوء نہ کرنے کے متعلق ایک لطیف مکالمہ

20/332۔ سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ وہ چیز کھا کر وضوء کرنے سے متعلق کیا کہتے ہیں جس کو آگ نے پکایا ہے، فرمایا: وضوء کیجئے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: آپ چکنی چیز اور گرم پانی کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ آیا ان کے استعمال سے وضوء کیا جائے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم قریشی ہو اور میں قبیلہ دوس کا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) شائد آپ (سورہ زخرف پ25 ع6 کی) اس آیت سے استدلال کررہے ہیں " بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ" (بلکہ یہ جھگڑالو قوم ہے)۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

21/333۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضوء نہ کرنا تھا۔ (طحاوی اور نسائی نے اس کی روایت کی ہے اور شرح مسلم میں امام

نووی نے کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے)

اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کرنا مستحب ہے

22/334 ۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم وضوء کریں، ارشاد ہوا اگر تم چاہو تو وضوء کرلو اور اگر نہیں چاہتے ہو تو مت کرو، کیا اونٹ کا گوشت کھائیں تو وضوء کرلیں؟ فرمایا: ہاں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضوء کرلیا کرو (اونٹ کا گوشت کھا کر وضوء کرنے کا حکم بطور استحباب ہے واجب نہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صراحت کی ہے) میں نے عرض کیا کہ بکریوں کے باندھنے کی جگہ نماز ادا کرسکتا ہوں، ارشاد ہوا: ہاں، عرض کیا کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں ۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

دودھ پی کر کلی کی جائے

23/335 ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پینے کے بعد کلی کی اور فرمایا اس میں چکناہٹ ہوتی ہے ۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں

24/336 ۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتح مکہ کے روز کئی نمازیں ایک ہی وضوء سے ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسی بات کی ہے جس کو آپ نے اس سے قبل نہیں کیا ہے (یعنی ایک ہی وضوء سے جملہ نمازیں ادا کیں) ارشاد ہوا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) میں نے قصداً ایسا کیا ہے (تاکہ اس کا جواز معلوم ہو) ۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

شبہ کے موقع پر جب تک کہ ہوا کے نکلنے کی آواز نہ سن لے یا محسوس نہ کرلے وضوء نہیں ٹوٹتا اور وضوء ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے بارے میں یقین پر عمل کرے

25/337۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ (حرکت) پائے اور اس پر شبہ ہو کہ اس سے کچھ ہَوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے جب تک کہ آواز نہ سن لے یا ہوا نہ محسوس کرلے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: درمختار اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر وضوء رہنے پر یقین ہو اور وضوء کے ٹوٹنے پر شک ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی وضوء ٹوٹنے پر یقین ہو اور وضوء قائم رہنے پر شک ہو تو جس پر یقین ہو اس پر عمل کرے۔

ہوا آواز سے نکلے یا بدبو ظاہر ہو تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے

26/338۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آواز سے ہوا خارج ہو، یا بدبو (ظاہر ہونے) سے وضوء کرنا لازم ہو جاتا ہے البتہ صرف شک کی وجہ سے وضوء لازم نہیں ہوتا۔ (اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے)

عورتوں سے لواطت نہ کی جائے

27/339۔ علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص سے (بلا آواز کے) ہَوا خارج ہو تو وضوء کرلے اور تم اپنی عورتوں سے لواطت مت کرو۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)

نیند سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

28/340 ۔معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں آنکھیں سرین کی بندش ہیں جب آنکھیں نیند سے بند ہوجائیں تو سرین کی گرہ کھل جاتی ہے (یعنی نیند میں اعصاب ڈھیلے ہوجاتے اور ہوا خارج ہوجاتی ہے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

بیٹھے ہوئے سوجانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

29/341 ۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرین کا بند دونوں آنکھیں ہیں تو جو شخص سوجائے تو اسے چاہئے کہ وہ وضوء کرلے ۔(ابو داؤد نے اس کی روایت کی ہے)

اور شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حکم بیٹھے ہوئے سوجانے والوں کے لئے نہیں ہے

30/342 ۔کیونکہ انس رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے سر نیند کی وجہ سے نماز عشاء کے انتظار میں جھک جاتے تھے پھر وہ نماز ادا فرماتے اور دوبارہ وضوء نہیں کرتے تھے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔

اور ترمذی نے اپنی روایت میں **یَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰی تَخْفِقَ رُؤُسُھُمْ** کی بجائے **یَنَامُوْنَ** (یعنی بیٹھے ہوئے (بغیر کسی چیز کے سہارے کے) سوجایا کرتے تھے)نقل کیا ہے۔

قیام، رکوع یا سجدہ کی حالت میں نیند لگ جانے سے بھی وضوء نہیں جاتا، کروٹ سو رہنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

اور شیخ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وضوء نہ ٹوٹنے کا حکم اس شخص سے

بھی متعلق ہے جو بیٹھے ہوئے یا سجدہ یا رکوع کی حالت میں سو جائے

31/343 ۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوبارہ وضوء کرنا اس شخص پر واجب نہیں جو بیٹھنے کی حالت میں یا کھڑے ہوئے یا سجدے میں سو جائے بشرطیکہ اس نے کروٹ نہ سویا ہو، کیوں کہ زمین پر کروٹ لیٹ جائے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (اور ہوا نکلنے کا شبہ ہو جاتا ہے) اور ایسی صورت میں وضوء ٹوٹ جاتا ہے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

32/344 ۔ اور بیہقی نے دوسری روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً کی ہے جس کی سند جیّد ہے۔

33/345 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدے کی حالت میں سوتے دیکھا یہاں تک کہ آپ زور سے سانس لے رہے تھے پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سو گئے تھے، ارشاد ہوا کہ وضوء اس شخص پر واجب ہے جو کروٹ سو جائے اس لئے کہ جب وہ کروٹ سو جاتا ہے تو اس کے جوڑ بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (جس سے ہوا نکلنے کا شبہ ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔ (اس کی روایت ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے)

زمین پر پہلو رکھ کر سو جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

34/346 ۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر وضوء واجب نہیں جو کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر سو جائے یہاں تک کہ وہ زمین پر پہلو رکھ کر نہ سو جائے۔ (تو ایسی صورت میں وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔ (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

35/347۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ (منورہ) کی مسجد میں اونگھتے ہوئے بیٹھا تھا کہ ایک حضرت نے مجھے پیچھے سے گود میں لے لیا، میں پلٹ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضوء کرنا ضروری ہے؟ فرمایا: نہیں، جب تک تم اپنے پہلو کو زمین پر رکھ کر نہ سو جاؤ۔ (ابن عدی نے اس کی روایت کی ہے)

36/348۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضوء اس شخص پر واجب ہے جو لیٹے ہوئے سو جائے، کیونکہ جب وہ لیٹ کر سو جاتا ہے تو اس کی جوڑیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)

شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

37/349۔ طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی وضوء کر لینے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگا دے تو (کیا وضوء ٹوٹ جاتا ہے)؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی آدمی کے جسم کا ایک حصہ ہے (یعنی اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، جیسے اور عضو کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء نہیں جاتا) (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام محمد نے اپنی مؤطا میں کی ہے)۔

امام ترمذی کے پاس طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث زیرنظر مسئلہ سے متعلقہ حدیثوں میں صحیح ترین حدیث ہے

ترمذی نے صراحت کی ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ان تمام حدیثوں میں جو اس مسئلہ کے تعلق سے بیان کی گئی ہیں، ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔ اور طحاوی کی

روایت بھی اسی طرح ہے اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سند نہایت مستقیم ہے، جس کے اسناد اور متن دونوں میں کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے۔

امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ بھی حدیث طلق کو حدیث بسرہ سے بلحاظ سند قوی تر قرار دیتے ہیں

امام طحاوی رحمہٗ اللہ نے ابن مدینی رحمہٗ اللہ سے نقل کیا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جس کی سند میں ملازم بن عمرو ہیں، بُسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہما کی حدیث (جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء کا ٹوٹنا ثابت ہوتا ہے) سے زیادہ قوی ہے۔

امام محی السنۃ کا اعتراض کہ طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے

امام محی السنۃ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ بُسرہ کی حدیث منسوخ ہے اور انہوں نے منسوخ ہونے کی یہ وجہ بتلائی ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال آئے ہیں اور حدیث بُسرہ کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے اس وجہ سے طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اسلام لانے میں پہلے ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو اسلام لانے میں بعد ہیں منسوخ قرار پاتی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ناسخ ہوتی ہے۔

امام ابن الہمام کا مفصل اور مدلل جواب کہ کسی طرح حدیث طلق منسوخ نہیں قرار دی جاسکتی

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء کا باقی رہنا ثابت ہوتا ہے اس وقت منسوخ قرار پاتی جبکہ طلق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل وفات پاتے یا اس بات کا ثبوت مل جاتا کہ وہ اپنے وطن واپس گئے جس کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا موقع ان کو پھر حاصل نہ ہوسکا اور طلق رضی اللہ عنہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے قبل وفات پا جانا یا وطن واپس ہوکر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو نہ پانا ان دونوں باتوں کو طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو منسوخ ماننے والے ثابت نہیں کر سکتے اور یہ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ خود انہوں نے طلق رضی اللہ عنہ سے ایک ضعیف حدیث ''مَنْ مَسَّ ذَکَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ'' (جس نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا تو وہ وضوء کرلے) کی روایت کی ہے اور یہ قول بھی ان ہی کا ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ناسخ و منسوخ کو سنا ہے تو ظاہر ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ کا وفات پانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا نہ ملنا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ علاوہ بریں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ ان کی سند میں یزید بن عبدالملک ہیں جو ضعیف ہیں اور طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث اس دلیل کی وجہ سے مرجح ہے جس کو ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے صدر میں نقل کیا گیا ہے اور طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث اس وجہ سے بھی مرجح ہے کہ طلق رضی اللہ عنہ مرد ہیں اور بُسرہ رضی اللہ عنہا عورت ہیں، اور مردوں کی حدیث قوی تر ہوتی ہے کہ وہ زیادہ حافظ اور ضابط ہوتے ہیں، اسی وجہ سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دی گئی ہے، نیز نواقص وضوء کا حکم خاص و عام سے متعلق ہے بُسرہ رضی اللہ عنہا پر وضوء ٹوٹنے کا حکم تو ظاہر ہو جائے اور ان حضرات سے پوشیدہ رہے جن کا ذکر ذیل میں آتا ہے۔

حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر جلیل القدر صحابہ کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

چنانچہ حضرت علی، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، حذیفہ بن یمان، عمران بن حصین، ابوالدرداء اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نزدیک شرمگاہ کے چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، لہٰذا ان حضرات سے اس مسئلہ کا حکم باوجودیکہ اس کی ان کو

زیادہ ضرورت ہے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور صرف بُسرہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر ہونا کہ جس حکم کی ان کو ضرورت نہیں قیاس کے خلاف ہے، پس حدیث بُسرہ رضی اللہ عنہا میں کئی وجوہ سے انقطاع باطن ہے، یہ تمام تفصیل حلبی میں مذکور ہے۔

حضرت ابن عباس اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے پاس بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

38/350۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر آپ نماز میں ہوں اور آپ کا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے تو (کیا وضوء ٹوٹ جائے گا)؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے یا ناک کو (یعنی وضوء کے نہ توڑنے میں دونوں مساوی ہیں)۔ (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی نے کی ہے)

39/351۔ براء بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کے چھونے کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (وضوء کے نہ ٹوٹنے میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ایسا ہے جیسا کہ اپنے سر کو ہاتھ لگ جائے)۔ (اس کی روایت امام محمد و طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

40/352۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی خدمت میں آیا اور کہا میں نے نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے تو) تم نے اسے کیوں نہ کاٹ دیا، پھر فرمایا: تیری شرمگاہ تیرے جسم کے اور دیگر عضو کے مانند ہے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے)

41/353۔ قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ آیا میرے لئے بحالت نماز شرمگاہ کو ہاتھ لگانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے جسم کا

ایک نجس ٹکڑا سمجھتے ہو تو کاٹ ڈالو، تمہارا یہ خیال صحیح نہیں کہ بحالت نماز اس کو ہاتھ لگ جانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (اس کی روایت امام محمد اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی کی کبیر میں اسی طرح روایت ہے اور مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے تمام رجال (یعنی روای) قابل بھروسہ ہیں)۔

عورت کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

42/354۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیبیوں کا بوسہ لیتے اور پھر نماز ادا فرماتے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

صاحبِ مشکوٰۃ کا اعتراض

صاحب مشکوٰۃ نے کہا کہ ترمذی کا یہ قول ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک عروۃ رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ طیبی کا جواب

علامہ طیبی نے اس کا جواب دیا ہے کہ عروۃ رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نہ کرنا کس طرح صحیح نہیں ہے، کیونکہ بخاری اور مسلم میں عروۃ رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کثرت کے ساتھ ثابت ہے، اس لئے عروۃ رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگرد تھے۔

صاحب مشکوٰۃ کا دوسرا اعتراض اور دوسرے اعتراض کا جواب

صاحبِ مشکوٰۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم تیمی کی سند عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درست نہیں، اور ابو داؤد نے بھی اسی کی تائید میں کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور

ابراہیم تیمی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سنا۔اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے کوئی حرج نہیں واقع ہوتا کیونکہ مرسل نہ صرف ہمارے پاس بلکہ جمہور کے پاس حجت ہے اور بزار نے اپنی سند میں اسناد حسن کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

43/355۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں : میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی تھی اور میرے دونوں پیر آپ کے سامنے قبلہ کی طرف رہتے ، جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے ہاتھ سے ٹھوسا دیتے اور میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں اپنے پیر دراز کر دیتی۔آپ فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے۔(اس کی روایت امام محی السنۃ نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور زیلعی نے کہا ہے کہ نسائی کے اسناد شروط صحیح کے مطابق ہیں)۔

44/356۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سو رہی تھی کہ رات میں آپ کو موجود نہ پائی ، میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا ، آپ سجدے میں تھے اور یہ فرما رہے تھے **’’اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ‘‘** (میں آپ کی رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناراضی سے ، اور آپ کی معافی کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے عذاب سے ، اور میں آپ کی رحمت کی پناہ میں آتا ہوں آپ کے غضب سے ، میں آپ کی پوری تعریف نہیں کر سکتا ہوں جس طرح کہ خود آپ نے اپنی تعریف کی ہے)۔(اس کی روایت محی السنۃ نے کی ہے اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے)

45/357۔ یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، نماز کے لئے نکلے تو ان کی بیوی نے ان کا بوسہ لیا اور آپ نے نماز پڑھ لی اور وضوء نہیں کیا۔(عبدالرزاق نے اس کی روایت کی ہے)

46/358۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عورت کا بوسہ لوں یا کسی پھول کو سونگھ لوں وضوء کے نہ ٹوٹنے میں دونوں برابر ہیں۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے) ایسے ہی اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے مس کرنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

حضرت علی، ابن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کے پاس لمس سے مراد جماع ہے

47/359۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ لمس (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اس سے مراد) جماع ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور کنایہ جماع کے لئے لمس کا ذکر فرمایا ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے اس کی روایت کی ہے)

48/360۔ اور امام محی السنۃ کی روایت مجاہد اور قتادۃ سے اسی طرح کی ہے۔

49/361۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ''اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ کی تفسیر میں (لمس کا جو ذکر ہے) اس سے جماع مراد ہے (ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے اس کی روایت کی ہے)

50/362۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مَلامسة سے مراد جماع ہے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

ہر بہنے والے خون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

51/363۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور وہ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بہنے والے خون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اس لئے پھر وضوء کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

دار قطنی کا پہلا اعتراض

صاحب مشکوٰۃ نے دار قطنی سے دو اعتراضات نقل کیے ہیں جن میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری رضی اللہ سے نہ تو سنا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔

جواب

شیخ ابن ہمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے اور جمہور کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے۔

دار قطنی کا دوسرا اعتراض

دار قطنی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں یزید ابن خالد اور یزید بن محمد مجہول ہیں۔

دار قطنی کے دوسرے اعتراض کا مفصل اور مدلل جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد طُرق سے مروی ہے جن میں بعض کو بعض سے تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح سے یہ حدیث مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، علاوہ ازیں ابن عدی نے کامل میں زید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مرفوعاً روایت کی ہے۔

شیخ دہلوی نے فتح المنان میں صراحت کیا ہے کہ یزید بن خالد اور یزید بن محمد کی نسبت اختلاف ہے لیکن بعض علماء نے ان میں سے ایک کی توثیق کی ہے، چنانچہ ذہبی کی کاشف میں اسی طرح مذکور ہے اور مجہول سے مراد مجہول العین ہے کہ جس سے صرف ایک شخص روایت کرے اور وہ قابل بھروسہ نہ ہو اور جس شخص سے دو یا دو سے زائد راوی روایت کریں وہ مجہول نہیں، اور چونکہ دونوں راویوں یزید بن خالد اور یزید بن محمد سے کئی حضرات نے روایت کی ہے اس وجہ سے یہ مجہول نہیں ہو سکتے۔ 12

قئے کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

52/364۔ حسین معلم رضی اللہ عنہ جن کی سند معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئے فرمائی اور وضوء کیا۔ معدان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دمشق کی مسجد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت کا ذکر ان کے سامنے کیا تو ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وضوء کا پانی ڈال رہا تھا۔ (ابوداؤد، ترمذی اورنسائی نے اس کی روایت کی ہے اور ترمذی نے صراحت کی ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضوء اور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں

53/365۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ نماز اور وضوء دونوں کا اعادہ کرے۔ (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے)

54/366 ۔اور دارقطنی کی ایک روایت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب نماز میں کوئی قہقہہ لگائے تو نماز اور وضوء دونوں کا اعادہ کرے۔

55/367۔ معبد بن ابی معبد الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا نماز پڑھنے کے لئے آئے اور ایک گڑھے میں گر گئے، قوم کو ہنسی آ گئی اور قہقہہ لگائے، آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضوء اور نماز ہر دو کا اعادہ کرے۔ (اس کی ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور اس کی روایت دار قطنی ، طبرانی ، عبدالرزاق ، ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے کی ہے اور ابوداؤد نے بھی اپنے مراسیل میں اسی طرح کی روایت کی ہے اور عبدالرزاق کی روایت کے رجال بخاری اور مسلم کے رجال ہیں نصب الرایہ میں یہی مذکور ہے)

ف: یہ حدیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں مسند اور مرسل ہر دو طرح سے مروی ہے اور کتاب الآثار میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور کتاب الآثار کے رجال سب کے سب ثقہ اور مشہور ہیں اور معبد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ (احیاء السنن میں اسی طرح مذکور ہے)۔

مباشرت فاحشہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

56/368۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلایئے کہ ایک شخص کی ایک عورت سے ملاقات ہوگئی اور وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اس شخص نے اس اجنبی عورت کے ساتھ جماع تو نہیں کیا مگر باقی تمام ایسی چیزیں کیں جس کو ایک مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے (تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے) معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر (سورہ ہود پ12 ع10 کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِّنَ الَّیْلِط اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ** (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پابندی کے ساتھ نماز پڑھا کرو، دن کو دونوں طرف میں اور رات کے قریبی ساعتوں میں (دن کے دو طرف میں، ایک طرف سے مراد نماز فجر ہے اور دوسری طرف سے مراد نماز ظہر اور عصر ہے اور قریبی

ساعتوں میں نماز سے مراد مغرب وعشاء ہیں) کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں جو لوگ ذکر الٰہی کرنے والے ہیں ان کے حق میں یہ ایک طرح کی یاددہانی ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضوء کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم اسی شخص کے لئے خاص ہے یا تمام ایمان والوں کے لئے ہے؟ ارشاد فرمایا بلکہ تمام ایمان والوں کے لئے عام ہے (ترمذی نے اس کی روایت کی ہے) صاحب البدائع کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مباشرت فاحشہ وضوء توڑ دیتی ہے۔

مباشرت فاحشہ کس کو کہتے ہیں؟

ف: مباشرت فاحشہ سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت برہنہ ہوکر بغیر کپڑوں کے ایک دوسرے کے بدن کو مس کریں اور آلہ تناسل میں انتشار ہو اور دونوں اپنی شرمگاہوں کو ملادیں۔ (شرح وقایہ میں اسی طرح مذکور ہے)

(8)باب آداب الخلاء

آداب بیت الخلاء کا بیان

و قـول الله عزوجل: فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ. اورارشاد باری تعالی ہے(سورہ توبہ پ 11 ع 13)اس میں یعنی مسجد قبا میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک و صاف رہنے کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ خوب پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

پیشاب اور پاخانہ کے وقت گھر ہوں یا جنگل،قبلہ کی جانب منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہے

1/369۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ کی جانب رُخ کرے نہ پشت بلکہ مشرق کی طرف یا مغرب کی جانب رُخ کرے۔(بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)(یہ مسئلہ خاص مدینہ والوں کے لئے ہے اس لئے کہ ان کا قبلہ رُخ جنوب کی جانب ہے)

شیخ امام صدر الشریعہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک عام ہے کہ جنگل اور آبادی دونوں جگہ قبلہ کی جانب رُخ اور پیٹھ کرنا حرام ہے)

2/370۔اس لئے کہ عطاء بن یزید لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ملک شام کو آئے تو بیت الخلاء ایسے بنے ہوئے پائے کہ جن کا رُخ قبلہ کی طرف تھا، ہم قبلہ کی طرف سے رُخ پھیر لیتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

(اس کی روایت بخاری اور طحاوی نے کی ہے۔

ف: بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منھ کرنا یا پیٹ کرنا دونوں حرام ہیں خواہ گھروں کے اندر بیت الخلاء ہوں یا جنگل میں حاجت کے لئے بیٹھ رہے ہوں، دونوں کا حکم ایک ہے۔ یہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب رخ کرنا اور اسی طرح پیٹھ کرنا جائز ہے جبکہ بیت الخلاء گھروں کے اندر ہو، البتہ اگر جنگل میں رفع حاجت کے لئے بیٹھیں تو قبلہ کی جانب رُخ کرنا یا پیٹھ کرنا دونوں اس حالت میں جائز نہیں ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ حکم ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے گھروں کے بیت الخلاء میں ہو یا جنگل میں، رہا قبلہ کی طرف رُخ کرنا کسی حالت میں ان کے پاس جائز نہیں لیکن درحقیقت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کلام سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت گھروں یا جنگل دونوں صورتوں میں عام نہ ہوتی تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں جو قبلہ رُخ تھے رفع حاجت کے لئے بیٹھتے وقت قبلہ سے نہ تو اپنے رُخ کو پھیرتے اور نہ استغفار ہی کرتے، واضح ہو کہ استغفار دل سے ہوتا تھا کیوں کہ ان مقامات میں زبان سے استغفار نہیں کیا جاسکتا یا یوں ہوتا تھا کہ بیت الخلاء میں دل سے استغفار کرتے اور نکلنے کے بعد زبان سے استغفار کرتے۔ 12

3/371۔ رافع بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مصر میں یہ کہتے سنا کہ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بیت الخلاؤں کو کیا کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے یا پیشاب کو تو قبلہ کی جانب نہ تو منھ کرے اور نہ پیٹھ (اس کی روایت نسائی اور طحاوی نے کی ہے)

4/372۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا قضاء حاجت کے وقت ہم کو قبلہ رُخ ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے

اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

5/373۔اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کے وقت قبلہ رُخ رہنے سے منع فرمایا ہے۔(اس کی روایت بزاراور سعید بن منصور نے کی ہے)

دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا ممنوع ہے

6/374۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں کہ تمہاری تعلیم اور تربیت کرتا ہوں پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور دائیں ہاتھ سے طہارت نہ کرے (اس کی روایت امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور طحاوی نے کی ہے)

7/375۔عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو تعلیم دیتے ہیں یہاں تک کہ تم کو اس بات کی بھی تعلیم دی ہوگی کہ تم بیت الخلاء کو کس طرح جاؤ، ان صحابی نے اس شخص سے کہا کہ ہاں اگر چہ تم اعتراض کرتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں، آپ نے ہم کو منع فرمایا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیت الخلاء کو جائے تو قبلہ رخ نہ رہے۔(اس کی روایت طحاوی، مسلم اور امام احمد نے کی ہے)

بیت الخلاء میں قبلہ رخ یا پیٹھ نہ کرنے کا اجر

8/376۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب نہ رُخ کرے اور نہ پیٹھ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

(طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے)

مسجد کی جانب پیشاب نہ کیا جائے

9/377۔ ابومجلز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی جانب پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے)

مساجد کے دروازوں پر پیشاب نہ کیا جائے

10/378۔ مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کے دروازوں پر پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں بطور مرسل کی ہے)

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھی جائے؟

11/379۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ**'' اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی ہے)

پاخانوں میں شیاطین رہتے ہیں اس لئے دعا پڑھی جائے

12/380۔ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پاخانے ایسے ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو یہ دعا پڑھے ''**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ**'' میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں ناپاک نر اور مادہ جنوں سے (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ ہے

13/381 ۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہ کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنے سے پڑتا ہے، جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہوتو بسم اللہ کہے (اس کی روایت امام احمد، نسائی نے)

14/382 ۔اور طبرانی نے حضرت انس سے کی ہے۔

بیت الخلاء سے باہر نکل کر غُفْرَانَکَ پڑھنا چاہئے

15/383 ۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرمایا کرتے ''غُفْرَانَکَ'' اے اللہ تیری مغفرت چاہتا ہوں (اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے)

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کی دعا

16/384 ۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ'' سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور فرمایا اور مجھے عافیت دی۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے اور چغلخوری سے عذاب قبر ہوتا ہے

17/385 ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گزر دو قبروں پر سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب

ہو رہا ہے اور عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے جس کا کرنا دشوار تھا (کیوں کہ اگر وہ بچنا چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے) ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا (یعنی اس بات کی احتیاط نہ کرتا تھا کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری ڈالی منگوا کر اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک ٹکڑا ہر قبر پر لگا دیا، لوگوں نے عرض کیا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد ہوا: اُمید ہے کہ ان کے سوکھنے تک عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ (بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر اس کی روایت کی ہے)

راستہ یا سایہ میں پیشاب کرنے سے لعنت کی جاتی ہے

18/386۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسی دو چیزوں کے بارے میں احتیاط کرو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ دو چیزیں کیا ہیں جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ جو پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ لینے کی جگہ میں (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

تین چیزیں لعنت کا سبب ہیں

19/387۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تین چیزوں سے بچو جن کے سبب سے لعنت کی جاتی ہے، پاخانہ کرنا نہر اور چشموں کے گھاٹ پر یا سڑکوں پر اور سایہ کی جگہ پر (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

پیتے وقت برتن میں سانس نہ لی جائے

20/388۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کچھ پی رہا ہو تو برتن میں سانس نہ لے

(بلکہ برتن کو منہ سے علیحدہ کر کے سانس لے) اور جب بیت الخلاء کو جائے تو داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے طہارت کرے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی راویت کی ہے)

سیدھے ہاتھ سے کونسا کام نہ کیا جائے

21/389۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کرتے وقت تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ سیدھے ہاتھ سے طہارت کرے اور نہ پانی پیتے وقت پانی کے برتن میں سانس چھوڑے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

22/390۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے طہارت کرے تو سیدھے ہاتھ سے طہارت نہ کرے (بلکہ) بائیں ہاتھ سے طہارت کرے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

سیدھا اور بایاں ہاتھ ،کن کن کاموں کے لئے ہے

23/391۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھا ہاتھ پاک کاموں اور کھانے کے لئے مخصوص تھا اور بایاں ہاتھ طہارت اور دیگر ایسی چیزوں کے لئے مخصوص تھا جس سے طبیعت کو ناگواری ہوتی ہے (جیسا کہ ناک صاف کرنا وغیرہ) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ایک تنبیہ

ف: مسلمانوں کو چاہئے کہ آداب شریعت سے واقف ہوں ان کی رعایت رکھیں اور ان سے غفلت نہ برتیں، اِس زمانہ میں لوگوں نے بعض عجیب اطوار اختیار کر رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کتاب بائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور جوتی دائیں ہاتھ میں، حالانکہ یہ خلاف سنت ہے۔ 12

سرمہ طاق عدد میں لگائے

24/392۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سرمہ لگائے تو طاق مرتبہ لگائے اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے (امر) مستحب ادا کیا اور جس نے طاق مرتبہ نہ لگایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

طہارت کے لئے ڈھیلے بھی طاق عدد لیوے

جو شخص طہارت کے لئے ڈھیلے لے تو طاق عدد ڈھیلے لے اور جس نے طاق عدد ڈھیلے لئے تو اس نے مستحب (امر) ادا کیا اور جس نے طاق عدد ڈھیلے نہ لئے تو کوئی مضائقہ نہیں

خِلال کرنے کے آداب

اور جو شخص کھانا کھائے اور خلال کے ذریعہ دانتوں کے درمیان سے کچھ نکالے تو اسے پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعہ سے نکالے تو اُسے نگل جائے جس نے ایسا کیا تو اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو شیطان دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے

اور جو شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو پردہ کرے، اگر کوئی دیوار وغیرہ پردے کے لئے نہ پائے تو وہ ریت کا تودہ پیٹھ کے پیچھے (ستر کے لئے) جمع کرے، کیوں کہ شیطان انسان کی شرمگاہوں سے کھیلتا ہے (کہ اگر وہ رفع حاجت کے موقع پر پردہ نہ کریں تو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ وہ شرمگاہوں کو دیکھیں) جس نے اِس طرح کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی مضائقہ نہیں (اس کی روایت ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے)

ایک پتھر یا ڈھیلے سے بھی طہارت حاصل کی جاسکتی ہے

25/393 ۔سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم طہارت کے لئے ڈھیلے لیتے ہو تو طاق عدد لیا کرو (اس کی راوییت نسائی نے کی ہے،نسائی نے کہا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک پتھر یا ایک ڈھیلے سے بھی طہارت کرنے کی اجازت ہے)

طہارت میں دو ڈھیلوں پر بھی اکتفا جائز ہے

26/394 ۔عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے نکلے اور مجھے حکم دیا کہ تین پتھر لے آؤ، مجھے دو پتھر ملے میں نے تیسرا پتھر تلاش کیا تو نہیں ملا تو میں خشک لید (خشک گوبر یا مینگنی) لے لیا اور تینوں کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دو پتھر لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ نجس ہے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے) اور نسائی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دو پتھر سے طہارت کرنے کی اجازت ملتی ہے۔

27/395 ۔طحاوی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ قضاء حاجت کے لئے تشریف رکھے تھے کہ جہاں پتھر نہ تھے، اسی لئے آپ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دوسری جگہ سے تین پتھر لانے کے لئے فرمایا تھا اور اگر اس جگہ پر کچھ پتھر ہوتے تو آپ کو اس کی احتیاج نہ ہوتی کہ دوسری جگہ سے پتھر منگوائیں اور جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک خشک لید لے آئے تو لید کو پھینک دیا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے دو ہی پتھر استعمال فرمائے اور جس طرح تین پتھر سے طہارت ہو جاتی ہے اسی طرح دو سے بھی ہو جاتی اور اگر دو پتھر سے طہارت کرنا کافی نہ ہوتا اور تین کا لینا ضروری ہوتا تو آپ دو پر اکتفا نہ فرماتے، ورنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے

کہ تیسرا تلاش کریں، جب آپ نے تیسرے کی تلاش کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ دو پر اکتفا کرنا جائز ہے اور طاق ہونا ضروری نہیں ۔12

خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت ممنوع ہے کیونکہ یہ جنوں کی غذا ہیں

28/396۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خشک لید اور ہڈیوں سے طہارت مت کرو، اس لئے کہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)اور نسائی نے ''زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ'' یعنی تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

داڑھی میں گرہ لگانے، گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنے اور ہڈی یا جانور کی بیٹ سے طہارت کرنے والوں پر وعید

29/397۔ رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے رویفع میرے بعد تمہاری زندگی دراز ہو تو تم لوگوں سے کہہ دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی (یعنی اس کو تکلف سے گھونگھر والے بنائے یا داڑھی چڑھائی) یا گھوڑوں (کو نظر بد سے بچانے کے لئے) ان کے گلوں میں تانت ڈالے یا کسی جانور کے پاخانہ سے یا ہڈی سے طہارت کرے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بیزار ہیں۔ (اس کی روایت ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی سند حسن ہے)

ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت جائز نہیں

30/398۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب جنوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان جنوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنی امت کو فرما دیجئے کہ وہ ہڈی، لید اور کوئلہ سے طہارت نہ کریں

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے، اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان کے استعمال سے منع فرمادیا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

31/399۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مینگنیوں یا ہڈیوں کے ذریعہ طہارت لینے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

32/400۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور اس کے بعد مٹی سے طہارت کی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا ہم کو ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے)

پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لئے صرف ڈھیلے اور پتھر بغیر پانی کے کافی ہو سکتے ہیں

ف: نیل الاوطار میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو جائے تو تین پتھروں سے طہارت کرے اور یہ تین پتھر اس کے لئے پانی کے بدلے کافی ہیں۔ (اس کی روایت امام احمد، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی نے کی ہے اور نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس کی اسناد صحیح حسن ہے) نیل الاوطار میں مزید صراحت کی ہے کہ اس حدیث کے اس قول (فَاِنَّهَا تُجزِئُ عَنهُ اَی تَكفِيهِ) طہارت کے لئے پانی کے بدلے میں تین پتھر کافی ہیں) حنفی اور شافعی حضرات کی دلیل ہے کہ ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے اور پانی سے طہارت کرنا ضروری نہیں، چنانچہ عبداللہ بن زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن المسیب اور عطا رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے، جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پاخانہ کے لئے بعض اوقات صرف ڈھیلوں سے طہارت کافی ہے تو بالکل اسی طرح پیشاب سے طہارت کے لئے صرف ڈھیلے کا استعمال کافی ہو جاتا ہے کیونکہ ارشاد گرامی صلی

اللہ علیہ وسلم ہے (اِسْتَنْزِهُوْ مِنَ الْبَوْلِ پیشاب کے بعد طہارت کیا کرو) جب آپ نے پیشاب کے بعد پانی سے طہارت نہیں فرمائی اور صرف ڈھیلوں پر اکتفا کیا تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ پیشاب کی طہارت کے لئے ڈھیلا کافی ہے۔12

تنبیہ

واضح ہو کہ یہ بحث پیشاب اور پاخانہ کی طہارت کے لئے پانی کے بدلے صرف ڈھیلوں کے کافی ہونے کے ثبوت میں تھی اور مزید پانی سے طہارت کرنے کا تفصیلی بیان آئندہ حدیثوں میں آرہا ہے۔

33/401۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرمگاہ کی پتھر یا کسی اور چیز سے طہارت کرتے اور جب وضوء کرتے تو شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

34/402۔مولیٰ عمر، یسار بن نمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب پیشاب سے فارغ ہوتے تو مجھے فرماتے کہ کوئی چیز دو کہ میں اس سے طہارت کرلوں تو میں ان کو لکڑی یا پتھر دیتا یا وہ دیوار کے پاس آتے اور اس سے طہارت حاصل کرتے یا زمین سے طہارت لیتے اور اپنی شرمگاہ کو پانی سے نہیں دھوتے تھے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح یہی حدیث ہے، اس کو رسائل الارکان میں نقل کیا ہے اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے وقت چھینٹوں سے بچنے کے لئے برچھی سے زمین کو نرم فرمایا کرتے تھے

35/403۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھی لے جاتے (تا کہ زمین کو برچھی سے نرم کیا جائے اور پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑنے پائیں) اور آپ پانی سے طہارت کرتے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

پانی سے طہارت کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا چاہئے

36/404۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء جاتے تو میں لوٹے یا چھاگل میں پانی لے جاتا، اس سے آپ طہارت لیتے پھر ہاتھ کو زمین سے رگڑتے، پھر میں پانی کا برتن لاتا تو آپ اس سے وضوء فرماتے۔ (اس کی روایت ابو داؤد اور دارمی نے کی ہے اور نسائی کی روایت بالمعنی ہے)

رفع حاجت کے بعد ڈھیلے یا پتھر کے بعد پانی سے طہارت کرنے کی ضرورت

37/405۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے کے لوگوں کو مینگنیوں کی طرح حاجت ہوتی تھی اور تم لوگ گوبر کی طرف حاجت کرتے ہو لہٰذا پتھر سے صاف کرنے کے بعد پانی سے طہارت لیا کرو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

طہارت کے بارے میں اہل قبا کی تعریف کا سبب

38/406۔ ابو ایوب، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب (سورہ توبہ، پ 11 ع 13) کی یہ آیت " فِیۡهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِیۡنَ " o۔ اس میں (یعنی مسجد قبا میں) ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک و صاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں) نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت!

اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی ہے تو تمہاری طہارت کس طرح ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے وضوء اور جنابت کے لئے غسل کرتے ہیں (اور ڈھیلوں کے بعد) پانی سے بھی طہارت لیتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہی بات ہے بس ہمیشہ اس کے پابند رہو۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو انگوٹھی نقش کی وجہ سے نکال دیتے

39/407۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی نکال دیتے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے کی ہے)

ف: انگوٹھی اس لئے اتارتے کہ اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ طہارت کرنے والے پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ بیت الخلاء میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے جائے۔12

40/408۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی شخص آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

پیشاب کے وقت نرم زمین تلاش کرنا چاہئے

41/409۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کے پاس تشریف لائے جس کی زمین نرم تھی اور پیشاب کیا، پھر فرمایا: تم میں سے کسی کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے لئے نرم مقام تلاش کرے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

بیت الخلاء کے بیٹھنے کا ادب

42/410۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت کا تقاضا ہوتا تھا تو زمین سے قریب ہونے تک کپڑا نہ اٹھاتے۔ (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے)

غسل اور وضوء کی جگہ پیشاب نہ کریں کیونکہ اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں

43/411۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص حمام میں پیشاب نہ کرے جبکہ اسی میں غسل یا وضوء بھی کرتا ہو، اس لئے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے) اور ترمذی اور نسائی نے ''ثُمَّ یَغْسِلُ فِیْهِ اور یَتَوَضَّاءُ مِنْهُ'' کا ذکر نہیں کیا ہے۔

سوراخ میں پیشاب نہ کرنے کی تاکید

44/412۔ عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہرگز کوئی شخص کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

قضاء حاجت کے وقت دو آدمیوں کے کس عمل سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتے ہیں

45/413۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی قضاء حاجت کے لئے اس طرح نہ جائیں کہ اپنی شرمگاہ کو برہنہ رکھ کر گفتگو کرتے رہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح قضاء حاجت کرنے سے یقیناً

غضب میں آتے ہیں۔(اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

46/414۔حکیم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد وضوء فرماتے اور اپنی شرمگاہ (کی جگہ تہبند) پر پانی چھڑک لیتے تھے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)۔

شک کے موقع پر شرمگاہ کی جگہ پاجامہ پر پانی چھڑکنا چاہیے

ف: ارباب تصوف کی کتابوں میں اس مسئلہ (اپنی شرمگاہ کی جگہ تہبند پر پانی چھڑک لینے) کا نام ''بَلُّ السَّرَاوِیلَ'' پاجامہ کو تر کرنا ہے، اوراس کے استحباب کے قائل ہیں اور اس کا مقصد شبہات کو دور کرنا ہے، البتہ کتب فقہ میں اس مسئلہ کا نام نہیں پایا جاتا۔تو جس کو پیشاب کے قطرے نکلنے کا غالب گمان ہو، اس کی نماز باطل ہوگی۔(عرف الشذی)12

47/415۔زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابتداء وحی کے زمانہ میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کو وضوء اور نماز کی تعلیم دی۔وضوء سے فارغ ہونے کے بعد چلو بھر پانی لے کر شرمگاہ (کی جگہ اِزار) پر چھڑکا (اس کی روایت امام احمد اور دارقطنی نے کی ہے)

48/416۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اۓ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ وضوء کریں تو شرمگاہ پر (ازار کی جگہ) پانی چھڑک لو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

49/417۔امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے لکڑی کا ایک پیالہ رہتا تھا جس میں آپ رات کے وقت پیشاب کرتے تھے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہیے

50/418۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جو تم سے

بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو اس کو صحیح نہ سمجھو، آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور نسائی نے کی ہے) اورنسائی کے اسناد حسن اور جید ہیں، اور ترمذی نے کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح ہے۔

ستر پوشی کے مذاق اڑانے پر وعید

51/419 ۔عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاش تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی اس کو آپ نے (بے ستری سے حیا کرنے کی غرض سے) اپنے سامنے رکھا پھر بیٹھ کر اس جانب پیشاب کیا، کسی نے کہا: ان کو دیکھو عورتوں کی طرح پیشاب کررہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: افسوس کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص پر کیا آفت آئی تھی، جب ان کو پیشاب لگ جاتا تو اس حصہ کو قینچیوں سے کتر دیتے تھے اس شخص نے ان کو اس حکم شرع سے منع کیا تو وہ اپنی قبر میں مبتلا عذاب ہوا۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

52/420 ۔اور اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے۔

ف: بنی اسرائیل کی شریعت میں نجاست بدن یا کپڑے کو لگ جاتی تو یہ حکم تھا کہ جسم کے اتنے گوشت کو چھیل ڈالیں اور اتنے کپڑے کو کتر ڈالیں تو جس شخص کو ان کے اس حکم شریعت کے منع کرنے پر اگرچیکہ اس میں عقل کے خلاف جان اور مال کا نقصان تھا، عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ تو شرم وحیا کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کو سامنے رکھ کر ستر پوشی فرمائی تو اس کام سے منع کرنے اور مذاق اڑانے پر ایسا شخص بطریق اولیٰ لائقِ عذاب ہوگا کیونکہ پردہ اور حیا تو شریعت اور عقل دونوں حیثیت سے اچھی چیز ہیں۔ 12

53/421 ۔عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کھڑے رہ کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اۓ عمر (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوکر پیشاب مت کرو، اس کے بعد سے کبھی میں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

بحالت عذر کھڑے ہوکر پیشاب کیا جاسکتا ہے

شیخ امام محی السنۃ نے کہا ہے کہ

54/422۔ صحیح حدیث میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھُوڑ پر تشریف لائۓ اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے) امام المذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ (آپ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا) عذر کی وجہ سے تھا۔

ف: علماء نے کہا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی نہیں ہے، عیاض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھروں کے قریب گھُوڑ پر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ آپ کی تشریف فرمائی دیر تک رہی اور پیشاب کا تقاضا شدید تھا، دُور جانے کا موقع نہ تھا یا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے گھٹنے کے پچھلے حصہ میں درد تھا یا پشت میں درد ہونے کی وجہ آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا، عرب لوگ اس کا علاج اس طرح کیا کرتے تھے، یا وہاں بیٹھنے کے لئۓ جگہ نہ تھی یا آپ نے بیان جواز کے لئۓ ایسا کیا ہے۔ (یہ مضمون ردالمحتار سے ماخوذ ہے) 12

55/423۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا اور عمر رضی اللہ عنہ، آپ کے پیچھے پانی کا لوٹا لئۓ کھڑے رہے، آپ نے فرمایا: اۓ عمر (رضی اللہ عنہ) یہ کیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کے وضوء کے لئۓ پانی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ہوا ہے کہ جب کبھی پیشاب کروں تو وضوء ہی کرلوں اور اگر میں ایسا کروں تو یہ عمل سنت بن جائۓ گا۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

(9)باب السواک

(یہ باب ہے مسواک کرنے کے بیان میں)

مسواک کی تاکید

1/424۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (اس کی روایت امام شافعی، طحاوی اور بیہقی نے سنن میں کی ہے)

2/425۔اور طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

امت پر گرانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے وضوء اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دیا جاتا

3/426۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے وضوء کا اور ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (اس کی روایت امام احمد، نسائی اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے۔

4/427۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا (اس کی روایت نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور امام بخاری نے اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے)۔

5/428۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (اس کی روایت ابن حبان نے اپنے صحیح میں کی ہے)

امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا

6/429۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء کے دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

نماز عشاء کا وقت مستحب کیا ہے؟

ف (1): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو نماز عشاء کو دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اس کے متعلق جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عشاء کے دیر سے پڑھنے کا استحباب تہائی رات یا نصف شب تک ہے، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اول شب پڑھنا مستحب ہے۔ 12

مسواک کرنا احناف کے پاس سنت وضوء ہے اور شوافع کے پاس سنت نماز ہے

ف (2): ردالمحتار میں لکھا ہے کہ مسواک کرنا احناک کے پاس وضوء کی سنت ہے اور شوافع کے پاس مسواک نماز کی سنت ہے، یہ بحر الرائق میں مذکور ہے، اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کیں تو احناف کے پاس اس شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کرنا کافی ہوگا اور حدیث میں مسواک کے متعلق جو فضیلت مذکور ہے وہ اس کو حاصل ہوجائے گی لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایسے شخص کا وضوء میں ایک دفعہ مسواک کرلینا کافی نہ ہوگا بلکہ ہر نماز کے لئے اس کو مسواک کرنا ضروری ہوگا کیونکہ ان کے

پاس مسواک نماز کی سنت ہے۔

صاحب ردالمحتار نے اس بارے میں احناف اور شوافع کے مسلک کی موافقت پر بڑے عمدہ طریقہ سے توضیح فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے ''صَلاۃٌ بِسِوَاکٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلاۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ'' (ایک نماز مسواک کے ساتھ افضل ہے ایسی ستر نمازوں سے جو بغیر مسواک کے ادا کی جائیں) لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس حدیث میں مسواک کی جو فضیلت موجود ہے، وہ فضیلت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ مسواک کو ہر نماز کے وقت نہ کیا جائے لیکن احناف کے پاس یہ فضیلت اس وقت بھی حاصل ہو جاتی ہے جب کہ وضوء کے وقت مسواک استعمال کی جائے اگرچیکہ نماز کے وقت مسواک نہ کی ہو، احناف کے پاس مسواک کو وضوء کی سنت قرار دینے سے اس بات کی نفی نہیں کہ مسواک نماز کے وقت مستحب نہیں بلکہ احناف کے پاس مسواک نماز کے وقت بھی مستحب ہے۔

احناف کے پاس بھی ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے

احناف کے پاس مسواک جب محفلوں میں لوگوں سے ملاقات کے موقع پر مستحب ہے تو نماز کے وقت جس میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی جاتی ہے تو ایسے مبارک موقع پر کیسے مستحب نہ قرار دی جائے گی، چنانچہ نماز کے وقت مسواک کو مستحب قرار دینے کا ذکر حلبی نے شرح المنیۃ الصغیر میں کیا ہے اور تاتارخانیہ نے تتمہ سے نقل کیا ہے کہ ''وَیُسْتَحَبُّ السِّوَاکُ عِنْدَنَا عِنْدَ کُلِّ صَلاۃٍ وَ وَضُوْءٍ''(مسواک ہمارے یعنی احناف کے پاس ہر نماز اور ہر وضوء کے وقت مستحب ہے) خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں ''عِنْدَ کُلِّ صَلاۃٍ'' کے حکم پر شوافع اور احناف دونوں نے عمل کیا ہے کہ شوافع نے مسواک کو نماز کی سنت قرار دیا اور احناف نے مسواک کو نماز کے لئے مستحب رکھا، حدیث پر دونوں نے عمل کیا، فرق صرف اتنا ہے کہ شوافع نے اس کو سنت قرار دیا

اور احناف نے مستحب۔(صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اس نایاب تحریر کی قدر کرو اور اس کو غنیمت سمجھو ردالمحتار کی پہلی عبارت یہاں ختم ہوئی۔12

امت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضوء میں مسواک فرض کر دی جاتی اور نماز عشاء کی تاخیر کا نصف شب تک حکم دے دیا جاتا

7/430۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے میری امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضوء کے ساتھ مسواک کو بھی فرض کر دیتا اور نماز عشاء کو نصف شب کے آخری حصہ تک تاخیر کر دیتا۔(اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں کی ہے)

8/431۔جعفر بن تمّام بن العباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہم) نے اپنے والد تمّام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تمہارے دانت زرد ہیں، تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔

9/432۔ایک روایت میں یوں ہے (آپ نے فرمایا) کہ تم میرے پاس کیوں زرد رنگ کے دانت لئے آتے ہو تم سب مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا، یا آپ نے یوں فرمایا کہ ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔(امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بطور ارسال روایت کیا ہے) اور ابن حبان نے کہا ہے کہ تمّام رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ ایک ثقہ تابعی ہیں اور یہ وہ تمّام نہیں جو ضعیف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو پہلا کام مسواک کرنا ہوتا

10/433۔شریح بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ

میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لاتے تو ابتداء کس چیز سے فرماتے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسواک سے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

تہجد کے وقت بھی مسواک استعمال کی جاتی تھی

11/434۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تہجد کا ارادہ فرماتے تو اپنا منہ مسواک سے ملتے۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں

12/435۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں کُل انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں، اس لئے یہ مثل فطرت ہیں: (1) مونچھ کتروانا، (2) داڑھی بڑھانا (ایک مٹھی تک)، (3) مسواک کرنا، (4) ناک کو پانی سے صاف کرنا (یہ غسل میں فرض ہے اور وضوء میں سنت ہے)، (5) ناخن تراشنا، (6) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا، (7) بغل کے بال لینا، (8) زیر ناف کے بال مونڈھنا (اور پاخانہ کی جگہ کے گرد کے بال کا مونڈھنا بھی مستحب ہے)، (9) پانی سے طہارت کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دسویں چیز بھول گیا غالباً وہ کلی کرنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

13/436۔ اور ایک دوسری روایت میں داڑھی کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے) اور ابوداؤد نے بھی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

مسواک منہ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا سبب ہے

14/437۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا منہ کی پاکی کا سبب ہے اور پروردگار کی خوشنودی کا ذریعہ ہے (اس کی روایت امام شافعی، امام احمد، دارمی اورنسائی نے کی ہے) اوراس حدیث کوامام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔

چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں

15/438۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں۔

(1) حیا کرنا، اورایک روایت میں حیا کے بدلے ختنہ کرنا ہے اور (2) عطر لگانا اور (3) مسواک کرنا اور (4) نکاح کرنا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں یا رات میں سوکر اٹھتے تو وضوء سے پہلے ضرور مسواک فرماتے

16/439۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں یا رات میں سوکر اٹھتے تو ضرور وضوء سے پہلے مسواک کرتے۔ (اس کی روایت امام احمد اورابوداؤد نے کی ہے)

17/440۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے کے بعد مجھے مسواک عنایت فرماتے تاکہ میں اس کو دھولوں تو اس کو دھونے سے پہلے میں آپ کی کی ہوئی مسواک سے خود (بغرض تبرک) مسواک کرلیتی ، پھراس کو دھولیتی (اس کے بعد جب آپ کوضرورت ہوتی پھرآپ کو دے دیتی)۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

دوسرے کی مسواک کواس کی اجازت سے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے

ف: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال

کی ہوئی مسواک کو اس کے دھونے کے پہلے اپنے منہ میں پھیر لینا، اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر کی مسواک کو اس کی اجازت سے استعمال کر لینا مکروہ نہیں ہے۔(از مرقات)

مسواک کے دینے میں پہل بڑے سے کرنی چاہئے

18/441۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں خود کو مسواک کرتے دیکھا، اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو دیا تو مجھ سے کہا گیا بڑے کو دیجئے، تو میں نے مسواک بڑے کو دے دی۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس سے مسواک کی بزرگی معلوم ہوتی ہے کہ مسواک ایسی چیز ہے جس کے لئے بڑے کو دینے کا حکم ہوا۔اس میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ کھانا اور خوشبو وغیرہ کے دینے میں پہل بڑے ہی سے کرے۔12

جبرئیل علیہ السلام کا مسواک کے لئے تاکید کرنا

19/442۔ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام جب آتے تو مجھے مسواک کرنے کا حکم دیتے، اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ کثرت مسواک سے منہ نہ چھل جائے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

20/443۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو مسواک کرنے کے بارے میں کثرت سے تاکید کی ہے۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

21/444۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی موجود تھے، جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، پس آپ پر مسواک کی فضیلت میں وحی

نازل ہوئی کہ بڑے سے شروع کیجئے (یعنی مسواک ان میں سے بڑے کو دیجئے)۔
(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

مسواک کے ساتھ ایک نماز فضیلت میں ستر درجہ زائد ہے اس نماز پر جو بغیر مسواک کے ہو

22/445۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نماز کی فضیلت جس کے لئے مسواک استعمال کی جائے بہ نسبت اس نماز کے جس کے لئے مسواک کا استعمال نہ ہوا ہو ستر درجہ زائد ہے۔
(اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ مسواک کو کان میں کاتب کے قلم کی طرح رکھا کرتے تھے

23/446۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیتا اور نماز عشاء کو تہائی رات تک تاخیر کرنے کا حکم دیتا، راوی کا بیان ہے کہ جب زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز کے لئے آیا کرتے تو ان کے کان میں کاتب کے کان کی طرح بجائے قلم کے مسواک رہتی اور نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہی مسواک کر لیتے پھر مسواک کو اس کی جگہ کان پر رکھ دیتے۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے) لیکن ابوداؤد نے ''وَلَأَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّيْلِ'' کا ذکر نہیں کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(10)باب فرائض الوضوء و سننہٖ و آدابہٖ

(وضوء کے فرائض سنتوں اور مستحبات کا بیان)

قال اللہ عز و جل یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡھَکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ (لام کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے)اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ. اللہ بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا ہے (سورہ مائدہ، پ 6 ع 2 میں) اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کروتو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور سر کا مسح کرو، اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

ف: اَرۡجُلَکُمۡ میں دو قرأت ہیں ایک اَرۡجُلَکُمۡ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرۡجُلِکُمۡ لام کے زیر کے ساتھ، تو لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضوء میں پیر دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضوء میں پیر کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔12

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ جس سے وضوء میں نیت کے شرط نہ ہونے کی دلیل حاصل ہوتی ہے

1/447۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ تلوار گلے میں لٹکا کر نکلے تو ان سے بنی زہرہ کا ایک آدمی ملا، اس نے پوچھا:

اے عمر (رضی اللہ عنہ) کہاں کا ارادہ ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس شخص نے کہا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے بعد بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے بچ سکو گے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ تُو نے بھی نیا دین اختیار کرلیا ہے (یعنی مسلمان ہوگیا ہے) تو اس شخص نے آپ سے کہا: اس سے زیادہ عجیب بات سنو، تمہارے بہنوئی اور تمہاری بہن دونوں نے نیا مذہب اختیار کرلیا ہے اور تمہارا دین چھوڑ دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر چلے اور بہن بہنوئی کے پاس آئے، اس وقت ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب خباب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی کمرہ میں چھپ گئے اور عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوگئے اور پوچھے یہ دھیمی آواز کیا تھی؟ اس وقت وہ دونوں ''سورہ طٰـہٰ'' پڑھ رہے تھے، دونوں نے کہا: ہم آپس میں گفتگو کررہے تھے، اس کے سوائے کوئی اور بات نہ تھی، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شائد تم دونوں نے نیا دین اختیار کرلیا ہے تو ان سے بہنوئی نے کہا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے تو کیا پھر بھی اس کو اختیار نہ کیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو خوب روندا، بہن درمیان میں آگئیں تا کہ اپنے شوہر کو مار سے بچائیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو زور سے تھپڑ مارا اور اُن کا چہرہ خون آلود کردیا، بہن نے غضبناک حالت میں کہا: جب حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہے اور میں اسی لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے کہ میں اس کو پڑھ کر دیکھوں اور عمر رضی اللہ عنہ پڑھنا جانتے تھے، اس پر ان کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو، اس کتاب کو غسل اور وضوء کے ساتھ ہی چھو سکتے ہیں، تو اٹھو اور غسل کرو، یا وضوء ہی کرلو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضوء کیا پھر کتاب لی اور سورہ طٰـہٰ

پڑھی (آخر حدیث تک پڑھ لیا جائے استنباط مسئلہ کے لئے یہاں تک کافی ہے)۔
(اس کی روایت ابن سعد، ابویعلی حاکم اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے)

2/448 ۔اور دوسری حدیث جس کی تخریج ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے اس طرح مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اٹھا اور غسل کیا اس کے بعد ان دونوں نے کتاب نکالی، (یہ تمام روایتیں امام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفاء میں موجود ہیں اور دارقطنی نے اس کی اسی طرح روایت کی ہے اور نصب الرایہ نے اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے (اور اس واقعہ سے متعلقہ) دونوں حدیثوں کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ دونوں سندیں جید ہیں اور دونوں حدیثوں کو بیان کیا ہے)

ف: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن ہاتھ میں لینا چاہا تو آپ کی بہن نے فرمایا: اگر قرآن ہاتھ میں لینا چاہتے ہو تو غسل کرو یا وضوء کرو، اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وضوء نیت کے بغیر صحیح ہے اور یہی حنفی مذہب ہے) جس کی توضیح احیاء السنن کے حاشیہ التوضیح الحسن میں حسب ذیل طریقہ پر کی گئی ہے۔

وضوء بغیر نیت کے درست ہونے کی تفصیلی بحث اور دلیل

اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر کی نیت معتبر نہیں تو اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وضوء کرنا بغیر نیت ہی کے تھا کیونکہ آپ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی لئے ہمارے مذہب حنفی کے لحاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وضوء کرنا درست ہے اگر چہ کہ وہ بغیر نیت کے ہوا ہے لیکن جن حضرات کے پاس نیت کے بغیر وضوء درست نہیں تو وہ حضرات عمر رضی اللہ عنہ کے وضوء کو جو بغیر نیت کے ہوا ہے کس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں، حالانکہ آپ کا وضوء صحیح تھا جب ہی تو آپ کی بہن نے آپ کو قرآن دیا، اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیت وضوء میں شرعاً مشروط

نہیں، اب رہا یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے تو اس حدیث کا موقوف ہونا ہم کو مضر نہیں کیوں کہ ایسے مقامات میں حدیث موقوف کا حکم حدیث مرفوع کے مثل ہے، اس لئے ایسے احکام قیاس سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

مذہب حنفی میں وضوء بغیر نیت کے درست ہے مگر نیت کر لی جائے تو وہ عبادت بنے گا جس پر ثواب مُتَرَتِّبْ ہوگا

دوسری روایت میں جس کی تخریج ابو نعیم نے دلائل میں کی ہے جس کے الفاظ ہیں ''فَقُمْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَأَخْرِجُوْا اِلَّى صَحِيْفَةُ'' (یعنی میں اٹھا اور غسل کیا اور کہا کہ اس کتاب کو مجھے دے دو) اس میں وضوء کا ذکر نہیں ہے، اس بارے میں ہمارا قول یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غسل میں وضوء ضمناً خود بخود شامل ہے کیوں کہ غسل میں اعضاء وضوء کے دھوئے بغیر خود غسل کامل نہیں ہوسکتا اور یہ وضوء جو ضمناً ثابت ہوا ہے وہ بغیر نیت ہی کے تھا اور ایسے وضوء سے قرآن کو ہاتھ لگانا اور دوسرے عبادات مقصودہ جیسے نماز وغیرہ کا ذریعہ بننا صحیح سمجھا جائے گا مگر خود ایسا وضوء عبادت نہ ہوگا، اس لئے صاحبِ ہدایہ نے مذہب حنفی کے لحاظ سے وضوء کو عبادت بنانے کے لئے نیت کو وضوء کی سنت قرار دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم کی طرح نیت وضوء میں فرض ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نیت وضوء میں فرض ہے کیونکہ وضوء ان کے پاس نماز کی طرح عبادتِ مقصودہ ہے اور عبادتِ مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں تو جس طرح تیمّم میں نیت فرض ہے اسی طرح ان کے پاس وضوء میں بھی نیت فرض ہے۔

وضوء میں نیت اس لئے فرض نہیں کہ پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والی شے ہے برخلاف مٹی کے کہ وہ بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے

ہمارے احناف کے پاس وضوء اور تیمّم میں نیت کے اعتبار سے فرق کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وضوء عبادت مقصودہ نہیں بلکہ قربتِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور خود عبادت غیر مقصودہ ہے اس وجہ سے وضوء کو عبادت مقصودہ کا ذریعہ بننے کے لئے نیت کی ضرورت نہیں، ہاں عبادت بننے کے لئے نیت کی ضرورت ہے، اور نماز ایسے وضوء سے جو بغیر نیت کے ہو اس وجہ سے جائز ہے کہ وضوء پانی سے کیا جاتا ہے اور پانی فی نفسہٖ پاک کرنے والا ہے بخلاف تیمّم کے کہ وہ مٹی سے کیا جاتا ہے اور مٹی بنفسہٖ پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ طہارت کی نیت سے وہ پاک کرنے والی بنتی ہے اور اسی لئے تیمّم میں ہمارے پاس بھی نیت فرض ہے اور بغیر نیت کے تیمّم درست ہی نہیں ہوتا۔

حاصل بحث کہ پانی کو مٹی پر قیاس کرکے تیمّم کی طرح نیت کو وضوء میں فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے

تو پانی کو مٹی پر قیاس کر کے نیت کو جس طرح تیمّم میں فرض ہے ایسا ہی وضوء کے لئے بھی فرض کرنا قیاس مع الفارق ہے، واضح رہے کہ تیمّم میں نیت اس لئے بھی فرض ہے کہ خود تیمّم کے معنوں میں قصد اور نیت داخل ہے، اس لئے یہ نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتا۔

وضوء میں بسم اللہ پڑھنے سے تمام جسم پاک ہوجاتا ہے

3/449۔ ابو ہریرہ، ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ان تینوں صحابہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص وضوء کرے اور بسم اللہ پڑھے تو اس نے حقیقت میں اپنا تمام جسم پاک کیا اور جو شخص وضوء تو کرے مگر بسم اللہ نہ پڑھے تو اس نے صرف وضوء کے اعضاء کو پاک کیا

(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

4/450۔اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

وضوء میں بسم اللہ نہ پڑھنے سے صرف اعضاء وضوء پاک ہوتے ہیں

5/451۔ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی وضوء کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنا تمام بدن پاک کرلیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف جس عضو کو پانی پہنچتا ہے اسی عضو کو پاک کرتا ہے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

6/452۔مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب آدمی وضوء کرتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اپنے پورے بدن کو پاک کرلیتا ہے اور اگر وضوء کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وضوء کے اعضاء کو پاک کرتا ہے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

7/453۔حسن کوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضوء کرتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو وہ اپنا سارا جسم پاک کرلیتا ہے اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو جسم کے جس حصہ کو پانی پہنچتا ہے صرف اسی کو پاک کرلیتا ہے۔(اس کی روایت عبدالرزاق نے مرسلاً کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے

8/454۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے (اس کی روایت دارقطنی نے اپنی سنن میں کی ہے)

9/455۔اور بزار کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھولیں

10/456 ۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہوتو اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے بغیر (پانی کے) برتن میں نہ ڈالے، اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں رہا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

کلی، ناک صاف کرنے اور کانوں کے مسح کا ذکر

11/457 ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی کرو، اور ناک پانی سے صاف کرو، اور دونوں کان سر کے جزء ہیں۔ (اس کی روایت ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے)

ناک چھینکنے کی وجہ

12/458 ۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہوا اور وضوء کرے تو تین مرتبہ ناک کو چھینکے، اس لئے کہ شیطان اسی کے نکھپڑیوں میں رات گذارتا ہے۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

وضوء میں ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا جائے تین بار پر اضافہ کی وعید

13/459 ۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد شعیب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر وضوء کا طریقہ دریافت کیا، آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء

دھو کر دکھلا دیا اور پھر فرمایا کہ اسی طرح وضوء کیا جائے جس نے تین پر اضافہ کیا اس نے بُرا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا (نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے اور ابوداؤد نے اسی کے ہم معنی الفاظ میں روایت کی ہے)

14/460۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مقاعد (نامی ایک مقام) میں وضوء فرمایا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء نہ بتلا دوں؟ یہ فرما کر آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تکرار مسح کا حکم اسی حدیث سے لیا ہے اور ابوانس رضی اللہ عنہ کی عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت مطلق ہے (جس میں تفصیل نہیں) اور وہ روایات جو آپ سے تفصیلی طور پر ثابت ہیں، ان میں وضاحت ہے کہ سر کے سوا بقیہ اعضاء میں تکرار ہے اور سر کا مسح آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا۔

ف:۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین مختلف پانیوں سے تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے، وہ مسح کا قیاس اعضاءِ وضوء پر کرتے ہیں، کیوں کہ وہ تین مرتبہ دھوئے جاتے ہیں تو اس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور جو روایات تفصیل سے آئی ہیں ان میں ایک ہی مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے، البتہ ایک ہی پانی سے سر پر سے ہاتھ اٹھائے بغیر تین مرتبہ مسح کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی مستحب ہے۔12

15/461۔ رُبیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے دیکھا ہے آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اگلے اور پچھلے حصہ اور دونوں کنپٹیوں اور دونوں کانوں کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

سر کا مسح ایک ہی بار کرنے کی تائید متعدد حدیثوں سے ملتی ہے

اور ترمذی نے کہا ہے کہ متعدد اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے اور اکثر صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل اسی پر رہا ہے

16/462۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے سر کا مسح کیا تو دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر ایک ہی مرتبہ گذارا، پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی مرتبہ سر کا مسح فرماتے دیکھا ہے

17/463۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے دیکھا ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ فرمایا ہے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

18/464۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء وضوء کو تین تین دفعہ دھویا کرتے تھے اور سر کا مسح صرف ایک مرتبہ فرماتے۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

سر کا مسح کس طرح کیا جائے

19/465۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح فرمایا، اس طرح کہ سر کے اگلے اور پچھلے حصہ پر دونوں ہاتھ گذارے اس طور پر کہ سر کے اگلے حصہ سے ابتداء فرمائی پھر دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، بعد ازاں دونوں ہاتھوں کو اس حصہ تک

واپس لائے جہاں سے آپ نے ابتداء فرمائی تھی، پھر آپ نے دونوں پیروں کو دھویا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے)۔

20/466۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

کانوں کے مسح کا طریقہ

21/467۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر اور کانوں کا مسح فرمایا۔ (اس طرح سے کہ) کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے اور بیرونی حصہ کا مسح انگوٹھوں سے فرمایا۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

22/468۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو کان سر میں شامل ہیں (یعنی سر کے مسح کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے)۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

منہ دھوتے وقت دونوں آنکھوں کے کویوں کو پانی سے مل دینا چاہئے

23/469۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ وضوء کرتے وقت آنکھوں کے کویوں کو پانی سے ملتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں۔ (اس کی روایت ابن ماجہ، ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے)

ف (1): لفظ ''ماق'' جو اس حدیث میں آیا ہے آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے، قاموس میں یہی ہے اور جوہری نے کہا ہے کہ ماق آنکھ کے دونوں گوشوں کو کہتے ہیں، تو افضل یہی ہے کہ دونوں کو یوں کو منہ دھوتے وقت مل لیا کریں تاکہ میل نکل جائے۔ 12

کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں

ف (2): حدیث کے الفاظ ''اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأسِ'' (دونوں کان سر میں شامل ہیں) اس سے دو باتیں نکلتی ہیں، ایک تو یہ کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرے، دوسرے یہ کہ کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ 12

24/470۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

25/471۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کان سر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

26/472۔ اور دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے، ابن القطان نے کہا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں، اس لئے کہ یہ متصل ہیں اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور زیلعی نے کہا کہ اس کے اسناد سب اسنادوں سے زیادہ صحیح ہیں۔

27/473۔ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا اور اپنے کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ کان سر میں شامل ہیں۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

سر میں زلف ہوں تو مسح کرنے کا طریقہ

28/474۔ رُبیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے (مکان میں) وضوء فرمایا اور سر کے بالوں پر اس طرح مسح فرمایا کہ جمے ہوئے بال پراگندہ نہ ہوئیں، کنپٹیوں اور کانوں کے باہر اور اندر بھی مسح فرمایا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ف: اس حدیث میں ''فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلٰى مَجَارِیَ الشَّعْرِ'' ہے مجاری الشعر کے وہی معنی ہیں جس کو ہم نے ترجمہ میں ظاہر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے جمے ہوئے بالوں پر بکھیرنے اور پلٹنے کے بغیر مسح فرمایا اور مجاری الشعر کے یہی معنی ہیں۔ چنانچہ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسی طرح وضاحت کی ہے۔ 12

29/475 ۔ حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا تو آپ نے سر کے مسح کے ساتھ کانوں کے باہر اور اندر کا مسح کیا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کانوں کا بھی مسح کیا کرو۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

30/476 ۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ دونوں کان سر میں شامل ہیں، اس لئے ان کا بھی مسح کرلیا کرو۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

کانوں کے مسح کے وقت انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل کی جائے

31/477 ۔ رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو آپ نے مسح کے وقت اپنی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل فرمائی۔ (اس کی روایت ابوداؤد، امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

32/478 ۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے نہیں کیا (بلکہ دوسرے نئے پانی سے کیا)۔ (اس کی

روایت ترمذی نے کی ہے اور کچھ زیادتی کے ساتھ مسلم نے بھی اس کی روایت کی ہے)

ف: ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دونوں امر جائز ہیں ایک تو یہی ہے جس پر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں عمل فرمایا ہے اور دوسرا وہ بھی جائز ہے جو اس کے بعد والی حدیث میں آرہا ہے اور اس پر بھی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا ہے۔

33/479۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا اور آپ نے سر کا مسح اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے فرمایا۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

34/480۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح گدی تک ایک ہی دفعہ فرمایا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

35/481۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ سر کے اگلے حصہ سے آپ نے گدی یعنی گردن کے ابتدائی حصہ تک مسح فرمایا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

36/482۔ عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنی ریش مبارک اور سر کے پچھلے حصہ کا مسح فرمایا۔ (اس کی روایت ابن السکن نے کی ہے)

وضوء میں گردن کا مسح کرنا قیامت میں طوق سے حفاظت کا سبب ہے

37/483۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن طوق سے امن کا

سبب ہوگا۔ (اس کی روایت دیلمی نے فردوس میں کی ہے)

38/484۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔ (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے)

39/485۔ موسیٰ بن طلحۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جو شخص سر کے ساتھ سر کے پچھلے حصہ کا مسح کرے تو اس کو قیامت کے روز طوق سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (اس کی روایت ابوعبید نے موقوفاً کی ہے) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ موقف مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ اس میں قیاس کی گنجائش نہیں۔

وضوء میں کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کی جائے

40/486۔ طلحۃ بن مصرف رضی اللہ عنہ والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کلی علیحدہ پانی سے اور ناک علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

41/487۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اعضاء وضوء کو تین تین مرتبہ دھوتے تھے اور کلی اور ناک علیحدہ علیحدہ پانی سے صاف کرتے تھے، پھر دونوں نے فرمایا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے۔ (اس کی روایت ابن السکن نے اپنی صحیح میں کی ہے)

42/488۔ سفیان بن سلمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھوتے اور کلی تین دفعہ اور ناک میں تین دفعہ پانی علیحدہ علیحدہ استعمال فرمایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے۔ (اس کی روایت بغوی نے کی ہے)

43/489۔ کعب بن عمرو یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضوء فرمایا تو کلی تین دفعہ فرمائی اور ناک کو تین دفعہ صاف کیا اور ہر ایک کے لئے نیا پانی لیتے تھے۔ (اس کی روایت طبرانی نے کی ہے)

وضوء میں ہر عضو کو ایک بار دھونا فرض ہے

44/490۔ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں اعضاء وضوء کو ایک ایک مرتبہ دھویا، اس کی روایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔

وضوء میں ہر عضو کو دو بار دھونا نورٌ علیٰ نور ہے

45/491۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

وضوء میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا سارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

46/492۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا وضوء ہے۔ (یعنی یہ سب حضرات تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھوتے تھے) (اس کی روایت رزین نے کی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دوسروں نے اس حدیث کی سند کو حسن لکھا ہے)

47/493۔ ثابت بن ابی صفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار اعضاء وضوء کو دھویا ہے؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے ملی ہے) (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

اعضاء وضوء کو ایک ایک بار، دو دو بار، اور تین تین بار دھونا

48/494۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اعضاء وضوء کو ایک ایک مرتبہ دھویا تو ایک ایک مرتبہ اعضاء کا دھونا وضوء میں ضروری ہے، اور جس نے دو دو مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا تو اس کو دو حصہ اجر ملے گا اور جس نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضوء ہے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

49/495۔ اور دار قطنی، بیہقی، ابن حبان، ابن ماجہ، امام احمد اور طبرانی ان سب کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک ایک مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ اس طرح وضوء کئے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتے اور آپ نے دو دو مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ یہ وضوء اس شخص کا ہے جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا اور آپ نے تین تین مرتبہ اعضاء وضوء کو دھویا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا وضوء ہے، ترمذی نے کہا ہے کہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ایک ایک مرتبہ اعضاء وضوء کا دھونا کافی ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے اور اس سے افضل تین مرتبہ دھونا ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں۔ (یعنی تین مرتبہ سے زائد دھونا اسراف اور لغو ہے)

طہارت اور دعا میں حد سے بڑھنا کیا ہے؟

50/496۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے لڑکے کو کہتے سنا کہ الٰہی میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب کے قصر ابیض (یعنی سفید محل) کی درخواست کرتا ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اے لڑکے! اللہ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ مانگ، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریب میں اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

ف: طہارت میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور پانی زیادہ خرچ کرے اور دھونے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ حدِ وسواس کو پہنچے اور دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ بے ادبی کرے اور مطلب کے مانگنے میں قیدیں لگائے یا ایسی چیز کا سوال کرے جو امکان اور عادت سے باہر ہو۔ 12

51/497۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ وضوء کا ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے، لہٰذا پانی کے وسوسوں سے بچو، کیوں کہ یہ وسوسے اسی شیطان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنے کی تاکید

52/498۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سے ہوا اور وہ وضوء کررہے تھے، آپ نے فرمایا: اے سعد (رضی اللہ عنہ) یہ کیا اسراف ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا وضوء میں بھی اسراف ہوتا

ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ہاں اگر چہ کہ تم نہر جاری پر بھی کیوں نہ ہو۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے)

وضوء میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کو دوزخ کا عذاب ہے

53/499۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی جانب واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چشمہ پر پہنچے تو عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے جلدی جلدی وضوء کرلیا، اور ہم نے پہنچ کر دیکھا کہ ان کی ایڑیاں نمایاں طور پر خشک نظر آرہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ لوگو وضوء پورا پورا کرو۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وضوء کس طرح کامل ہوتا ہے؟

54/500۔ لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے وضوء سے متعلق فرمایئے؟ ارشاد ہوا کہ وضوء کامل کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو

بحالت روزہ ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کی جائے

اور ناک کو اچھی طرح صاف کیا کرو مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو تو ناک میں پانی پہنچانے میں زیادتی نہ کرو۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارمی نے انگلیوں کے خلال تک روایت کی ہے)

انگلیوں میں خلال کی تاکید

55/501۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضوء کیا کرو تو دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں

خلال کرو۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہےاورابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

پیر کی انگلیوں میں چھوٹی انگلی سے خلال کیا جائے

56/502۔مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضوءفرماتے تو چھوٹی انگلی سے پیروں کی انگلیوں میں خلال فرماتے۔(اس کی روایت ترمذی،ابوداؤداورابن ماجہ نے کی ہے)

چلو بھر پانی سے داڑھی کے نیچے پانی پہنچا کر خلال کیا جائے

57/503۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوءفرماتے تو چلو بھر پانی ہاتھ میں لے کر تھوڑی کے نیچے داخل فرماتے تھےاوراس سے اپنی ریش مبارک کا خلال فرماتے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے رب نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

58/504۔عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہےانہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے۔(اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

چہرے کو کس طرح دھویا جائے؟

59/505۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضوءفرماتے تو دونوں رخساروں کو خفیف سا رگڑتے ، پھر داڑھی کے نیچے انگلیوں کے ذریعہ خلال فرماتے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وضوء کے وقت اس کو حرکت دی جائے

60/506۔ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہےانہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے وضوءفرماتے تو انگلی کی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔(اس کی روایت دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

61/507۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی

ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے تمام کاموں میں بقدر امکان داہنے جانب سے شروع کرنے کو پسند فرماتے خواہ وہ وضوء (کے وقت یا) کنگھی کرتے وقت، یا جوتا پہنتے وقت۔ (بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے)

وضوء کرنے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کریں

62/508۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کپڑے پہنو اور جب وضوء کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

63/509۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا تو عمامہ کو سر سے ہٹایا اور سر کے اگلے حصہ پر مسح فرمایا۔ (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اگلے حصہ کا مسح ایک ہی مرتبہ فرماتے تھے

64/510۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ مقام قطریہ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے تو آپ نے مسح فرماتے وقت عمامہ میں ہاتھ داخل فرما کر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

65/511۔ اور حاکم نے ابو معقل سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

سر کے مسح میں علامہ شمنی کی وضاحت

علامہ شمنی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے ناصیہ اور مقدم راس، سر کے چاروں جانب میں سر کا ایک جانب ہے اگر سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ناکافی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اسی پر اکتفاء نہ فرماتے اور اگر اس سے کم پر مسح

ہوتا تو آپ چوتھائی سے کم پر بھی مسح فرماتے اور تعلیم جواز کے لئے کم از کم عمر میں ایک مرتبہ ضرور ایسا فرماتے۔

66/512۔ امام زُہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ وضوء کرتے وقت سر کے اگلے حصہ پر مسح کرتے تھے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

67/513۔ مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ملی ہے کہ ان سے عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا عمامہ پر مسح صحیح نہیں کیوں کہ مسح اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پانی سر کے بالوں تک نہ پہنچ جائے۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے)

68/514۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ وضوء کرتیں تو اوڑھنی ہٹا کر سر کا مسح کرتیں۔ نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا۔ (اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ نہ تو عمامہ پر مسح کیا جائے اور نہ اوڑھنی پر، ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا پھر وہ متروک ومنسوخ ہوگیا اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے جمہور فقہاء کا ہے۔

69/515۔ ابوحیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو وضوء فرماتے دیکھا کہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ان کو پاک کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی لیا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا اور سر کا ایک مرتبہ مسح کیا، پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور وضوء سے بچا ہوا پانی اسی قیام کی حالت میں پی لیا، پھر فرمایا کہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء کس طرح ہوتا تھا۔

(اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سر کا مسح ایک ہی دفعہ فرمایا کرتے تھے

70/516۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ان کے والد علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کرنے کے لئے پانی طلب کیا تو پانی پیش کیا گیا، تو آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر سیدھے ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا صرف ایک دفعہ مسح کیا، پھر سیدھے پیر کو تین دفعہ ٹخنوں سمیت دھویا، پھر اسی طرح بائیں پیر کو بھی تین مرتبہ دھویا پھر کھڑے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرنے کے بعد وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا کرتے تھے

اور مجھ سے فرمایا کہ برتن دے دو تو میں نے برتن دے دیا جس میں وضوء کا بقیہ پانی تھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اس پانی کو پی لیا، اس پر میں نے تعجب کیا، جب میرے تعجب کو دیکھا تو فرمایا کہ تعجب مت کرو، میں نے تمہارے ابا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضوء فرماتے تھے اور وضوء سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیتے۔ اس کی روایت نسائی، طحاوی اور ابن جریر نے کی ہے اور ابن جریر نے اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی روایت کی ہے)۔

71/517۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مسند میں علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء فرمایا تو

دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک کو پانی سے صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو (کہنیوں سمیت) تین مرتبہ دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء ہے۔

72/518۔اور ایک دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے وضوء کے لئے پانی طلب فرمایا اور دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین مرتبہ دھویا، تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ پانی سے ناک صاف فرمایا اور تین مرتبہ چہرے کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ کہنیوں سمیت دھویا اور تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا پھر فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء ہے۔

تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی توجیہ اور وضاحت

عبداللہ بن محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے تین مرتبہ سر کے مسح کرنے کی روایت کی ہے اس کی مراد یہ ہے کہ تین مرتبہ سر کا مسح اس طرح کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنا دست مبارک تالو پر رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے پچھلے حصہ تک لے گئے پھر وہاں سے ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ تک واپس لائے اور اسی کو تین مرتبہ مسح قرار دیا حالانکہ وہ (پورے سر پر) ایک ہی مرتبہ تھا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سر سے الگ نہیں کیا اور نہ تین مرتبہ آپ نے پانی لیا، یہ ایسا ہے جیسے کوئی پانی ہاتھ میں لے پھر اس کو پہونچوں کے کنارے تک کھینچ لے جائے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جارود بن زید، خارجہ بن مصعب اور اسد بن عمر رضی اللہ عنہم سے جو روایت کی ہے اس میں صرف ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے تو جب خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مسح کرنے

کی روایت کی ہے تو ایسی صورت میں تین مرتبہ مسح کرنے کا مفہوم وہی ہوگا جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعتیں تحیۃ الوضوء، وسوسہ کے بغیر ادا کرنے پر سابقہ تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں

73/519۔حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر پہونچوں تک تین مرتبہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر سینکا پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا، اور بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت اسی طرح تین مرتبہ دھویا، پھر آپ نے سر کا مسح کیا پھر سیدھے پیر کو ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھویا، پھر بائیں پیر کو اسی طرح تین دفعہ دھویا، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس وضوء کی طرح وضوء فرماتے دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا اور دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ ان رکعتوں میں کوئی وسوسہ نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (اس کی روایت بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد، دارقطنی، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے کی ہے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چند صحابہ کرام کے روبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ وضوء کو عملاً دکھانا اور اس پر گواہ بنانا

74/520۔ ابو علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن وضوء کے لئے پانی طلب کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کو بلوایا پھر اپنے داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو

تین تین مرتبہ دھویا، پھر تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین مرتبہ ناک میں پانی لیا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح فرمایا پھر اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا اور صاف کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل اسی طرح وضوء فرماتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اب وضوء کرتے دیکھا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح وضوء کیا، پھر دو رکعت (تحیۃ الوضوء) پڑھ لیں تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسے وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے (حاضرین صحابہ میں سے) ایک سے پوچھا کہ: اے فلاں کیا ایسا ہی ہوا ہے نا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ہی ہوا ہے، پھر آپ نے دوسرے سے پوچھا بات ایسی ہی ہے نا؟ تو انہوں نے بھی جواب دیا جی ہاں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چند حضرات کی (اس بات پر) گواہی لے لی، پھر فرمایا اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ تم نے اس معاملہ میں میری تائید کی۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

وہ دو رکعتیں کونسی ہیں جن پر جنت واجب ہوجاتی ہے؟

75/521۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اونٹوں کی چرواہی کیا کرتے تھے۔ جب میری باری آئی تو میں ایک دن شام کے وقت اونٹوں کو واپس لا رہا تھا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے لوگوں سے حدیث بیان فرماتے ہوئے پایا، اور آپ (اس وقت) یہ ارشاد فرما رہے تھے ''ہر وہ مسلمان جو وضوء کرے اور اپنے وضوء کو اچھی طرح کرے پھر کھڑا ہوجائے اور دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں رکعتوں میں اس کا دل اور اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے تو جنت اس پر واجب ہوگی''۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

وہ عمل جس کی وجہ سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے سماعت فرمائی

76/522 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے بلال (رضی اللہ عنہ) تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا ایسا عمل مجھے بتلاؤ کہ جس پر سب سے زیادہ ثواب کی امید قائم کی جاسکے کیوں کہ میں نے تمہارے دونوں جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے جس پر ثواب کی امید سب سے زیادہ کی جاسکتی ہو، بجز اس بات کے کہ جب کبھی رات کے یا دن کے کسی حصہ میں طہارت (یعنی وضوء یا غسل) کرتا ہوں تو اس طہارت سے اللہ تعالیٰ نے میرے حصہ میں جو نمازیں مقدر فرمائی ہیں ان کو ضرور پڑھ لیا کرتا ہوں۔(اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ پڑھنے کی فضیلت

77/523 ۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ (اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کا شمار صدیقین میں ہوگا اور جو دو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اس کو شہداء کے دفتر میں شریک کیا جائے گا اور جو تین مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ فرمائے گا۔(اس کی روایت دیلمی نے کی ہے)

ف: حلبی کا قول ہے کہ اس خصوص میں اس قسم کی کئی روایتیں موجود ہیں جو فضائل اعمال میں قابل قبول ہیں۔

78/524 ۔ان ہی میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضوء کے بعد سورہ اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ کو

پڑھا تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

79/525۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ وضوء فرماتے تو چہرۂ مبارک کو اپنے کپڑے کے ایک کنارہ سے پوچھ لیتے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کے بعد ایک کپڑے سے اپنے اعضاء مبارک کو خشک فرمالیا کرتے تھے

80/526۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک کپڑا تھا جس سے آپ وضوء کے بعد اعضاء مبارک کو خشک فرمالیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضوء کے بعد رومال پیش کیں تو آپ نے اس کو واپس فرمایا اور دست مبارک سے پانی کو پوچھنے لگے، اسی بناء پر شوافع کہتے ہیں کہ وضوء اور غسل کرنے والے کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ رومال وغیرہ سے اعضاء کو پونچھا نہ کرے، لیکن خانیہ میں لکھا ہے کہ احناف کے پاس وضوء کرنے والے اور غسل کرنے والے کے اعضاء کو کپڑے سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اس طرح پونچھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ البتہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے۔ چنانچہ شرح کنز اور زیلعی میں مذکور ہے کہ وضوء کے بعد کپڑے سے پونچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ حضرت عثمان، انس، امام حسن بن علی اور مسروق رضی اللہ عنہم سے پونچھنے کی روایت آئی ہے اور معراج الدرایۃ میں مذکور ہے کہ پونچھنے میں بہت ہی زیادتی نہ کرے بلکہ اس طرح پونچھے کہ اعضاء وضوء پر وضوء کے پانی کے علامات باقی رہیں، پونچھنے کے مستحب ہونے کی صراحت مصنف منیہ نے کی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا رومال واپس فرمادیا وہ خود

کسی عذر کے لئے ہو یا یہ بتلانے کے لئے کہ نہ پونچھنا بھی جائز ہے۔(ماخوذ از مرقات وغیرہ)

ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں

81/527۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضوء فرماتے اور ہم میں سے بعض ایسے تھے کہ جب تک وضوء نہ ٹوٹتا تو ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں ادا کرتے۔(اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ (خواہ وضوء ہو یا نہ ہو) ہر نماز کے لئے تازہ وضوء فرمایا کرتے تھے اور یہ عزیمت پر عمل تھا

82/528۔محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا باوضوء ہوں یا نہ ہوں، ہر دو حالت میں ہر نماز کے لئے وضوء کرنا، اس عمل کو انہوں نے کس سے اختیار کیا ہے؟ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسماء بنت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی اور اسماء رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے جن کو ملائکہ نے غسل دیا تھا حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لئے وضوء کا حکم دیا گیا تھا خواہ وضوء سے ہوں یا بے وضوء ہوں، اور جب ہر نماز کے لئے وضوء کرنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گذرا تو آپ کو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ سے اس طرح کی پابندی وضوء کے بارے میں دور کردی گئی مگر یہ کہ بے وضوء ہونے کی صورت میں تو (وضوء ضروری ہے) عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خیال تھا کہ (وضوء اور بے وضوء ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لئے وضوء کرنے کی) ان میں قوت موجود ہے، اس بناء پر وہ مرتے دم تک اس پر عمل کرتے رہے۔(اس کی روایت امام احمد بن حنبل نے کی ہے)

ف: ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا خواہ وضوء ہو یا نہ ہو عزیمت ہے، اور ایک ہی وضوء سے کئی نمازوں کا ادا کرنا رخصت ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وضوء اور بے وضوء ہر دو حالتوں میں ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا عزیمت پر عمل تھا۔

وضوء پر وضوء کرنے کی فضیلت

83/529۔ ابو غطیف ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اس کے بعد وہ اپنے گھر اپنی نشست گاہ کو واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا، جب عصر کی اذاں دی گئی تو آپ نے وضوء کے لئے پانی منگوایا اور وضوء فرمایا، پھر آپ گھر سے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، اور جب مغرب کی اذاں ہوئی تو آپ نے وضوء کے لئے پانی طلب کیا اور وضوء کیا تو اس پر میں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) ہر نماز کے لئے وضوء کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میرا ہر نماز کے لئے وضوء کرنا سنت نہیں ہے اور مجھے چاہئے تھا کہ صبح کی نماز کے وضوء سے اگر درمیان میں وضوء نہ ٹوٹے تو باقی تمام نمازیں پڑھ لوں، ایسا نہیں ہے میرا ہر نماز کے لئے وضوء کرنا سنت ہے، اس لئے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی وضوء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں تو اے بھتیجے! اسی ثواب کے لئے میرا یہ عمل ہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

84/530۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی اور مسواک رکھی جاتی، جب آپ رات میں بیدار ہوتے تو ضرورت سے فارغ ہوتے اور مسواک کیا کرتے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

(11) باب الغُسل

(یہ باب ہے غسل کے بیان میں)

و قول اللہ عزوجل وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوا ۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے (سورہ مائدہ پ 6 ع 2 میں) اگر تم حالت جنابت میں ہو تو اچھی طرح غسل کر کے پاک وصاف ہو جاؤ و قولہ وَلا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطَّھَّرُوْنَ (یَطْھرن میں طا اور ھا کو تشدید سے پڑھا یا جائے) اور قول باری تعالیٰ ہے (سورہ بقرہ، پ 2 ع 28 میں) ان کے غسل کرنے تک تم ان سے مجامعت نہ کرو، وقولہ ''اَوْ لامَسْتُمُ النِّسَاء'' اور قول باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء پ 5 ع 5 میں) یا تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو۔

غسل کب فرض ہوتا ہے؟

1/531 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار شاخوں (یعنی دو ہاتھ اور دونوں پاؤں میں) بیٹھ جائے پھر کوشش کرے یعنی جماع کرے تو اس پر غسل واجب ہوگا اگر چہ منی نہ نکلے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)۔

ف: چار شاخوں سے مراد عورتوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ بوقت جماع ذکر سر داخل ہو جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے، خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔

2/532 ۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی سے پانی واجب ہوتا ہے، (یعنی غسل انزال منی سے واجب ہوتا ہے بغیر انزال منی کے جماع کرنے سے غسل لازم نہیں آتا) اس کی روایت مسلم نے کی ہے) امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

3/533۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے کہ منی سے غسل کا وجوب احتلام میں ہے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔یعنی خواب میں جماع کرتے ہوئے دیکھے تو بلا انزال غسل واجب نہیں لہذا یہ حکم احتلام کے ساتھ مخصوص ہوگا)۔

4/534۔اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ خروج منی سے غسل واجب ہوتا ہے اور اگر انزال نہ ہو، اور جماع کرے تو غسل واجب نہیں، (یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا، پھر اس کی ممانعت کر دی گئی ہے) اس لئے اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو بھی غسل واجب ہے۔(اس کی روایت ترمذی، ابو داؤد، دارمی اور امام احمد نے کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے)۔

احتلام یاد ہو مگر کپڑے پر منی نظر نہ آئے تو غسل واجب نہیں

5/535۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ام سلیم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت مثلِ مرد جماع کا خواب دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ منی نظر آئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرما کر منہ ڈھانک لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا عورت کو بھی احتلام ہوا کرتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے، تعجب ہے تم پر (اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا) اگر عورت کو منی نہ ہوتی تو بچہ کس طرح اس کے مشابہ ہوتا (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

6/536 ۔اور مسلم نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد تو ان دونوں میں جس کی منی غالب ہو یا سبقت کر جائے، بچہ اسی کے مشابہ ہوا کرتا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے مگر احتلام یاد نہ ہو تو غسل واجب ہے

7/537 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نیند سے بیدار ہو کر جسم یا کپڑے پر تری دیکھے اور اس کو احتلام یاد نہ ہو، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ غسل کرلے اور ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کو احتلام یاد ہو اور تری نہ پائے آپ نے ارشاد فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اگر عورت کو ایسا اتفاق پیش آئے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں غسل واجب ہے کیونکہ عورتیں (پیدائش اور طبائع میں) مردوں کے مانند ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابو داؤد نے کی ہے البتہ دارمی اور ابن ماجہ نے صرف (**لا غسل علیہ**) تک روایت کی ہے، خطابی کا بیان ہے کہ اس حدیث میں قیاس کا اثبات اور ایک نظیر کو دوسرے نظیر کے حکم سے الحاق کا ثبوت ملتا ہے)۔

مرد اور عورت کے ختانین کے مل جانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگر چیکہ انزال نہ ہو

8/538 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کا ختان (ذکر کا سر) عورت کے ختان (فرج کے ابتدائی) حصہ میں سے گزر جائے (اگر چہ کہ انزال نہ

ہو) تو غسل واجب ہوگا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا۔ (اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

منی کے کود کر نکل جانے سے غسل لازم ہو جاتا ہے

9/539۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب منی تم سے کود کر نکلے تو غسل کرلیا کرو (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

10/540۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ جب منی کود کر نکلے تو غسل کرلیا کرو اور جب کود کر نہ نکلے تو غسل نہ کرو۔

مذی نظر آئے تو شرمگاہ کو دھولیں اور وضوء کرلیں

11/541۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں مجھ سے مذی اکثر نکلا کرتی تھی تو آپ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم مذی دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھولیا کرو، اور نماز کے لئے جس طرح وضوء کرتے ہو، ویسا ہی وضوء کیا کرو، اور جب تم سے منی کود کر نکلے تو غسل کیا کرو۔ (اس کی روایت نسائی نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)

12/542۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ مکہ معظّمہ فتح ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جماع کے بعد) انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل نہیں فرماتے تھے، لیکن فتح مکہ معظّمہ کے بعد آپ نے خود بھی غسل فرمایا اور لوگوں کو بھی غسل کا حکم دیا (اور غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہوگیا) (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں کی ہے)

13/543۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بروایت والد اپنے

دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی سائل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غسل تو صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: جب مرد کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ سے مل جائے اور حشفہ (یعنی ذکر کا سر) غائب ہو جائے تو یہ غسل کو واجب کر دیتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو (اس کی روایت طبرانی نے معجم وسط میں کی ہے اور امام ابو محمد عبداللہ بن وہب نے اپنی مسند میں اسی طرح روایت کی ہے)

کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنبی کے لئے فرض ہے

14/544 ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا جنب کے لئے فرض ہے دارقطنی، بیہقی اور حاکم نے اس کی روایت کی ہے، دارقطنی اور حاکم کا بیان ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ہر دو کے راوی ضعیف ہیں، لیکن علامہ عینی نے امام تقی الدین سے (اس حدیث کے ضعف کی تحقیق میں) نقل کیا ہے کہ امام موصوف کا بیان ہے کہ حدیث مذکور کی روایت بلا واسطہ برکتہ راوی کے طریقہ کے علاوہ اور دیگر طریقوں سے کی گئی ہے جس کو امام ابو برکتہ خطیب نے دارقطنی کی سند سے بیان کیا ہے اور جس کی سند یہ ہے)

15/545 ۔ (حدثنا علی بن محمد بن مہراں، حدثنا سلیمان المہدی، حدثنا حماد بن سلمۃ، حدثنا سفیان الثوری عن خالد عن ابن سیرین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

اگر جنب بوقت غسل کلی اور ناک میں پانی لینے کو بھول جائے تو وہ نماز کا اعادہ کرلے

16/546 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول گیا، کیا وہ (نماز کا) اعادہ کرلے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں اگر وہ جنب ہو تو نماز لوٹائے، اس لئے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے)

17/547۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا بھول جاؤ اور تم حالت جنابت میں ہو تو اپنی نماز کو لوٹا لو۔ (اس کی روایت عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے)

ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لئے غسل میں بالوں کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہے

18/548۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بال کے نیچے جنابت ہوا کرتی ہے اس لئے تم بالوں کو (اس طرح) دھویا کرو کہ (بالوں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے) اور بدن کو (اس طرح) پاک وصاف کرلیا کرو کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہنے پائے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناک میں بھی بال ہوا کرتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک میں پانی لینا بھی فرض ہے اور اہل لغت کا بیان ہے کہ بشرہ میں بدن کا تمام ظاہری حصہ داخل ہے اس طرح اس حدیث سے غسل جنابت میں کلی کرنے کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ منہ ظاہر بدن میں داخل ہے۔

غسل جنابت میں بال برابر جگہ بھی دھونے سے رہ جائے تو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا

19/549۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی کہ اس کو نہ دھویا ہو تو اس کو دوزخ میں قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن ہو گیا، میں اسی وجہ

سے اپنے سر کا دشمن ہوگیا، اس جملہ کو تین بار فرمایا (یعنی غسل میں سر کے بالوں کے نیچے تک پانی نہ پہنچنے کی وعید سن کر میں نے اپنے سر کے بالوں سے دشمن جیسا معاملہ کیا، جس طرح ایک دشمن دوسرے دشمن کو مار ڈالتا ہے، اسی طرح میں نے اپنے سر کے بال مونڈھ دیئے) (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور سکوت اختیار کیا ہے اور ابوداؤد کا سکوت صحت کی علامت ہے اور تلخیص حبیر میں مذکور ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہے اور تمام سر کا منڈوانا مستحب ہے

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سر منڈوایا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تینوں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سر میں بال رکھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل رخصت اور اجازت پر محمول ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ تمام سر کا منڈوانا مستحب اور تمام سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہوگا لیکن اس بحث سے حج کا مسئلہ خارج ہوگا، وجہ یہ ہے کہ احکام حج سے فراغت کے بعد سر کا منڈوانا سنت ہے۔

غسل جنابت کا مسنون طریقہ

20/550۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کیا کرتے تھے تو (یوں) شروع فرماتے کہ دونوں ہاتھوں کو (پہونچوں تک) دھولیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے، اور پھر ایسا وضوء فرماتے جیسا کہ نماز کے لئے کیا جاتا ہے، پھر پانی لے کر پانی کو اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور جب یقین ہوجاتا کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ چکا ہے تو تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پیروں کو دھولیتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد طیالسی نے بھی اس کی روایت اسی طرح کر کے یہ

اضافہ کیا ہے کہ جب فارغ ہوجاتے تو دونوں پیروں کو دھولیتے تھے)۔

21/551 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں سے شروع فرماتے یعنی ہاتھوں کو پہنچوں تک دھولیتے ، پھر جسم کے ان حصوں کو دھوتے جہاں عموماً میل جمع ہوا کرتا ہے (یعنی اطراف شرم گاہ چڈا اور بغل اور ران پر) پانی بہاتے اور جب اچھی طرح دھولیتے تو دیوار پر ہاتھوں کو رگڑتے پھر وضوء فرماتے اور اپنے سر پر پانی بہاتے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

22/552 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے نشانات بتلادوں جہاں آپ غسل جنابت کے وقت دیوار پر رگڑتے تھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

عورتوں کے لئے حیض ونفاس کے غسل میں خوشبودار کپڑے کا استعمال مستحب ہے

23/553 ۔ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ حیض کا غسل کس طرح کیا کرے؟ تو آپ نے اس کو غسل کس طرح کیا جائے تفصیل وار بتلایا پھر فرمایا کہ مشک میں یا کسی اور خوشبو میں بسایا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرنی چاہئے ، (دوسری حدیث میں مـمسّـکـہ کے لفظ سے جس کے معنی ’’مشک میں بسا ہوا کپڑا‘‘ کے ہیں اسی کی تائید ہوتی ہے) اس عورت نے پوچھا کہ میں کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پاکی حاصل کرو، پھر اس نے پوچھا کہ میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں آپ نے فرمایا: سبحان اللہ اس سے پاکی حاصل

کرو۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس خوشبودار کپڑے کو خون کے اثرات اور نشانات کے مقام پر مل لینا چاہئے)۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں استنباط احکام کے بیان میں کہا ہے کہ اس حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ حیض و نفاس سے فارغ ہوکر غسل کرنے والی عورت کے لئے مستحب ہے کہ اس کے بدن میں جن جگھوں کو خون لگا تھا ان پر خوشبو لگائے اور محاملی نے کہا کہ خوشبو لگانے سے جلد حمل قرار پاتا ہے اور بہت جلد بدبو دور ہوتی ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ خوشبودار کپڑا کب استعمال کیا جائے، بعضوں نے کہا کہ غسل حیض یا نفاس کے بعد استعمال کیا جائے اور دوسروں نے کہا ہے کہ غسل کے پیشتر استعمال کیا جائے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ایسے کپڑے سے خوشبودار کرے جس کو مشک یا کسی اور خوشبو میں بسایا گیا ہو، اور غسل کے بعد اس خوشبودار کپڑے کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے اور نفاس والی عورت کے لئے بھی یہی مستحب ہے۔

غسل جنابت میں اگر پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو عورتیں اپنی چوٹیاں نہ کھولیں

24/554۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنے سر کے بالوں کی چوٹیوں کو خوب مضبوط گوندھتی ہوں کیا غسل جنابت کے وقت ان کو کھول دیا کروں تو فرمایا: نہیں، تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ سر پر تین چلو پانی اس طرح ڈالو کہ (پانی بالوں کی جڑوں تک اچھی طرح پہنچ جائے) پھر باقی بدن پر پانی بہا کر (اس طرح) پاک ہوجایا کرو (کہ جسم میں بال برابر جگہ بھی خشک رہنے نہ پائے)۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: عورتوں کے سر کے بال اگر گوندھے ہوئے ہوں اور وہ بوقت غسل اپنے سر کے بالوں پر اس طرح پانی ڈالیں کہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر ہوچکی ہوں تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے بالوں کو نہ کھولیں، اگر یہ معلوم ہے کہ بالوں کو کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں گی تو پھر بالوں کا کھولنا ضروری ہے، بخلاف مردوں کے کہ وہ بوقت غسل اپنے سر کے بال ضرور کھول لیا کریں۔

25/555۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب عورت غسل جنابت کرے تو وہ اپنے سر کے بال نہ کھولے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی بہائے اور جڑوں کو تر کرے (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

26/556۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آ گئی ہو اور اس کے سر کی چوٹیاں گوندھی ہوئی ہوں تو کیا وہ اسے کھول دے؟ عطاء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ وہ سر پر اچھی طرح پانی ڈالے کہ جس سے اس کے سر کے بالوں کی جڑیں خوب بھیگ جائیں۔ (اس کی روایت دارمی نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء میں ایک سیر اور غسل میں چار سیر سے پانچ سیر تک پانی استعمال فرمایا کرتے تھے

27/557۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (یعنی ایک سیر مقدار) پانی سے وضوء اور ایک صاع (یعنی چار سیر) سے لے کر پانچ مد (یعنی پانچ سیر پانی سے) غسل فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

وضوء اور غسل میں کس قدر پانی استعمال کیا جائے اس بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور توضیح

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سیر مقدار

پانی سے وضوء اور 4 سیر سے لے کر 5 سیر مقدار پانی سے غسل فرمایا کرتے، اس کے بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں بحوالہ حلیہ یہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ وضوء اور غسل میں پانی کی مقدار کے متعلق بہت سے علماء نے مسلمانوں کا یہ اجماع نقل کیا ہے کہ وضوء اور غسل میں پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے البتہ ظاہر الروایۃ میں وضوء میں کم سے کم پانی کی مقدار ایک سیر اور غسل میں 4 سیر سے لے کر 5 سیر جو بیان کی گئی ہے وہ بخاری اور مسلم کی اسی زیر بحث حدیث کی بناء پر ہے۔ لیکن یہ ایسی مقدار نہیں کہ جس کی پابندی لازمی ہے بلکہ یہ وضوء اور غسل کی کم سے کم مسنون مقدار ہے، چنانچہ بحر میں لکھا ہے کہ جس کسی کا وضوء یا غسل اس سے کم مقدار پانی سے پورا ہوجاتا ہے تو اس مقدار سے کم سے اس کا وضوء یا غسل جائز ہے اور اگر یہ مقدار اس کے لئے کافی نہیں تو اس مقدار سے زیادہ پانی استعمال کرسکتا ہے کیونکہ انسانوں کی طبیعتیں اور احوال مختلف ہوا کرتے ہیں۔ بدائع اور امداد اور دیگر کتابوں میں یہی توضیح مذکور ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف نہیں ہونا چاہئے جہاں تک ہوسکے پانی کافی احتیاط سے استعمال کیا کریں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے استعمال میں اسی احتیاط کو عملاً کر کے دکھایا ہے۔ (یہ پورا مضمون ردالمحتار شامی سے لیا گیا ہے)

28/558۔ موسیٰ الجُہَنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑا برتن لایا گیا، میں نے اس کے متعلق اندازہ کیا کہ اس میں آٹھ رطل (یعنی 4 سیر) کی گنجائش تھی، پھر کہا کہ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن بھر پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

29/559۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضوء میں دو رطل (یعنی ایک سیر) پانی کافی ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

30/560۔ معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ام المومنین عائشہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جو ہمارے درمیان میں رکھا جاتا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی لینے میں جلدی فرماتے تھے تو میں کہتی تھی کہ میرے لئے چھوڑ یئے، میرے لئے چھوڑ یئے، ام المومنین فرماتی ہیں کہ دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے تھے جس کے لئے غسل کرتے تھے۔(اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

31/561۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضوء نہیں فرمایا کرتے تھے (پہلے کئے ہوئے وضوء پر اکتفا فرماتے تھے)۔(اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)

32/562۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت میں سر مبارک کو خطمی سے (جو ایک قسم کی خوشبودار بوٹی ہے) دھولیا کرتے تھے اور آپ اسی پر اکتفا فرماتے اور اس پر پانی نہ ڈالتے (یعنی خطمی کے نکالنے کے لئے جس پانی کو سر پر ڈالتے اسی پر کفایت فرماتے اور نہاتے وقت سر دھونے کے لئے مزید پانی استعمال نہیں فرماتے)۔(اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

غسل کے وقت پردہ کرنا چاہئے

33/563۔یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ میدان میں (برہنہ) غسل کررہا ہے تو آپ منبر پر چڑھے اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیحد حیا والے ہیں اور بہت پردہ پوش ہیں، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرے تو پردے میں کیا کرے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

34/564۔اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہایت پردہ پوش ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کرنا چاہے تو کسی

چیز سے پردہ کر لے۔

غسل جنابت میں ناخن برابر بھی دھونے سے رہ جائے تو غسل نہ ہوگا

35/565۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد دیکھا کہ ناخن برابر جگہ چھوٹ گئی ہے کہ جہاں پانی نہیں پہنچا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما اگر تم اس جگہ پر غسل کے وقت بھیگا ہوا ہاتھ جس سے پانی ٹپکتا ہوا ہو پھیر لیتے تو کافی تھا اور غسل ہو جاتا، چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لئے اس جگہ کا دھو لینا اور نماز لوٹانا ضروری ہے۔(اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

پیشاب سے احتیاط نہ کرنے پر عذاب قبر ہوا کرتا ہے

36/566۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب لگ جانے سے متعلق سوال کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تم کو کچھ پیشاب لگ جائے تو اس کو دھوڈالو، اس لئے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوا کرتا ہے(اس کی روایت بزار نے کی ہے)اور تلخیص میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے اور وہ حدیث کہ جس کی سند میں ایوب بن جابر ہیں جس میں کپڑے کو پیشاب لگ جانے پر ایک دفعہ دھونے کا ذکر ہے ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

نجاست حقیقی اور حکمی سے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

ف: ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑے کو پیشاب لگ جانے سے ایک دفعہ دھو لینا چاہئے اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے موافق ہے۔اور انہوں نے کہا ہے کہ کپڑا ایک دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پانی پاک کرنے والا ہے، جب پانی ایک

دفعہ استعمال کرلیا جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا، جس طرح بدن بھی نجاست حکمیہ سے ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے لیکن ہمارے علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ کپڑا اتنا دھویا جائے کہ گمان غالب اس کے پاک ہونے کا ہو جائے اور گمان غالب کے حصول کی مقدار تین دفعہ دھونا بتلایا ہے، وجہ یہ ہے کہ بار بار دھونے سے نجاست خارج ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ نیند سے بیدار ہونے والے کے متعلق جو حدیث وارد ہوئی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحت ہے کہ آپ نے نجاست موہومہ کے بارے میں تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو دھونے کا حکم فرمایا، لہٰذا اگر حقیقی نجاست ہو تو تین دفعہ دھونے کا حکم بطور اولیٰ ہوگا اور ہمارے مذہب حنفی کے ظاہر الروایۃ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ہر دفعہ نچوڑنا ضروری ہے، اس لئے کہ نچوڑنے سے ہی نجاست خارج ہو جاتی ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جب تم نے تین دفعہ دھولیا اور تیسری دفعہ دھو کر نچوڑ لیا تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (ماخوذ از مرقات و مستخلص)

(12)باب مخالطة الجنب و ما يباح له

(باب، جنب کے ساتھ اختلاط کے بیان میں اوران چیزوں کے بیان میں جواس کے لئے مباح یعنی جائز ہیں)

ف: اختلاط سے بیٹھنا، کلام کرنا مصافحہ کرنا اور اسی قسم کے معاملات مراد ہیں، اور مباح سے مراد کھانا، پینا اور نیند وغیرہ ہیں۔

وقول الله عزوجل لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ واقعہ، پ 27 ع 3 میں) اس قرآن کو طہارت والے ہی ہاتھ لگاتے ہیں۔

جنبی کے ساتھ مصافحہ اور بات چیت کی جاسکتی ہے

1/567۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی اور میں اس وقت جنبی تھا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑلیا اور میں آپ کے ساتھ ہولیا یہاں تک کہ ایک مقام پر بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل گیا اور اپنے مقام پر پہنچا اور غسل کر کے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں تھے؟ تو میں نے آپ سے اپنے غسل کرنے کا حال بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے سبحان اللہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومن تو ناپاک ہوتا ہی نہیں (یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے بھی اسی طرح معناً روایت کی ہے۔ البتہ مسلم میں یہ زائد ہے کہ آپ سے میری ملاقات ایسی حالت میں ہوئی تھی کہ میں جنبی تھا تو مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ آپ کے پاس بلا غسل بیٹھوں۔

2/568۔(اور بخاری کی دوسری روایت بھی اسی طرح کی ہے)

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جنابت نجاست حکمی ہے جس کا حکم شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور غسل اس پر واجب کیا ہے، اس لئے جنابت کی وجہ سے حقیقتاً مسلمان اور مومن نجس نہیں ہوجاتا اور اسی لئے جنبی کا پسینہ اور جھوٹا، اور اس سے مصافحہ اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ جائز ہے۔ (لمعات)

3/569 ۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت فرماتے، پھر آپ غسل جنابت کرنے سے قبل گرمی حاصل کرنے کی خاطر مجھ سے چمٹ جایا کرتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا بدن پاک ہے) (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے اور مصابیح کے الفاظ سے شرح السنۃ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے)

رات میں غسل جنابت کی ضرورت پر طہارت اور وضو کے بعد سونے کی اجازت

4/570 ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو رات میں غسل جنابت کی ضرورت درپیش ہوجاتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرلیا کرو، اور اپنے عضو مخصوص کو دھو کر سوجایا کرو۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

جماع کے بعد پانی چھوئے بغیر بھی سوسکتے ہیں

5/571 ۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی سے جماع کرتے پھر سوجایا کرتے تھے اور پانی چھوتے نہ تھے اور اگر آخر شب میں بیدار ہوتے تو پھر جماع کرتے اور غسل فرماتے (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے اور بیہقی اور نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے)

6/572۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد سے واپس ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو جتنی نمازیں منظور ہوتیں ان کو ادا فرماتے پھر اپنے بستر اور اپنی بیوی کی جانب مائل ہو جاتے تھے اور اگر حاجت (یعنی جماع کرنا ہوتا تو اس سے فارغ ہو جاتے) پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سو جاتے تھے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ، ابن جریر، عبدالرزاق اور سعید ابن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

7/573۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہو جاتے تھے پھر سو جاتے، پھر بیدار ہوتے اور پھر سو جاتے (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

بحالت جُنب کچھ کھانا ہو تو کیا کیا جائے؟

8/574۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے اور آپ کھانے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

9/575۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ نماز کے وضو کی طرح سونے سے قبل وضو فرما لیا کرتے تھے اور جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں پہونچوں تک ہاتھوں کو دھو لیا کرتے اور کلی کرتے پھر تناول فرماتے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے)

10/576۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں

سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ وضو فرمالیا کرتے تھے اور جب آپ کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھولیا کرتے، پھر کھاتے یا پیتے تھے (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

11/577 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو آپ پہونچوں تک دونوں ہاتھوں کو دھولیا کرتے تھے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

12/578 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کھانے یا پینے کا ارادہ فرماتے تو آپ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھولیا کرتے اور کلی فرماتے پھر پیتے یا کھاتے (اس کی روایت عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے کی ہے)

جنبی کو کھانے پینے اور سونے سے قبل وضو کر لینا مستحب ہے

حضرات احناف نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جنبی کے لئے اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ حالت جنابت میں بغیر وضو کے کھائے اور پیئے یا سو جائے، البتہ جنبی کے لئے مستحب ہے کہ وہ وضو کر لے، جس نے وضو کر لیا تو اچھا کیا اور جس نے وضو نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

13/579 ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرتا ہو تو وہ ہر دو جماع کے درمیان وضو کرے۔(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

14/580 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے تھے پھر دوبارہ جماع کرتے اور وضونہیں فرماتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

15/581۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں سے مجامعت کے بعد ایک ہی غسل پر اکتفا فرماتے تھے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے) اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اور ترمذی نے کہا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اہل علم میں بہت سے حضرات نے ایسا ہی کہا ہے جن میں حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ جماع کے بعد وضو کئے بغیر دوبارہ جماع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

16/582۔ ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی بیبیوں میں ہر ایک کے ساتھ جماع فرمائے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس غسل فرماتے جاتے تھے۔

ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آپ آخر میں ایک ہی غسل پر اکتفانہیں فرماتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ الگ الگ غسل کرنا زائد صفائی زائد بہتر اور زائد پاکی ہے۔ (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے)

دو دفعہ جماع کے درمیان غسل یا وضو کر لینا افضل ہے

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان وضو نہ کرنا اور غسل نہ کرنا جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ دو دفعہ جماع کرنے کے درمیان میں غسل یا وضو کر لیا جائے۔

17/583۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں (خواہ جنبی ہوں یا بے وضو) اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا

کرتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

جنبی کا قرآن پڑھنا ممنوع ہے البتہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبان سے قرآن پڑھ سکتے ہیں

18/584 ۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو (بغیر وضو کئے) ہم کو قرآن پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے (اس سے معلوم ہوا کہ بے وضو زبان سے قرآن کا پڑھنا جائز ہے، ہاں بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے) اور آپ کو قرآن پڑھنے میں جنابت کے سوا کوئی اور چیز مانع نہیں ہوتی تھی (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے)

حائضہ کے لئے قرآن کی تلاوت جائز نہیں

19/585 ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت اور جنبی قرآن کو تھوڑا یا بہت کچھ بھی نہ پڑھے ۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: حائضہ اور جنبی کے لئے قرآن کی آیت یا جز آیت کا (تلاوت کی نیت سے) پڑھنا نا جائز ہے کیوں کہ حدیث میں ''شَیْئًا'' کا لفظ آیا ہے البتہ معلّمہ بحالت حیض قرآن کو ایک ایک کلمہ کر کے پڑھا سکتی ہے جو اس حدیث کے حکم میں داخل نہیں ہے، البتہ یا دعا کی نیت سے اگر قرآن کی کوئی آیت یا جز آیت پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ بھی اس حدیث کے حکم میں شامل نہیں ہوگا ۔

مطلق ذکر کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

20/586 ۔ مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

پیشاب کرر ہے تھے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے وضو فرما لینے تک سلام کا جواب نہیں دیا، اس کے بعد آپ نے ان سے عذر بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے بغیر وضو کے ذکر الٰہی پسند نہیں کیا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے حتّٰی تَوَضَّاء (یعنی آپ نے وضو کیا) تک روایت کی ہے اور اپنی سند میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مہاجر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کے بعد سلام کا جواب دیا۔

ف: ہمارے علماء فرماتے ہیں ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق ذکر کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور وضو نہ کرنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے۔

پانی کی موجودگی میں عذر کے بغیر کن صورتوں میں تیمّم جائز ہے

21/587۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہولیا، جب وہ حاجت کے لئے نکلے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حاجت سے فراغت حاصل کرلی، اس دن جتنی حدیثیں آپ نے بیان فرمائیں اس میں سے ایک حدیث یہ تھی، آپ نے فرمایا کہ ایک شخص گلی میں گزرا تو یکایک اس کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں ہوگئی کہ آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوکر نکلے تھے اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جب وہ شخص (جانے لگا) اور قریب تھا کہ وہ گلی میں نگاہ سے دور ہوجائے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مارکر اپنے چہرے پر پھیرا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مارکر دونوں کہنیوں تک پھیرا اس کے بعد آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کو سلام کے جواب دینے میں صرف یہی چیز مانع تھی کہ میں وضو سے نہ تھا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ تیمّم شرائط تیمّم کے پائے جانے کے بغیر ہر ایسی چیز کے لئے جائز ہے جس کے لئے وضو مشروط نہیں ہے

اگرچیکہ پانی موجود ہے اور پانی کے استعمال کے لئے کوئی عذر نہیں ہے لیکن ایسی چیز جس کے لئے وضو شرط ہے تو تیمّم شرائط تیمّم پائے جانے کے بغیر جائز نہیں ہوگا۔ مثلاً قرآن پڑھنے کے لئے تیمّم کرنا کہ اس کے لئے وضو مشروط نہیں ہے تو قرآن پڑھنے کے لئے شرائط تیمّم پائے جانے کے بغیر تیمّم کرسکتا ہے لیکن جنبی ہے یا قرآن کو ہاتھ لگانا مقصود ہے تو ان صورتوں میں تیمّم ایسی حالت میں جائز ہوگا کہ تیمّم کے شرائط پائے جاتے ہوں ورنہ پانی کی موجودگی میں جنبی کے لئے غسل اور مس قرآن کے لئے وضو کرنا ضروری ہوگا۔

عورت کے وضو یا غسل کے بعد بچے ہوئے پانی کو مرد کا وضو یا غسل کے لئے استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے

22/588۔ حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد آدمی کو عورت کے غسل یا وضو کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے)

اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی نے ''اَوْ قال بسورھا'' یعنی لفظ فضل کے بجائے لفظ سؤر کی روایت کی ہے (جس کے معنی یہ ہیں کہ عورت کے پینے کے بعد بچے ہوئے پانی سے یا عورت کے نہانے یا وضو کرنے کے بعد باقی ماندہ پانی سے مرد وضو یا غسل نہ کرے)

ف: اس حدیث میں عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کی ممانعت ثابت ہورہی ہے اور اس کے بعد والی حدیث جس کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور جس کو شرح السنۃ میں آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس سے بظاہر عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کا جواز معلوم ہوتا ہے تو یہ بات واضح رہے کہ اس حدیث میں جو ممانعت مذکور ہے وہ تنزیہی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بعد میں آنے والی حدیث میں جو اجازت وارد ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

23/589 ۔حمید حمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے ملا جو چار سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حاضر رہے، ان صحابی نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، البتہ مسدد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ چلو سے پانی استعمال کریں۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

24/590 ۔اور امام احمد نے اس حدیث کی ابتداء میں یہ بڑھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے کسی کو روزانہ کنگھی کرنے یا غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے، اس کی روایت ابن ماجہ نے عبداللہ بن سرجس سے کی ہے اور ہمارے علماء نے کہا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

25/591 ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بی بی (رضی اللہ عنہا) نے ایک لگن سے غسل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنبی تھی تو آپ نے فرمایا کہ پانی جنبی نہیں ہوتا (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارمی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

26/592 ۔اور شرح السنۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

27/593 ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اپنی بیبیوں کے ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے۔ (اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے اور امام محمد نے کہا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن سے وضو اور غسل کرے خواہ ابتداء عورت

کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے ہو، اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)

ف: اس حدیث میں ''کَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ یَتَوَضَّئُوْنَ جَمِیْعًا'' (مرد اور عورتیں ایک ساتھ مل کر وضو کیا کرتے تھے) جو مذکور ہے اس زمانے کا عمل ہے جبکہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور جب پردے کے احکام نازل ہو چکے تو یہ عمل شوہر اور بی بی کے ساتھ مختص ہو گیا۔ (التعلیق الممجد، فتح الباری)

قرآن شریف کو باوضو ہاتھ لگانا چاہئے

28/594۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اس خط میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو عامل بنا کر بھیجتے وقت دیا تھا اس میں لکھا تھا کہ قرآن شریف کو باوضو ہاتھ لگایا جائے۔ (اس کی روایت امام مالک اور دارقطنی نے کی ہے اور مستدرک میں حاکم نے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق ہے اگرچہ کہ انہوں نے اس کی روایت نہیں کی ہے)

حائضہ اور جنبی مسجد میں داخل ہو کر نہ تو بیٹھ سکتے ہیں اور نہ گزر سکتے ہیں

29/595۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کے دروازے مسجد کے رخ سے دوسری جانب پھیر دو، اس لئے کہ میں حیض والی عورت اور جنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں قرار دیتا۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

ف: یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے جس کے راوی مجاہد رضی اللہ عنہ ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ اور جنبی مسجد میں داخل ہو کر نہ تو بیٹھ سکتے ہیں اور نہ مسجد سے گزر سکتے ہیں۔ مسجد میں سے گزر جانا یا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنا دونوں برابر ہیں، اس وجہ سے کہ دخولِ

مسجد کی ممانعت جنابت یا حیض کی وجہ سے ہے اور گذرنے والا اسی حالت میں گذر رہا ہے تو اس حالت کے باقی رہتے ہوئے مسجد میں سے گذر جانا یقیناً بیٹھنے کے مساوی ہوگا، اسی وجہ سے احناف کے پاس حائضہ اور جنبی دونوں کے لئے مسجد میں بیٹھنا اور گذر جانا دونوں باتیں ناجائز ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حائضہ اور جنبی مسجد میں بیٹھ نہیں سکتے مگر گذر سکتے ہیں، اور اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ'' میں **عابری سبیل** کے معنی گذرنے والے کے مراد لئے ہیں، حالانکہ **عابری سبیل** کے معنی مسافر کے ہیں، چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مسافر ہی منقول ہے اور ''**عابری سبیل**'' سے مسافر مراد لینے کی دلیل کی یہ حدیث بھی ہے جس سے جنبی اور حائضہ کو مرور مسجد کی اجازت ثابت نہیں ہو رہی ہے۔

30/596۔ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جنبی اور حائضہ مسجد میں سے نہ گذریں، آیت کریمہ ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ'' (مسجد میں سے گذرنے والے کے لئے نہیں ہے بلکہ) مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو (پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمّم کر کے نماز پڑھتا ہے۔ (اس کی روایت عبد بن حمید نے کی ہے)

ف: آیت ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ''، کا ترجمہ یہ ہے (اسی طرح نہانے کی حاجت ہو تو نماز کے پاس نہ جانا، یہاں تک کہ غسل کرلو، ہاں سفر کی حالت میں راستہ جارہے ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو)۔

جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں فرشتے داخل نہیں ہوا کرتے

31/597۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہوں۔ (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

ف(1): اس حدیث میں فرشتوں سے رحمت اور برکت لانے والے فرشتے اور وہ فرشتے

مراد ہیں جوذکر سننے کے لئے اترتے ہیں کہ یہ فرشتے ان صورتوں میں گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

ف (2): جنبی سے وہ جنبی مراد ہیں جن کو غسل نہ کرنے کی عادت ہوا کرتی ہے اور وہ جنبی بھی مراد ہے جو غسل کرنے میں اتنی دیر کردے کہ نماز کا وقت گذر جائے۔

وہ تین آدمی کون ہیں جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے

32/598۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے رحمت کے فرشتے قریب نہیں ہوتے، ایک کافر (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دوسرے وہ شخص جو ایسی خوشبو استعمال کرے جو عورتوں کے لئے مختص ہے) کیونکہ اس سے عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے) اور تیسرے ملائکہ اس جنبی کے پاس بھی نہیں آتے جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے یا کم سے کم وضو۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

(13)باب احکامِ المیاہِ

(یہ باب ہے پانی کے احکام کے بیان میں)

و قول اللہ تعالیٰ ''وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ'' اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ اعراف، پ 9 ع 19 میں) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرام کرتے ہیں ان پرناپاک چیزیں۔

ف: اس میں دلیل ہے کہ سوائے مچھلی کے، دریا کے اور جانور حرام ہیں، کیونکہ وہ خبیث ہیں۔12

و قولہ ''وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ا طَهُوۡرًا'' اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ فرقان پ 19 ع 5 میں) اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک وصاف کرنے والی چیز ہے۔وقولہ وَیُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِهٖ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ انفال، پ 9 ع 2 میں) اوراللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برساتے ہیں، تاکہ اس پانی سے تم کو حدث اصغرواکبر سے پاک کردے۔وقولہ:۔اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَةٌ بِقَدَرِهَا اورارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۂ رعد، پ 13 ع 2 میں) اوراللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھرنالے بھرکراپنی مقدار کے موافق چلنے لگے (یعنی چھوٹے نالے میں تھوڑااور بڑے نالے میں زیادہ پانی)۔

ٹھیرے ہوئے پانی میں جو قلیل ہو پیشاب کرنا ممنوع ہے

1/599۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

ف: پانی سے مراد یہاں قلیل پانی ہے، اگر پانی کثیر ہوتو جاری کا حکم رکھتا ہے اور وہ پیشاب وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا اور اس میں نہانا بھی جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر پانی کثیر بھی ہوتو نجس نہیں ہوتا لیکن اس میں پیشاب کرنا ٹھیک نہیں، شائد دیکھا دیکھی اور لوگ بھی پیشاب کرنے لگیں، اور یہ رواج پا جائے اور رفتہ رفتہ پانی تغیر ہو جائے الغرض قلیل پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی اور کثیر پانی میں پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

ٹھیرے ہوئے قلیل پانی میں غسل جنابت نہیں کیا جاسکتا

2/600۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہ ہو پیشاب کرکے اس سے غسل وغیرہ نہ کرے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

3/601۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھیرے ہوئے قلیل پانی میں غسل نہ کرے، لوگوں نے کہا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے کہا کہ ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر غسل کرنا چاہئے۔

ف: ٹھیرے ہوئے پانی میں جنابت کے غسل کی ممانعت کے متعلق قاضی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں غسل کی ممانعت کو حالت جنابت کے ساتھ مشروط قرار دیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پانی جو غسل جنابت میں استعمال کیا جائے جب کہ وہ ٹھیرا ہوا ہوتو وہ اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا اگر یہ بات نہ ہوتی تو ممانعت سے کوئی فائدہ مقصود نہ ہوتا۔

اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی طاہر نہ رہا بلکہ ناپاک ہوگیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پانی پاک رہا، لیکن پاک کرنے والا نہ رہا اور یہی قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (مرقات)

استعمال شدہ پانی پاک ہوتا ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہوتا

4/602۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے دونوں حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر وضو کا مستعملہ پانی مجھ پر ڈال دیا تو مجھے ہوش آ گیا۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

5/603۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے آپ کے لئے وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعملہ پانی لے کر اپنے اپنے بدن پر مل رہے تھے۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

6/604۔ مسور بن مخرمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو کے مستعملہ پانی پر باہم لڑ پڑنے کے قریب ہو جاتے۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے) سعایۃ میں لکھا ہے کہ یہ اور اسی قسم کی احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ مستعملہ پانی پاک ہوتا ہے ورنہ اس کو تبرک سمجھنے اور جسم پر ملنے اور اس طرح استعمال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی، مذہب حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے۔

کنویں میں آدمی (یا آدمی کے برابر کوئی چیز) گر کر مر جائے تو کنویں کو پاک کرنے کے لئے پورا کنواں خالی کرنا ضروری ہے

7/605۔ ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمزم کے چشمہ میں ایک حبشی گر کر مر گیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حکم دیا کہ اس آدمی کو نکالا جائے، چنانچہ وہ نکالا گیا پھر آپ نے زم زم کے پورے پانی کو نکالنے کا حکم دیا، راوی کہتے ہیں

کہ رکن (یعنی حجر اسود) کی جانب ایک جھرہ تھا جس سے پانی اس چشمہ میں چلا آرہا تھا اور بند نہ ہوتا تھا آپ نے حکم دیا تو اس جھرہ کے منہ کو سفید باریک کپڑوں اور ریشمی چادروں سے بند کیا گیا یہاں تک کہ پورا پانی کھینچ لئے اور جب سب پانی کھینچ چکے تو جھرہ کھل گیا۔ (اس کی روایت دار قطنی نے بطریق مرسل کی ہے، علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسناد کو صحیح بتلایا ہے اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے اسی طرح کی روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی سند صحیح ہے)

8/606۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زم زم کی باؤلی میں گر کر مر گیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حکم پر اس کا پانی خالی کیا جانے لگا، جب پانی نہیں رکنے لگا تو دیکھا گیا کہ ایک جھرہ حجر اسود کی طرف سے جاری ہے جس سے پانی چلا آرہا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تمام پانی کے کھینچ لئے جانے کے بعد فرمایا کہ بس کافی ہے (کیوں کہ پورا پانی تقریباً خالی ہو چکا تھا) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے)

بلی یا بلی کے برابر کوئی چیز کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں کی پاکی کے لئے چالیس یا پچاس ڈول پانی نکالا جائے

9/607۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پرندہ، بلی اور ان دونوں کی طرح کوئی جانور جب کنویں میں گر جائے تو ان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس (40) ڈول پانی کھینچا جائے۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام ابن ہمام نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)

مردار چیز نکالنے کے بعد پانی کھینچا جائے؟

10/608۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کنویں میں چوپایا

بلی گر کر مر جائے تو ان کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس ڈول پانی نکالا جائے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

مردار چیز نکالنے کے بعد پانی کھینچا جائے؟

11/609۔ حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرغی کنویں میں گر کر مر جائے تو اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ اس میں سے چالیس یا پچاس ڈول پانی کھینچ کر نکالا جائے۔ پھر اس کنویں کے پانی سے وضو کریں۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

چوہا یا چوہے کے برابر کوئی جانور کنویں میں گر کر مر جائے تو بیس یا تیس ڈول پانی نکالا جائے

12/610۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے چوہے کے بارے میں کہا کہ جب وہ کنویں میں گر کر مر جائے اور اسی وقت نکالا جائے تو کنویں سے بیس یا تیس ڈول پانی خارج کیا جائے۔(امام ابن ہمام اور زیلعی نے بتلایا ہے کہ امام طحاوی نے شرح الآثار کی سند کے سوا دوسرے چند اسناد سے اس کی روایت کی ہے)

13/611۔ اور ابو علی حافظ سمرقندی نے اس قسم کی ایک حدیث اپنے سند مرفوع سے روایت کی ہے۔

جب کنویں میں کوئی جانور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا گرے اور مر کر پھول جائے تو پورا کنواں خالی کیا جانا ضروری ہے

14/612۔ معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے کہا جب کنویں میں جانور مر جائے تو ہم اس کنویں سے کچھ پانی نکالتے تھے اور اگر مر کر اس میں

پھول جاتا تو پورا کنواں خالی کیا جاتا۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

آب کثیر کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی

15/613۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک تالاب پر آیا جس میں ایک گدھا مرا پڑا تھا، ہم اس کے پانی کو استعمال کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی تو ہم اس کا پانی پیئے اور پلائے اور ساتھ لے لئے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

16/614۔ اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تالاب سے وضو فرماتے یا پانی پیتے جس میں کتے کا گوشت اور مردار چیزیں ڈالی جاتی تھیں، جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ کثیر پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔

آبِ قلیل اور آبِ کثیر کی مقدار کیا ہے

ف (1): علماء نے پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نجاست سے ملنے پر پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے تین اوصاف میں سے کوئی ایک وصف بدل نہ جائے، لیکن حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ قلیل پانی نجاست سے ملنے پر ناپاک ہوجاتا ہے، خواہ اس کا کوئی بھی وصف نہ بدلے

لیکن آبِ قلیل کے تعین کے بارے میں ان کا اختلاف ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے آب قلیل کا تعین دو قلہ سے کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول جس کی صراحت ہدایۃ میں ہے یہ ہے کہ ایسا تالاب کہ جس کے ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب پانی متحرک نہ ہو، ایسے تالاب کے کسی ایک جانب میں اگر نجاست گر جائے تو اس کی دوسری جانب سے وضو کرنا جائز ہے اور بعضوں

نے عوام کی سہولت کے خیال سے مقدار کا اندازہ دہ در دہ کپڑے ناپنے کے گز سے کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

بڑا تالاب کس صورت میں آب جاری کے حکم میں داخل ہوگا

ف(2): ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نقایہ میں بیان کیا ہے واضح رہے کہ ہمارے علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ بڑے تالاب کا حکم آبِ جاری کا ہے اختلاف اس میں ہے کہ بڑا تالاب کس طرح معلوم کیا جائے کہ جس کا حکم آب جاری کا ہے متقدمین نے کہا ہے کہ ایک جانب حرکت دینے سے پانی کو دوسری جانب حرکت نہ ہو، اس طرح کہ حرکت دیتے وقت پانی نہ تو بلند ہو جائے اور نہ چست یہ امر وضاحت طلب ہے کہ حرکت سے کونسی حرکت مراد ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ غسل کی حرکت مراد ہے اس لئے کہ غسل کے وقت حوض کی زائد ضرورت پیش آتی ہے، چنانچہ ایک روایت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح منقول ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سے حرکت دینے کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی میں لوگوں کے لئے آسانی ہے، البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وضو کرتے وقت کی حرکت کا لحاظ ہوگا اور یہ درمیانی صورت ہے، اور یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں مروی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر الروایۃ میں یہ مروی ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کیا جائے گا اس طرح کہ وضو کرنے والے کو غالب گمان پیدا ہو جائے کہ وضو کے وقت پانی کو حرکت دینے میں ناپاکی دوسری جانب تک پہنچ گئی ہے تو اس سے وضو نہ کرے اور اگر یہ گمان غالب پیدا نہ ہو تو وضو کرے۔ غایۃ میں مذکور ہے کہ یہی قول صحیح ترین ہے اور ابو عصمہ نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کا تعین دہ در دہ سے کیا کرتے تھے پھر انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی جانب رجوع کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اس بارے میں کوئی مقدار معین نہیں کرتا۔

احناف کے پاس دہ دردہ مقدار پانی آب جاری اور آب کثیر کے حکم میں داخل ہے

البتہ دہ دردہ سے مقدار مقرر کرنے کا تعین ابن مبارک اور علماء بلخ اور متاخرین میں سے ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، امام ابواللیث نے کہا ہے کہ دہ دردہ پر فتوی ہے اور صاحب ہدایہ بھی اسی کے قائل ہیں اور جس طرح احناف کے پاس پانی کی مقدار آب جاری کے حکم میں داخل ہونے کے لئے دہ دردہ مقرر ہے۔

شوافع کے پاس قلتین مقدار پانی آب جاری کے حکم میں داخل ہے

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قلتین کی حدیث کی بناء پر قلتین کے مقدار پانی کو آب جاری کے حکم میں داخل کیا ہے۔

حدیث قلتین کی تحقیق

جواباً ہم کہتے ہیں کہ قلتین کی حدیث کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جس میں حافظ ابن عبدالبر، قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور ابوبکر بن العربی مالکی ہیں اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس حدیث کو خود امام غزالی اور امام رویانی رحمہم اللہ نے ترک کر دیا ہے باوجود یہ کہ یہ دونوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شدید اتباع کرنے والے تھے، اسی طرح علی بن المدینی جو امام بخاری کے استاد ہیں انہوں نے کہا کہ قلتین کی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی ہے۔

قلتین مقدار پانی آب جاری کے حکم میں داخل ہوتا تو چاہ زم زم کو ایک حبشی کے گر کر مر جانے کی وجہ سے خالی نہ کیا جاتا

مزید برآں یہ کہ جب چاہ زم زم میں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا اس وقت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم دونوں حضرات نے چاہ زم زم کے خالی کرنے

کا حکم دیا تھا، اگر قلتین کی حدیث صحیح ہوتی تو بقیہ صحابہ اور تابعین قلتین کی اس حدیث کی بناء پر ان دونوں صحابیوں سے احتجاج فرماتے کہ قلتین نجس نہیں ہوتا ہے تو زم زم کا کنواں کیوں خالی کیا جارہا ہے؟ ان دونوں حضرات کا حکم رد کردیا جاتا جس طرح وہ حدیث رد کردی گئی جس میں آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے دیگر یہ کہ قلتین کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی ضعیف ٹھیرایا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اور متن میں بھی اضطراب ہے۔

قلتین مقدار پانی کو کس صورت میں آب کثیر کی حد میں قرار دیا جاسکتا ہے

احیاء السنن میں ان احادیث کی وضاحت کے بارے میں جن میں قلتین کا ذکر ہے یہ لکھا ہے کہ جس طرح حوضوں میں پانی پھیلا ہوا ہوتا ہے اس طرح قلتین کے پانی کا پھیلا ہوا ہونا مراد ہے کیونکہ قلتین مقدار کا پانی پھیلا ہوا ہو، اور اس کی گہرائی اس قدر ہو کہ ہاتھ سے پانی اٹھانے میں تہ کی زمین کھل نہ جائے اور اس کا پھیلاؤ اس قدر ہو کہ اس کی ایک جانب کو حرکت دینے سے دوسری جانب متحرک نہ ہوتی ہو تو مذہب میں قلتین کے ایسے پھیلے ہوئے پانی کی مقدار کو آب کثیر کی حد قرار دیا گیا ہے اور فقہاء نے عوام کی سہولت کے لحاظ سے آب کثیر کی مقدار کا تعین دہ در دہ مقدار پانی سے کیا ہے، یہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہے اور ہم نے قلتین مقدار پانی کا اسی طریقہ سے تجربہ کیا تو اس کو بالکل درست پایا، پانی کا حوض کی طرح زمین پر پھیلا ہوا ہونے کی شرط لگانے کا راز یہ ہے کہ نجاست اس صورت میں دب جاتی ہے اور جس جگہ ہاتھ سے پانی لیا جارہا ہے وہاں نجاست موثر نہیں ہونے پاتی، اس کے برخلاف جب پانی کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے تو پانی کے اجزاء میں نجاست کا اثر قوی ہوجاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ قلتین کی احادیث کا تعلق پانی کے پھیلاؤ

سے ہے، پانی کی گہرائی سے نہیں ہے قلتین مقدار کا پانی گہرائی کے لحاظ سے تو کم معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کو حوض کی طرح پھیلا دیا جائے تو وہ کثیر ہوجاتا ہے اگرچیکہ وہ گہرائی میں کم رہے اور اسی طرح آب کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے۔

فقہائے احناف کا دہ دردہ مقدار پانی ہی کو آب جاری کے حد میں داخل کرنے کا مأخذ بھی احادیث ہی ہیں

17/615 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کنویں کے گرد چالیس (40) ہاتھ یعنی اس کے چاروں جانب دس دس ہاتھ تک کوئی دوسرا نہ تو کنواں کھود سکتا ہے اور نہ سنڈاس بنا سکتا ہے۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

18/616 ۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کنواں کھدوائے تو کنویں کے اطراف ہر چہار جانب سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ اسی کے ہیں (کہ اس کے اندر نہ تو کوئی کنواں کھدوا سکتا ہے اور نہ سنڈاس (بیت الخلاء) بنا سکتا ہے) (اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے)

19/617 ۔اور ابن ماجہ اور طبرانی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔

20/618 ۔شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ کنویں کی ہر چار طرف سے دس دس ہاتھ جملہ چالیس ہاتھ ہے کوئی شخص اس حد کے اندر دخل نہ دیوے اور نہ اس حد کے اندر دوسرا کنواں کھود کر اس کے پانی میں تصرف کرے (اس کی روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے)

امام صدرالشریعت نے کہا ہے کہ کنویں کے ہر جانب سے دس دس ہاتھ کا احاطہ

اسی کنویں کا ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی دس ہاتھ کے اندر دوسرا کنواں کھدوانا چاہے تو اس کو روک دیا جائے گا، اس لئے کہ پہلے کنویں کا پانی دوسرے کی جانب کھینچ جائے گا اور پہلے کنویں کا پانی کم ہوجائے گا اور اگر کوئی اس حد کے اندر گڑھا کھدوائے جس میں غلیظ پانی جمع ہوتا ہو تو اس سے بھی روک دیا جائے گا اس لئے کہ پہلے کنویں میں اس کی نجاست سرایت کرجائے گی اور اس کا پانی ناپاک ہوجائے گا، البتہ کسی کو دہ دردہ کے احاطہ کے بعد سے کنواں کھدوانے سے منع نہیں کیا جائے گا، لہٰذا معلوم ہوا کہ شریعت نے ناپاکی کے سرایت نہ کرنے کے متعلق دہ دردہ کا اعتبار کیا ہے، ہاں اگر اس کے بعد بھی نجاست سرایت کرجاتی تو وہاں سے بھی روکا جاتا اور چونکہ ایسا نہیں ہوا ہے اس لئے ثابت ہوگیا کہ دہ دردہ کے بعد نجاست سرایت نہیں کرتی ہے۔اس تمام تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ فقہاء کا دہ دردہ پانی ہی کو آب کثیر کی تعریف میں داخل کرنے کا ماخذ یہی حدیثیں ہیں اور وہ حضرات جنہوں نے قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کیا ہے وہ حضرات

قلتین مقدار والے پانی کو آب کثیر کے حکم میں داخل کرنے کے لئے بئر بضاعۃ سے استدلال کے صحت پر مبنی نہ ہونے کی توضیح

بئر بضاعۃ سے استدلال کرتے ہیں کہ بئر بضاعۃ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جس میں نجاست گرتی تھی اور اس کا پانی لوگ استعمال کرتے تھے تو اس سے ان حضرات نے ثابت کیا ہے کہ قلتین مقدار والا پانی نجاست کا متحمل ہوتا ہے اور آب کثیر کا حکم اس پر صادق آجاتا ہے۔اس کے جواب میں احناف نے یہ وضاحت کی ہے کہ بئر بضاعۃ ایسا کنواں تھا جس کی تہہ میں ایک نہر تھی جس سے مدینہ منورہ کے باغوں کو زمین کے اندر سے ہمیشہ پانی بہا کرتا تھا جس کی وجہ سے نجاست رہنے نہیں پاتی تھی، بئر بضاعۃ بظاہر تو ایک کنواں تھا لیکن حقیقت میں اس نہر کی وجہ سے اس کا پانی نہر جاری کے حکم میں تھا۔

21/619۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہے کہ بئر بضاعۃ نامی کنویں میں ایک نہر تھی جو باغوں کی طرف بہتی رہتی تھی جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا تھا تو اس کا حکم نہر جاری کے پانی کا تھا۔ (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، اور سعایۃ میں لکھا ہے کہ ناقدین کی ایک جماعت نے واقدی کی توثیق کی ہے اور علامہ عینیؒ رحمۃ اللہ علیہ بنایہ میں لکھتے ہیں کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ اہل مدینہ میں سے تھے اور وہاں کے حالات سے خوب واقف تھے، مگر جن حضرات نے ان کی روایت کا انکار کیا ہے، شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ بئر بضاعۃ کا پانی سطح زمین پر نہیں بہتا تھا بلکہ وہ زمین کے اندر سے جاری تھا اور اسی ناواقفیت کی بناء پر ان کی روایت کا انکار کیا گیا ہے۔ 12

جب تک پانی کے رنگ یا مزہ یا بو پر کوئی چیز غالب نہ آجائے پانی نجس نہیں ہوتا

22/620۔ راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی جب تک کہ اس چیز کا اثر اس کے رنگ یا مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور دار قطنی نے بطریق مرسل اس کی روایت کی ہے جس کو ابوحاتم نے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ اور طبرانی سے بھی اوسط اور کبیر میں اسی طرح روایت ہے)

سمندر کا پانی پاک ہے

23/621۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ کشتی میں دریا کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ تھوڑا پانی رہتا ہے اگر اس سے وضو کرلے تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے

(یعنی مری ہوئی مچھلی)۔(اس کی روایت امام مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد نے کی ہے)

ف: اس حدیث کو ''اَلْحِلُّ مَیْتَتُہٗ'' (اس کا مردار حلال ہے) سے حنفیہ کے نزدیک صرف مچھلی مراد ہے کیوں کہ وہ ذبح کے بغیر خود بخود مر جاتی ہے، اس کا شکار کرنا اور اس کو پانی سے نکالنا ہی ذبح کرنا ہے۔12

ایسا جانور جس میں بہتا خون نہ ہو، کسی کھانے یا پانی میں گر کر مر جائے تو وہ کھانا اور پانی ناپاک نہیں ہوتے

24/622۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ) کسی کھانے یا پانی میں کوئی ایسا جانور جس میں بہتا خون نہیں ہوتا گر کر مر جاے ءتو ایسے کھانے کا کھالینا اور اس پانی کو پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔(اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

25/623۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے برتن سے غسل فرمایا جس کے پانی میں آٹے کا اثر تھا لیکن وہ اثر اس قدر غالب نہ تھا کہ پانی کی حالت کو بدل دے۔(اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

نبیذ سے وضو کیا جا سکتا ہے

26/624۔ ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں کی (حاضری کی) رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری چھاگل میں کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نبیذ ہے، آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی بھی پاک کرنے والا ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ، بزاز، طبرانی، دارقطنی اور ابن

عدی نے کی ہے اور امام احمد، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

نبیذ سے جواز وضو ثابت ہونے والی حدیث کی سند پر اعتراض اور اس کے مدلل اور مفصل جواب

ترمذی کہتے ہیں کہ ابوزید راوی مجھول ہیں، ترمذی نے ابوزید راوی کو جو مجھول کہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ابوزید، عمرو ابن حرث کے مولیٰ ہیں ان سے راشد بن کیسان عبسی کوفی اور ابو روخ دونوں حضرات نے روایت کی ہے اور جن سے دو راوی روایت کریں ان کو مجھول نہیں قرار دیا جاسکتا علاوہ ازیں یہ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ ترمذی کا منشاء ابوزید کے مجھول ہونے سے یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نام کے اعتبار سے مجھول ہیں جس سے کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا کیوں کہ ایسے روایوں کی ایک جماعت ہے جن کے اسماء نامعلوم ہیں، اور وہ کنیتوں سے مشہور ہوگئے، امام ابن ہمام اور علامہ عینی نے یہی کہا ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ کا اعتراض کہ صحیح روایت میں مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے

27/625۔ اور صاحب مشکوٰۃ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ علقمہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت یہ آئی ہے اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جنوں کی (حاضری کی) رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

صاحب مشکوٰۃ کے اس اعتراض کا جواب اول

اس اعتراض کا جواب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے کئی طریقوں سے دیا گیا ہے:

ایک (1) جواب تو یہ ہے جس کو امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ روایت جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا، یہ حدیث ابن ابی شیبہ کی حدیث سے متعارض ہے جس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ساتھ موجود تھا۔

28/626 ۔ایک اور روایت جس کو ابو حفص ابن شاہین نے بیان کیا ہے اس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صراحت ہے کہ میں لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔

29/627 ۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ زط کے چند لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ ان جنوں سے جن کو میں نے لیلۃ الجن میں دیکھا تھا زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جہاں ثبوت اور نفی دو قسم کی روایتیں جمع ہو جائیں وہاں ثبوت کی روایت کو مقدم رکھا جاتا ہے، اس لئے یہاں لیلۃ الجن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو مرجح قرار دیا جائے گا۔

صاحبِ مشکوٰۃ کے اعتراض کا جواب دوم

(2) دوسرا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے دیا ہے کہ اثبات و نفی کی روایات کے درمیان مطابقت اس طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ لیلۃ الجن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو تھے مگر اس خاص مقام پر نہیں تھے جہاں جنات نے آپ سے ملاقات کی اور آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی جگہ بیٹھے رہے جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے ایک خط کھینچ کر آپ کو اس کے اندر بٹھا دیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنوں سے ملاقات کر کے واپس آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہے، اور اس کی روایت مسند امام احمد میں موجود

ہے، لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے متعلق لیلۃ الجن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی جو نفی وارد ہے اس نفی کا تعلق اس مقام سے ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات فرمائی، اسی طرح اس خاص مقام پر نہ رہنے سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہمراہی سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اس سے اس رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رہنے یا نہ رہنے کی روایتوں میں اختلاف باقی نہ رہا۔

صاحبِ مشکوٰۃ کے اعتراض کا جواب سوم

(3) اور تیسرا جواب وہ ہے جس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چودہ 14 حضرات سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں موجود تھے اور یہ چیز استدلال کے لئے کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبیذ خرما سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے

30/628۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نبیذ (خرما) سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، ایسا ہی حسن بصری رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی نے بھی کہا ہے

31/629۔ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس کو پانی نہ ملے اس کے لئے نبیذ وضو کے لئے کافی ہے۔ (یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے)

بلی کا شمار درندہ جانوروں میں ہے

32/630۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی درندہ (جانور) ہے۔ (اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

33/631۔ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو ابن ابی

قتادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں ان کے لئے وضو کا پانی ڈالی، پس ایک بلی آ کر اس میں سے پانی پینے لگی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے پینے کے لئے برتن کو اور جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا، کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ لیا جبکہ میں حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی اور کہنے لگے اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے وہ تو تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے۔ (اس کی روایت امام مالک، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور امام محمد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

ف: بلی تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آتی جاتی رہتی ہے، اس کے متعلق علامہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بلی کی بار بار آمد و رفت کو بلی کے ناپاک نہ ہونے کی علت قرار دی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے دراصل وہ ناپاک ہے اور اس کی ناپا کی حاجت اور ضرورت کے تحت (کہ وہ موذی جانور کو مارتی ہے) معاف قرار دی گئی ہے، اس لحاظ سے درندہ کا جھوٹا ناپاک ہوگا اور بلی کا جھوٹا اس کے درندہ ہونے کے باوجود ناپاک نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں ضرورت اور حاجت ہے، احیاء السنن میں یہی مذکور ہے۔ بلی کی حاجت اور ضرورت اس طرح ہے کہ وہ خدمت کرتی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ موذی جانوروں کو مارتی ہے اور ان کی خبر گیری میں ثواب ہوتا ہے، اور اسی ضرورت کے تحت بلیوں کے جھوٹے پانی کو پاک قرار دیا گیا کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے۔ 12

34/632۔ داؤد بن صالح بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ان کی مالکہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہریس دے کر روانہ کیا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہی ہیں، مجھے اشارہ سے فرمایا کہ اسے رکھ دو، اتنے میں ایک

بلی آئی اور اس سے کچھ کھالی اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو اسی جگہ سے تناول فرمایا جہاں سے بلی کھائی تھی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے، وہ تمہارے پاس (خادموں کی طرح) آنے جانے والوں میں سے ہے، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے پانی سے وضو فرماتے دیکھا ہے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)۔

بلی برتن میں منھ ڈال کر پانی پی جائے تو پانی کو گرا کر برتن کو ایک یا دو دفعہ دھولیا جائے

35/633 ۔اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب برتن میں بلی منھ ڈال کر پی لے تو برتن کو ایک دفعہ دھولیا جائے اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

36/634 ۔اور امام طحاوی اور دیگر محدثین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب بلی برتن میں منھ ڈال کر پی لے تو برتن کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ برتن ایک دفعہ یا دو دفعہ دھولیا جائے اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

37/635 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب بلی برتن میں منھ ڈال کر پی لے تو اس کے پانی کو گرادے اور برتن کو ایک دفعہ دھولے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے)

بلی کا گوشت حرام ہے لیکن اس کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے

ف: علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ درندوں کے متعلق دو حکم ہیں، ایک حکم ان کے جھوٹے کے متعلق ہے اور دوسرا حکم ان کے گوشت کے متعلق ہے۔ بلی کے گوشت کے متعلق

یہ حکم ثابت رہا کہ اور دیگر درندوں کی طرح اس کا گوشت بھی حرام ہے، اس لئے کہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر نہیں ہوا، رہا بلی کے جھوٹے کا حکم اور بلی کی خدمت کی وجہ سے اس کی ضرورت کا حکم دو مختلف چیزیں ہیں، جانوروں میں بلی کی حیثیت ایک تو چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں اور دوسرے گوشت خور پرندوں کی طرح ہے، چیر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا نجس ہے اور گوشت خور پرندوں کی حیثیت سے اس کا جھوٹا مکروہ ہے، بلی کی خدمت اور ضرورت کی بناء پر اس کے جھوٹے کی نجاست کا حکم باقی نہ رہا تو ظاہر ہے کہ لازماً اس کی کراہت کا حکم متعین ہوگیا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے کہ بلی کا جھوٹا مکروہ ہے اور سابقہ متعارض حدیثوں کی وجہ سے یہ کراہت بھی تنزیہی ہوگی اور اس کراہت تنزیہی کی وجہ سے اس کے جھوٹے برتن کو ایک بار دھونے کا حکم دیا گیا ہے اور امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جھوٹے کو پاک قرار دیا ہے۔

گدھے کا گوشت حرام ہے

38/636۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کے متعلق رخصت واجازت دی۔ (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)

39/637۔ اور بخاری کی دوسری روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔

گدھے کے جھوٹے کے متعلق تفصیلی بحث

ف: گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے، اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کے گوشت کے حلال ہونے اور حرام ہونے کے متعلق

دلائل میں خود اختلاف ہے اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی گدھے کے ناپاک ہونے اور پاک ہونے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گدھا پاک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکروہ ہے، اس اختلاف نے گدھے کے جھوٹے کے متعلق شک پیدا کر دیا کہ اس کا حکم کیا ہے، اس بارے میں صحیح ترین استدلال جو بحر اور بنایۃ وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ گدھے کے جھوٹے کی ضرورت کے بارے میں تردد اور شک ہے کہ کیا کہا جائے ضرورت اس لئے کہ گدھا گھر کے کنارے میں باندھا جاتا ہے اور گھر کے برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور یہ مسلّم ہے کہ ضرورت اور حاجت اس بات کی داعی ہوتی ہے کہ ناپاک ہونے کا حکم نہ دیا جائے اسی وجہ سے بلی اور چوہے کے جھوٹے کو ناپاک نہیں قرار دیا گیا، مگر گدھے کی ضرورت کم ہے اور بلی اور چوہے کی ضرورت زائد ہے، کیونکہ بلی اور چوہے گھر کے تنگ مقامات میں گھس جایا کرتے ہیں اس لئے ان سے بچنا مشکل ہے اور گدھے سے بچنا آسان ہے، اور اگر بالکلیہ ضرورت نہ ہوتی تو گدھے کے جھوٹے کے متعلق بلا اشکال یہ حکم دیا جاتا کہ وہ نجس ہے جس طرح کتے اور دوسرے درندوں کا حکم ہے، اور اگر گدھے کی ضرورت اس طرح ہوتی جس طرح کہ بلی اور چوہے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو گدھے کے جھوٹے کا حکم بالکل بلا اشکال وہی دیا جاتا جو بلی اور چوہے کا ہے کہ ان کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں ہے، پس جب ایک حیثیت سے ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ وہ گھروں میں باندھا جاتا ہے اور برتنوں سے پانی پی جاتا ہے اور دوسری حیثیت سے ضرورت ثابت نہیں ہوتی ہے یعنی وہ بالکل بلی اور چوہے کی طرح ہر تنگ مقام تک نہیں جایا کرتا تو اس کے لئے دونوں باتیں برابر ہو گئیں، ایک ناپاکی اور دوسرے پاکی، اور یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گئے۔ اس طرح ان دونوں باتوں میں کسی کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا، اس لئے اصل کی جانب لوٹنا ضروری ہوا، اور یہاں اصل دو چیزیں ہیں، ایک تو پانی کہ وہ پاک ہے اور دوسرے گدھوں کا تھوک کہ وہ ناپاک ہے اس لئے کہ اس کا گوشت

حرام ہے، اگر پانی کو دیکھا جائے تو گدھے کے جھوٹے کو پاک کہنا پڑتا ہے اور اس کے تھوک کا لحاظ کیا جائے تو اس کے جھوٹے کو ناپاک کہنا پڑتا ہے اسی لئے گدھے کے جھوٹے کا تصفیہ معرض اشکال میں ہونے کی وجہ سے فقہاء نے گدھے کے جھوٹے کو مشکوک کہا ہے۔

گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرنا چاہئے اور تیمّم بھی

گدھے کے جھوٹے کی دو حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت خود اس کے پاک ہونے کی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے، البتہ دوسری حیثیت جس میں شک ہے وہ یہ کہ کیا وہ پاک کرنے والا بھی ہے یعنی طاہر تو ہے کیا مطہر بھی ہے؟ تو اس کے مطہر ہونے میں شک کی بناء پر پانی ملنے کی ضرورت میں اس کو استعمال نہیں کرنا چاہئے، اگر پانی نہ ملے تو گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کرنا چاہئے اور تیمّم بھی۔ (یہ عبارت سعایہ اور ردالمحتار کا ماحصل ہے)

دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو یا غسل کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس سے کوڑھ پیدا ہوتا ہے

40/638۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایسا پانی جو دھوپ سے گرم ہوا ہو، اس سے غسل مت کیا کرو، اس لئے کہ وہ کوڑھ کو پیدا کرتا ہے۔ (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

ف: صاحب ردالمحتار نے وضو کے مستحبات کے بیان میں امداد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مستحبات وضو سے یہ بھی ہے کہ وضو ایسے پانی سے نہ کیا جائے جو دھوپ پڑنے کی وجہ سے گرم ہو گیا ہے جس کی صراحت حلیہ میں کی گئی ہے، مصنف حلیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا، اسی لئے فتح میں دھوپ زدہ پانی کے مکروہ ہونے کی صراحت کی گئی ہے اور بحر میں بھی یہی مذکور ہے اور معراج الدرایۃ

اور قنیہ میں مذکور ہے کہ وہ پانی جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہو، اس سے وضو کرنا مکروہ ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ممانعت فرمادی تھی جب کہ انہوں نے پانی کو دھوپ میں گرم کیا تھا، یہ فرمایا کہ اے حمیراء (رضی اللہ عنہا) دھوپ سے پانی گرم مت کیا کرو، اس سے برص (یعنی کوڑھ) کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔12

آگ سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے

41/639۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے تانبے کے برتن میں پانی آگ سے گرم کیا جاتا تھا اور آپ اس سے غسل فرماتے تھے۔ (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں)

42/640۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گرم پانی سے وضو فرماتے تھے اور اس سے غسل بھی فرماتے تھے۔ (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

43/641۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آگ سے گرم شدہ پانی سے غسل اور وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (اس کی روایت عبدالرزاق نے سند صحیح سے کی ہے)

(14)باب تطھیر النجا سات

(یہ باب ہے نجاستوں کے پاک کرنے کے بیان میں)

وقول اللہ عزوجل: وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ ہ اورارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے(سورۂ مدثر پ29 ع1 میں)اورآپ اپنے کپڑوں کوخوب اچھی طرح پاک و صاف رکھا کرو۔وقولہ مِنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ہ لا اور(سورۂ مرسلات پ29 ع1 میں)ارشاد باری تعالیٰ ہے(کہ کیا ہم نے تم کو)ایک حقیر پانی سے) نہیں پیدا کیا؟وقولہٗ: وَمِنْ اَصْوَافِھَا وَاَوْبَارِھَا وَاَشْعَارِھَآ اَثَاثاً وَّ مَتَاعاً اِلٰی حِیْنٍ ہ اورسورہ نحل پ 14 ع11 میں(ارشاد باری تعالی ہے کہ(اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے)(جانوروں کے اون اوران کے روؤں اور بالوں سے گھر کا سامان اورفائدے کی چیزیں ایک مدت کے لئے بنائیں۔

کتّا جب برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرادیں اور تین دفعہ دھوڈالیں

1/642۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس چیز کو گرادو،اوراس برتن کو تین دفعہ دھولو(اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے اوردارقطنی نے بھی اسی طرح مرفوعاً روایت کی ہے)

2/643۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو اس برتن کی چیز کو گرادو،اور برتن کو تین دفعہ دھولو(اس کی

روایت دارقطنی نے موقوفاً کی ہے اور نصب الرایہ میں مذکور ہے کہ شیخ تقی الدین رحمہٗ اللہ نے الامام میں کہا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

3/644۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پی جاتا تو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس برتن کی چیز کو گرادیتے اور اس کے بعد برتن کو تین دفعہ دھوڈالتے تھے (اس کی روایت دارقطنی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے)

4/645۔ معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے کتّے کے متعلق دریافت کیا جب کہ وہ برتن میں منہ ڈال کر پی جائے تو امام زہری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ برتن کو تین دفعہ دھولو (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

ناپاک زمین خشک ہونے پر پاک ہوجاتی ہے

5/646۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں شب گذاری کرتا تھا۔ اس زمانے میں بے شادی شدہ نوجوان تھا۔ اس وقت کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آیا جایا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ سے مسجد کو کچھ بھی نہ دھویا جاتا تھا (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی سند کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو ان کے نزدیک صحت کی علامت ہے، اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے ابور ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ زمین جب خشک ہوجائے تو پاک ہوجاتی ہے)

6/647۔ محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زمین کی پاکی اس کا خشک ہوجانا ہے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

7/648۔ اور ابن ابی شیبہ کی ایک دوسری روایت میں امام ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ، سے اسی طرح مروی ہے۔

8/649۔ ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ زمین کا خشک ہو جانا ہی اس کے لئے پاکی ہے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے) اور ابن ابی شیبہ کی روایت بھی اسی طرح ہے اور ابن ابی شیبہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

نجاست سے پاکی حاصل کرنا پانی کے علاوہ ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو

9/650۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتلایئے کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو چٹکیوں سے ملے، پھر اس کو پانی سے دھولے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

10/651۔ اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ، سے روایت کی ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیبیاں اپنے کپڑے سے خون کو تھوک کے ذریعہ مل کر پاک فرمالیا کرتی تھیں۔

ف: اس حدیث کے الفاظ ”ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ“ (یعنی پھر کپڑے کو پانی سے دھولے) اس کے متعلق خطابی نے کہا ہے کہ اس ارشاد میں اس بات کی دلیل ہے کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی ہی معین ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے نجاست پانی سے ہی دور کی جائے اور امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کا۔ یہی مذہب ہے، یہ سب حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز سے حدث دور ہوتا ہے، نجاست سے پاکی اسی چیز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے لیکن امام اعظم

اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ نجاست سے پاکی حاصل کرنا ہر ایسی چیز کے ذریعہ جائز ہے جو بہنے والی اور پاک ہو۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ اس حدیث کو حنفیہ کے خلاف دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیوں کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہورہا ہے کہ کپڑے کی پاکی پانی سے حاصل ہوئی ہے جس کا انکار ناممکن ہے اور اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ کیا پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بھی پاکی حاصل کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث جس میں پانی سے طہارت حاصل کرنے کا ذکر ہے اس میں اس بات کا حصر نہیں ہے کہ پانی کے سوا کسی اور بہنے والی چیز سے پاکی حاصل نہ کی جائے بلکہ اس حدیث میں پانی کے سوا کسی اور چیز سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں سکوت موجود ہے۔ دوسری چیز سے پاکی حاصل کرنے کا نہ تو ثبوت ہے نہ نفی بلکہ ابن ابی شیبہ کی وہ حدیث جو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ام المومنین نے اپنے کپڑے کی طہارت تھوک کے ذریعہ کی ہے اس میں پاک بہنے والی چیز سے طہارت حاصل کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ امام بیہقی اور خطابی نے اپنی دلیل میں جو نجاست کا قیاس حدث پر کیا ہے اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی اسی طرح لازمی ہے جس طرح حدث دور کرنے کے لئے پانی باتفاق لازمی ہے۔ صحیح نہیں ہے کیوں کہ نجاست کا حکم اور حدث کے حکم میں کافی فرق ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیثیں اس بات پر قوی دلیل ہیں کہ بہنے والی پاک چیز سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علاوہ ازیں نجاست کے دور کرنے کے لئے ڈھیلا یا پتھر استعمال کیا جائے اور پانی سے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ایسے شخص کی نماز درست ہے حالانکہ صرف ڈھیلے یا پتھر سے طہارت پر اکتفا کرنے میں نجاست کا اثر باقی رہ جاتا ہے، برخلاف حدث کے کہ اس میں اگر بال برابر جگہ بھی خشک رہ جائے تو حدث دور نہیں ہوتا تو اس طرح یہ نتیجہ نکلا کہ پاکی کے حاصل کرنے میں حدث پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور پانی کے علاوہ ہر پاک بہنے والی

چیز سے پا کی حاصل کی جاسکتی ہے (یہ اوجز المسالک سے اختصار کر کے لکھا گیا ہے اور جو تفصیل کا طالب ہو وہ اوجز المسالک میں دیکھ لے)12

11/652 ۔حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قمیص میں خون دیکھا تو آپ نے خون کی جگہ تھوک کر اس کو مل دیا۔

12/653 ۔اور عمر رضی اللہ عنہ اور میمون بن مہران سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

13/654 ۔اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے جس میں اس کو حیض آیا ہو‘‘ کے باب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو ایک کپڑہ کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا، اس لئے حیض کے ایام میں وہی کپڑا جسم پر رہتا تھا اور جب حیض کا کچھ خون اس میں لگ جاتا تھا تو وہ خون کے دھبہ پر تھوک دیا کرتی تھیں اور اس کو ناخن سے مل لیتی تھیں اور ایک روایت میں (فَمَصَعَتْهُ) کی بجائے (فَقَصَعَتْهُ) ہے جس کے معنی بھی ملنے کے ہیں۔

14/655 ۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ میرا دامن لانبا ہوا کرتا ہے اور میں ناپاک جگہ سے گذرتی ہوں (تو کیا میرا دامن پاک رہے گا) تو اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کپڑے کو اس مقام کے بعد کی جگہ پاک کردیتی ہے (اس کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے) اور دارمی نے کہا ہے کہ وہ سوال کرنے والی عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد تھیں۔

ف: حدیث میں ناپاک جگہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ جگہ سے مراد خشک جگہ ہے اس پر دامن گذر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اگر جگہ تر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہوگا کیوں

کہ اس بات پر اجماع ہے کہ کپڑے کو جب نجاست لگ جائے تو وہ دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے البتہ چمڑے کے موزے کا یہ حکم نہیں ہے اور اس کا حکم بھی آئندہ حدیثوں میں مذکور ہے اور اس حدیث میں زمین کا کپڑے کو پاک کر دینے کا جو ذکر موجود ہے قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائلہ عورت کا دامن خشک زمین پر ہی سے گذرتا تھا (ماخوذ از مرقات) 12

15/656 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روند دے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور ابن ماجہ سے یہ حدیث بامعنی مروی ہے اور حاکم نے بھی مستدرک میں اس کی روایت کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے موافق ہے۔

16/657 ۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو آئے تو دیکھ لے کہ اگر اس کے جوتے میں کوئی گندی چیز یا نجاست موجود ہے تو اس کو رگڑ دے اور ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھ لے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس طرح روایت کی ہے)

17/658 ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے جوتے یا اپنے موزوں سے گندی چیز کو روند دے تو ان دونوں کو پاک کرنے والی مٹی ہے (یعنی مٹی پر رگڑنے سے موزہ پاک ہوجاتا ہے (اس کی روایت طحاوی اور ابن خزیمہ نے کی ہے)

18/659 ۔اور یحییٰ بن وثاب سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص نماز کے لئے نکلا اور اس نے غلاظت کھندل دی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اگر غلاظت تر ہو تو جس چیز کو وہ لگ جائے تو اس کو دھولے اور اگر خشک ہو تو اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی

ہے اوراس حدیث کے روایت کرنے والے صحیح کے راوی ہیں)

ف : اس حدیث میں تر نجاست کو دور کرنے کے لئے دھونا ثابت ہے اور اگر خشک نجاست ہوتو رگڑ دینا کافی ہے بالکل اسی طرح اس حدیث سے پہلے کی حدیثیں گو کہ وہ مطلق ہیں ان سے بھی یہی حکم مراد ہے کہ اگر نجاست تر ہوتو دھولی جائے اور اگر خشک ہوتو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہوجاتی ہے ۔12

19/660 ۔اسود اور ہمام رضی اللہ عنہما نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے خشک منی کو کھرچ لیا کرتی تھی (اس کی روایت مسلم نے اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے)

20/661 ۔ اور علقمہ ، اسود اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی سند سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت ہے اوراس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے ۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے مذہب کے مطابق اس حدیث میں منی کے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اوراس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جو مذکور ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھیں تو اس بارے میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے خشک منی کو جس کا اثر کپڑے میں سرایت نہ کیا ہو، ایسے طریقہ سے مل دیا کرتی تھیں جس سے کپڑا پاک ہوجاتا تھا اوراس طرح رگڑنا بھی کپڑے کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، منی درحقیقت ناپاک ہے ۔اس کی توضیح یہ ہے کہ جوتے یا موزے کو خشک ناپاک چیز لگ جائے تو اس نجاست کو دور کرنے کے بارے میں روایت یوں ہے کہ پانی سے دھونے کے بجائے مٹی پر رگڑنا کافی ہے اور چمڑے کو پاک کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے تو اس طرح ثابت ہوا کہ اس روایت میں بھی کوئی دلیل درحقیقت نجس شئے کے پاک ہونے کی نہیں ہے تو جیسے

چمڑے کے پاک ہونے سے نجاست کو پاک نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں کپڑا جس کو خشک منی لگی ہوئی ہو رگڑنے سے کپڑا تو پاک ہوگیا لیکن کپڑے کے پاک ہونے سے منی کو پاک نہیں قرار دیا جاسکتا۔ 12

21/662۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ لیا کرتی تھی جب وہ خشک ہوتی اور کپڑے کو دھولیا کرتی تھی اگر منی تر ہوتی (اس کی روایت دار قطنی، بیہقی اور طحاوی نے کی ہے اور ابوعوانۃ نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور نیموی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے)

22/663۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں کنویں سے ایک برتن میں پانی ڈال رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمار (رضی اللہ عنہ) کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے اس کپڑے کو دھونا چاہتا ہوں جس میں رینٹھ لگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے عمار (رضی اللہ عنہ) کپڑا تو صرف پانچ چیزوں کے لگ جانے سے دھویا جاتا ہے۔ (1) پاخانہ، (2) پیشاب (3) قے، (4) خون اور (5) منی سے۔ اے عمار (رضی اللہ عنہ) تمہارا رینٹھ اور تمہارے آنکھوں کے آنسو اور یہ پانی جو تمہارے برتن میں ہے یہ سب برابر ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ رینٹھ اور آنسو نجس نہیں ہیں (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

23/664۔ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے متعلق دریافت کیا کہ اگر وہ کپڑے کو لگ جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھولیا کرتی تھی اور آپ اسی کپڑے میں

نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور دھونے (یعنی تری کا نشان آپ کے کپڑے پر رہتا (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

24/665۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس میں جماع کرتے تو وہ جواب دیں کہ ہاں جب اس کپڑے میں نجاست نہیں پاتے تھے (اس کی روایت نسائی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے) ابن الملک اور شیخ عبدالحق رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ منی نجس ہے اور یہی قول امام المذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسی طرح عورت کے شرم گاہ کی تری بھی نجس ہے اس لئے کہ وہ منی سے جو ناپاک ہے ملی ہوئی ہوتی ہے (تعلیق احیاء السنن میں (ایسا ہی مذکور ہے)12

25/666۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (ایک شیر خوار) بچہ لایا گیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اور آپ نے اس پر سے پانی بہادیا اس کی روایت بخاری نسائی اور امام محمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام طحاوی نے یہ صراحت کی ہے کہ پانی بہادینے کا حکم درحقیقت دھودینے کا ہے۔ چنانچہ اگر کسی آدمی کے کپڑے کو غلاظت لگ جائے اور وہ اس پر پانی بہادے یہاں تک کہ پانی اس غلاظت کو دور کردے تو اس کا کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔

26/667۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شیر خوار بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کردیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہادیا (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

27/668۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ آپ کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کردیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پانی خوب بہادو (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے، جس کی اسناد صحیح ہے)

28/669۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطنِ مبارک پر امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صاحبزادے نے پیشاب فرمادیا۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطن مبارک پر پیشاب کی دھاریں بہہ رہی ہیں۔ ابولیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم فوراً جھپٹے کہ ان کو ہٹادیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بچہ کو چھوڑ دو اور میرے بچہ کو مت گھبرادو۔ ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہادیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

29/670۔ سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس بچے کو اپنے قثم نامی بچہ کے ساتھ دودھ پلاؤ گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے لی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو پیار کررہے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ پر پیشاب کردیا تو میں نے ان کو چمٹی توڑی تو صاحبزادے نے رودیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم نے

میرے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر خوب بہادیا (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

30/671۔ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایسے بچے کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جب تک وہ شیرخوار تھا اور کھانا نہ کھاتا ہو اور جب بچہ کھانا کھانے لگ جاتا ہو تو اس کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھولیا کرتی تھیں۔ (خواہ وہ کھانا کھائے یا نہ کھائے)

شیرخوار بچہ اور بچی دونوں کا پیشاب نجس ہے اگر ان کا پیشاب لگ جائے تو پانی سے دھولینا ضروری ہے

ف: شیرخوار بچہ یا بچی اگرچہ کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں دونوں کا پیشاب نجس ہے، بچہ کے پیشاب کے لئے خفیف طور سے دھولینا کافی ہے کیوں کہ بچہ کے پیشاب میں بدبو کم ہوتی ہے اور وہ پتلا ہوا کرتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں بچہ کے پیشاب کے لئے ''نضح'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی خفیف طور سے دھونے کے ہیں۔ التعلیق المجد میں اسی طرح صراحت کی گئی ہے لیکن بچی کے پیشاب کو بدبو کی زیادتی اور گاڑھے پن کی وجہ سے مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے، جیسے اور نجاست کو دھویا جاتا ہے۔ اسی طرح بچی کے پیشاب کے لئے حدیث میں ''غسل'' کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی اہتمام اور مبالغہ سے دھونے کے ہیں (ماخوذ از مرقات اور التعلیق المجد) 12۔

ذبح نہ کئے ہوئے مردہ جانور کا چمڑا بغیر دباغت کے ناپاک ہے

31/672۔ عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان آیا ہے کہ غیر مذبوح مردار جانوروں کا چمڑا بغیر دباغت کے استعمال نہ کریں اور نہ ان کے پٹھوں سے نفع حاصل کیا کریں (اس کی

روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے) اور بیہقی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دباغت سے قبل مردار جانور کے چمڑے سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور سنن ابوداؤد میں یہ صراحت ہے کہ نضر بن شمیل نے کہا ہے کہ چمڑے کو ''اِھَاب'' اس وقت تک کہا جاتا ہے جب تک کہ اس کو دباغت نہ دی گئی ہو اور جب اس کی دباغت ہو جائے تو اس کو ''اھاب'' نہیں کہتے بلکہ اس کو ''شنّ'' اور ''قربۃ'' کہتے ہیں۔

ف: غیر مذبوح مردار جانور کے پٹھے کے پاک ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے لیکن سراج میں فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ ناپاک ہے۔

مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہوجاتا ہے اس لئے قابل استعمال ہے

32/673۔ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی پھر ہم اس نبیذ میں (جو کھجور اور پانی سے تیار ہوتی ہے) اس میں ڈالتے تھے یہاں تک کہ وہ پرانی مشک بن گیا) اس کی روایت بخاری اور ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

33/674۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ پاک ہوجاتا ہے (اس کی روایت مسلم اور امام محمد نے کی ہے اور امام طحاوی سے بھی اسی طرح مروی ہے)

34/675۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جب مردار جانور کے چمڑے کو

دباغت دی جائے اس کے استعمال سے فائدہ اٹھایا جائے (اس کی روایت امام مالک، ابوداؤد اور امام محمد نے کی ہے)

35/676۔ سلمتہ بن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں ایک گھر پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے پانی مانگا۔ گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مشکیزہ مردہ جانور کے چمڑے کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دباغت اس کو پاک کرنے والی ہے (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور امام طحاوی نے کی ہے اور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے)

36/677۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی، طحاوی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

37/678۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات کے مال غنیمت میں مشرکین کے مشکیزے ملا کرتے تو ہم ان کو تقسیم کرلیتے تھے حالانکہ یہ مشکیزے مردار جانوروں کے ہوتے تھے اور ہم ان کے استعمال سے نفع حاصل کرتے تھے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

38/679۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک باندی کو ایک بکری خیرات میں دی تھی اور وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر اس پر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا کہ اس کو دباغت دے کر اس سے نفع حاصل کرتے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مردار ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صرف اس کا گوشت کھانا حرام ہے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے اور طحاوی اور امام محمد سے بھی اسی طرح مروی ہے)

39/680۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا کی ایک بکری مرگئی ۔انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ مرگئی ہے یعنی بکری ،آپ نے ارشاد فرمایا کیوں تم نے اس کے چمڑے کو نہیں لیا۔سودہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہم کیسے ایسی بکری کے چمڑے کو لے سکتے تھے جو مردار ہوگئی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام کی آیت (پ 8 ع 18 میں) یہی فرمایا ہے: قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ'' (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہو کہ کوئی (ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو) کچھ کھالے تو میری طرف جو وحی آئی ہے اس میں تو میں اس پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو کہ یہ چیزیں بے شک ناپاک ہیں) اس لئے اگر تم اس کو (یعنی مری ہوئی بکری کے چمڑے کو) دباغت دے دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے تو کوئی حرج نہیں تھا۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آدمی روانہ کردیا اور کھال کھچوا کر منگالی اور اس کو دباغت دلوا کر اس سے مشکیزہ بنوایا او وہ استعمال میں رہا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا (اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے،اور امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کی ہے)

40/681۔ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چند قریش کے لوگ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو جو گدھے کی طرح پھول گئی تھی کھینچتے ہوئے لے جارہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کاش تم اس کے چمڑے کو لے لئے ہوتے ،ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ مردار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پانی اور کیکر پاک کردیتے ہیں (اور یہ بھی دباغت کی ایک قسم ہے (اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور طحاوی نے کی ہے)

41/682۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردار جانور کے چمڑے کے استعمال سے

جب اسے دباغت دی جائے تو فائدہ اٹھاؤ خواہ دباغت مٹی سے دی گئی ہو یا راکھ سے یا نمک سے یا ایسی کسی چیز سے دباغت دی گئی ہو کہ جس سے چمڑے میں صلاحیت پیدا ہوجائے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)۔

دباغت کی تعریف اور اس کی قسمیں اور اس کے طریقے

ف: چمڑے سے اس کی بدبو اور ناپاک رطوبتوں کے دور کرنے کو دباغت کہتے ہیں، واضح رہے کہ دباغت کی دو قسمیں ہیں (1) حقیقی (2) حُکمی ۔ دباغت حقیقی یہ ہے کہ چمڑے کو دواؤں کے ذریعہ مثلاً نمک، انار کے چھلکے، ماز و اور کیکر یعنی ببول کے پتوں سے پاک کیا جائے اور دباغت حکمی یہ ہے کہ چمڑے کو دھوپ میں اس طرح تپایا جائے یا مٹی اور راکھ میں اس طرح روندا جائے کہ اس کی بدبو اور رطوبت دور ہوجائے۔

دباغت حقیقی سے چمڑا ہمیشہ کے لئے پاک ہوجاتا ہے اور اس کی نجاست پھر عود نہیں کرتی البتہ دباغت حکمی میں اختلاف ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں۔ ایک یہ کہ نجس رطوبت پانی کی تری کی وجہ سے عود کر جائے گی تو چمڑا پھر نجس ہوجاتا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ دباغت حکمی کے بعد چمڑا دوبارہ پانی میں تر ہوجائے اور رطوبت ظاہر ہوجائے تو یہ رطوبت جو ظاہر ہوئی ہے اصلی پہلے کی رطوبت نہیں ہے کیوں کہ چمڑے کی اصلی رطوبت دھوپ یا مٹی یا راکھ سے جاچکی تھی اس وجہ سے چمڑے کو نجس نہیں قرار دیا جاسکتا اور اسی دوسرے قول پر (جس سے چمڑے کا پاک رہنا ثابت ہوتا ہے) فتویٰ ہے (شرح وقایہ، عمدۃ الرعایۃ، غیاث اللغات) البتہ مختارات النوازل میں یہ صراحت ہے کہ دباغت حکمی میں اگر چمڑے کو دباغت سے پہلے پانی سے دھولیا جائے اور پھر دھوپ یا مٹی یا راکھ کے ذریعہ دباغت دی جائے تو چمڑے کی نجاست بالاتفاق عود نہیں کرے گی اور یہ دباغت حکمی دباغت حقیقی کے مثل ہوجائے گی۔ 12

42/683۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہر ایسی چیز جو چمڑے کو خراب ہونے سے روک دے تو یہی اس کے لئے دباغت ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

43/684۔عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردہ جانور کے صرف گوشت کو حرام قرار دیا ہے مگر چمڑا (جس کو دباغت دی گئی ہو) بال اور اون ان سب کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

مردہ جانور کی کون کون چیزیں حلال اور قابل استعمال ہیں

44/685۔عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سورہ انعام پ 8 ع 18 کی اس آیت کو) ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَۃً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّہٗ رِجۡسٌ''

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہو کہ کوئی ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کئے ہو کچھ کھالے تو میری طرف جو وحی آئی ہے اس میں تو میں اس پر تو کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں) واضح رہے کہ مردہ جانور کی ہر چیز حلال ہے مگر اس کو کھانا حرام ہے تو چمڑا، سینگ، بال، اون، دانت اور ہڈی یہ سب حلال ہیں، اس لئے کہ ان چیزوں کو ذبح سے کوئی تعلق نہیں ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

45/686۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھی دانت کی کنگھی سے کنگھی کیا کرتے تھے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

حج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈھوانے کے بعد اپنے مبارک بالوں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ صحابہ کرام میں تقسیم کروایا

46/687۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں جمرات پر کنکریاں پھینکنے سے فارغ ہوئے تو اپنی قربانی کے اونٹ کو ذبح فرمایا اس کے بعد اپنے سر مونڈھنے والے کو سر کی سیدھی جانب دی اس نے اس کو مونڈھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدھے جانب کے بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دئے اس کے بعد بائیں جانب مونڈھنے کے لئے دئے تو مونڈھنے والے نے مونڈھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

آدمی کے بال پاک ہوتے ہیں

صاحب عنایۃ اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں آدمی کے بال کے پاک ہونے پر دلیل ہے۔

47/688۔مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے (اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

درندوں کے چمڑوں کے استعمال کے بارے میں تفصیلی بحث

ف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے ممانعت فرمائی ہے۔ اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ یہ بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہی تحریمی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ درندوں کے چمڑوں کا استعمال دباغت کے قبل جائز نہیں۔ اس لئے کہ وہ نجس ہیں۔ اب رہا یہ کہ دباغت کے بعد کیا کیا جائے؟ اگر درندوں کے چمڑوں پر بال ہوں تو وہ چمڑے بھی نجس ہیں، اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بالوں کو دباغت دینے سے بال پاک نہیں ہوتے کیوں کہ دباغت سے بالوں کی اصلی حالت نہیں بدلتی۔ یا اس حدیث میں جو نہی وارد ہے اس سے نہی تنزیہی مراد ہے اور یہ مسلک امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بال امام اعظم رحمۃ علیہ کے پاس پاک ہیں اور حدیث میں نہی اس لئے آئی ہے کہ درندوں کے چمڑوں کو پہننا اور ان کے چمڑوں پر سوار ہونا سرکش لوگوں اور عجمی

کفار اور عیش پرستوں کا دستور ہے لہذا نیک لوگوں کے لئے ان کا استعمال مناسب نہیں۔ اس لئے مکروہ تنزیہی ہے (میں نے اس مضمون کو مرقات سے اخذ کیا ہے) درندوں کے چمڑوں کے ناپاک نہ ہونے کے متعلق عالمگیر یہ میں وضاحت ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ لومڑیوں کے چمڑوں کی ٹوپی کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور مبسوط میں بھی اسی طرح مذکور ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہر طرح کے درندوں کے پوستیں اور دیگر مردار جانوروں کے دباغت دئے ہوئے چمڑوں اور اسی طرح ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ کہ ان کو دباغت نہ دی گئی ہو اس لئے کہ ان کا ذبح کرنا ہی دباغت دینا ہے۔ چنانچہ محیط میں یہی مذکور ہے۔ نیز تیندوے اور دوسرے درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ ان کو دباغت دی جائے پھر ان سے جانماز یا زین کا چارجامہ بنایا جائے، یہ ملتقط میں مذکور ہے۔12

48/689۔ ابوالملیح بن اسامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد اسامۃ رضی اللہ عنہ، کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے) اور ترمذی اور دارمی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں کو بطور فرش استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

49/690۔ ابوالملیح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت لینے کو مکروہ قرار دیا ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

بغیر ذبح کئے ہوئے مردہ جانوروں کے چمڑوں کی خرید وفروخت دباغت سے پہلے ممنوع ہے

ف: ابوالملیح رضی اللہ عنہ نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کے استعمال کو مکروہ کہا

ہے۔اس بارے میں مظہر نے کہا ہے کہ قیمت کا لینا اس وقت مکروہ ہوگا کہ چمڑے کی دباغت نہ ہوئی ہو،اس لئے کہ قبل دباغت چمڑا نجس رہتا ہے لیکن دباغت کے بعداس کوفروخت کر کے قیمت کا حاصل کرنا مکروہ نہیں ہے اور فتاوائے قاضی خاں میں صراحت ہے کہ مردہ جانوروں کے چمڑوں کا فروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے بشرطیکہ وہ جانور ذبح کئے ہوئے نہ ہوں، یا ان کے چمڑوں کو دباغت نہ ہوئی ہو(یہ مرقات میں مذکور ہے)

درندوں کی کھال دباغت کے بعد زین وغیرہ کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے

50/691۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ درندوں کے چمڑوں کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ ان کی دباغت ہو چکی ہو(1)

51/692۔عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ ان کے پاس تیندوے کی کھال کا زین تھا(2)

52/693۔ یحییٰ بن عتیق رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کو تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا ہے اور محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کو بھی تیندوے کی کھال کی زین پر سوار دیکھا(3)

ان تینوں حدیثوں کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے۔

53/694۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم زمین پر ننگے پیر چل کر آنے سے دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔(اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ راستہ کا کیچڑ عموم بلویٰ کی وجہ سے معاف ہے۔12

عذاب قبر عموماً پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے

54/695۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیشاب (کی چھینٹوں سے) احتیاط کیا کرو، اس لئے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے(اس کی روایت حاکم نے کی ہے) اور حاکم نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کے شروط کے موافق صحیح ہے اور بزار نے اسی طرح روایت کی ہے اور دار قطنی نے بھی اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

55/696۔اور حاکم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہوکر جو عذاب قبر میں مبتلا ہوئے تھے ان صحابی کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ان صحابی کے اعمال کے متعلق دریافت فرمایا تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ان کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پیشاب سے بچا کرو کیوں کہ عموماً عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور تمام محدثین نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

ف: یہ حدیث دراصل حدیث ''عُـرنِیِّینَ'' کے اس جز کی ناسخ ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عرنیہ کو اونٹوں کے پیشاب کے پینے کی اجازت دی تھی اور ''عُرنِیِّین'' کا واقعہ اس طرح پیش آیا تھا۔

اہل عرنیہ کے واقعہ کی تفصیل جس میں مثلہ اور اونٹوں کے پیشاب پینے کا ثبوت ملتا ہے

وادی عرنیہ کے چند لوگ جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ان کو آب وہوا موافق نہ آئی جس سے ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور ان کے پیٹ پھول گئے تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کی جگہ چلے جائیں اوران کا دودھ اور پیشاب پیا کریں، اس طریقہ سے جب ان کو صحت حاصل ہوگئی تو سب کے سب مرتد ہو گئے اور چرواہوں کو قتل کرڈالا اوراونٹوں کو لے کر بھاگ نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تلاش میں ایک جماعت روانہ فرمائی اوراس جماعت نے ان کو گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کردیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے جائیں اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی جائے اوران کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائیں۔

''عُـــرنِیّیـــن'' کی اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہورہی ہیں۔ایک تو مثلہ کرنے کی اجازت اور دوسرے وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ان کے پیشاب کے پاک ہونے اور پینے کا ثبوت

اہل عرنیہ کے واقعہ کے پہلے جز مثلہ کرنے کا حکم بالاتفاق منسوخ ہے

حدیث عُـــرنِیّیـــن کا ایک جز یعنی مثلہ کرنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بالاتفاق منسوخ ہوگیا۔اب رہا دوسرا جز یعنی وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا پینا اوراس کا پاک ہونا تو حدیث

اہل عرنیہ کے واقعہ کے دوسرے جز گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب پینے کا حکم اِسْتَنْزِهُوْ مِنَ الْبُوْلِ والی حدیث سے منسوخ ہے

عُـــرنِیّیـن کا یہ دوسرا جز بھی ان دونوں حدیثوں سے منسوخ ہے ایک تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کی مذکورالصدر حدیث (اِسْتَـنْـزِهُـوْا مِـنَ الْبَوْلِ فَـاِنَّ عَـامَّةَ عَذَابِ الْـقَبْرِ مِنْهُ'' پیشاب سے بچو چونکہ بالعموم عذاب قبراسی سے ہوتا ہے۔اوردوسرے حاکم

کی وہ حدیث جس کی صحت پر سب محدثین متفق ہیں اور جس کے الفاظ یہ ہیں (کَانَ یَرْعِی الْغَنَمَ وَلَایَتَنَزَّہُ مِنْ بَوْلِہٖ فَحِیْنَئِذٍ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِھُوْ امِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ'' وہ صحابی بکریاں چرایا کرتے اور بکریوں کے پیشاب سے نہیں بچتے تھے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیشاب سے بچو کیوں کہ اکثر عذاب قبر پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوا کرتا ہے) تو یہ دونوں حدیثیں حدیث عُرنِیّیْن کے دوسرے جز جو گوشت کھائے جانے والے جانوروں کے پیشاب کے پینے اوران کے پاک سے متعلق ہے ناسخ ہیں

مثلہ کرنا حرام ہے اوران جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ناپاک ہے اس لئے ان کا پیشاب پینا بھی حرام ہے

الغرض ثابت ہوگیا کہ مثلہ کرنا حرام ہے اور وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے اوران کے پیشاب کا پینا بھی حرام ہے (نورالانوار، قمرالاقمار) 12

56/697۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اونٹ، گائے، بیل اور بکریوں کے پیشاب کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ نجس اور حرام شئے میں شِفاء رکھیں

57/698۔ اور طحاوی کی دوسری روایت جو ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوالاحوص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ نجس شئے یا ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے اس میں شفاء رکھیں۔

(15)بابُ المسح علی الخفین

(یہ باب ہے موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں)

قال اللہ عزوجل یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ (لام کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے) اِلَی الْکَعْبَیْنِ'' (سورہ مائدہ پ 6 ع 2 میں) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے (اے ایمان والو، جب تم نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور (موزے پہنے ہوئے ہوں تو) پیروں کا مسح کرو ٹخنوں تک)

موزوں پر مسح قرآن سے ثابت ہے

ف: اَرْجُلِکُمْ، میں دو قرات ہیں ایک اَرْجُلَکُمْ لام کے زبر کے ساتھ اور دوسرے اَرْجُلِکُمْ لام زیر کے ساتھ لام کے زبر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ نہ پہنے ہوں تو وضوء میں پیر دھونے سے متعلق ہے اور لام کے زیر کے ساتھ جو قرأت ہے وہ موزہ پہنے ہوئے ہوں تو وضوء میں پیر کے مسح کرنے سے متعلق ہے۔12

1/699۔مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ فراموش کر گئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ تم بھول گئے ہو میرے رب عزوجل نے مجھے اسی کا حکم دیا ہے (اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے)

2/700۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ مائدہ نازل ہوئی ہے اس وقت سے آپ اللہ تعالیٰ سے ملنے تک وضوء میں موزوں پر مسح فرماتے رہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

3/701۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ وضوء کرادو تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وضوء کا پانی لے آیا، آپ نے وضوء فرمایا اور بجائے پاؤں دھونے کے اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے دونوں پیر نہیں دھوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دونوں پیروں کو موزوں میں ایسی حالت میں ڈالا ہے کہ وہ دونوں پاک تھے (اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے کی ہے)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قسمیہ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ہے

4/702۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (وضوء میں) موزوں پر مسح فرمایا ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے موزوں پر مسح کے منکر کے لئے کفر کا اندیشہ فرمایا ہے

ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، نے کہا کہ میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت تک نہیں ہوا یہاں تک کہ میرے پاس اس مسئلہ میں تشفی بخش وضاحت روز روشن کی طرح حاصل نہ ہوگئی اور اس شخص کے کافر ہوجانے کا اندیشہ کرتا ہوں جو موزوں پر مسح کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ 12

5/703۔ اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ مقام اسواف میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور حاجت سے فراغت کے بعد باہر آئے۔ اسامۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا، تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کو گئے تھے بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوء فرمایا اپنا چہرہ دھوئے دونوں ہاتھوں کو دھوئے اور سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔ پھر آپ نے نماز ادا فرمائی (اس کی روایت نسائی نے کی ہے)

غزوۂ تبوک کے موقع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا ہے

6/704۔ عباد بن زیاد رضی اللہ عنہ سے جو مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ کے ایک لڑکے ہیں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی لڑائی میں حاجت کو تشریف لے گئے۔ عبادا بن زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانی لے کر گیا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فراغت آئے تو میں آپ کے لئے پانی ڈالتا گیا، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ دھویا پھر آپ ہاتھوں کو نکالنے لگے تو جبہّ کے آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے نکال نہ سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبہّ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا اور اپنے سر کا مسح فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح کئے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تشریف لائے جبکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کررہے تھے اور ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد جو رکعت آپ کی رہ گئی تھی اس کو تنہا ادا فرمایا (تو بغیر انتظار کے نماز شروع کرنے کی بناپر) لوگ گھبرائے تو حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اچھا کیا (اس کی روایت امام محمد نے موطاء میں کی ہے اوراسی طرح اس کی روایت بخاری نے بھی کی ہے۔

موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے

7/705۔ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لئے تین دن اور تین رات تک اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات تک مسح کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ اس نے طہارت کر کے (خواہ وضوء کیا ہو یا صرف پیر دھوکر) موزوں کو پہن لیا ہو(اس کی روایت اثرم نے اپنی سنن میں کی ہے اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور خطابی نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث صحیح اسناد والی ہے اور منتقی میں بھی یہی مذکور ہے اوراس حدیث کوابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

موزوں پر مسح کے لئے موزے پہنتے وقت طہارت کامل یعنی وضوء ضروری نہیں ہے بلکہ طہارت غیر کامل یعنی صرف پیر دھوکر موزے پہن لئے جاسکتے ہیں البتہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارت کامل یعنی وضوء شرط ہے

ف: موزوں پر مسح کرنے کی شرط طہارت پر موزوں کا پہن لینا ہے، واضح رہے کہ طہارت دوقسم کی ہوتی ہے، ایک طہارت کامل جو پورے وضوء سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری غیر کامل جوصرف پیروں کے دھولینے سے حاصل ہوجاتی ہے اوران دونوں طہارتوں میں سے کسی ایک طہارت کے بعد موزوں کو پہن لیا گیا ہے تو موزوں پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جس میں طہارت کا ذکر ہے مطلقاً ہے جو مذکورہ ہر دوقسم کی طہارتوں کو

شامل ہے البتہ خفین کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوگا اس حدث کے وقت طہارت کامل ضروری ہے۔ مثلاً کسی شخص نے پیر دھو کر موزے پہن لئے اور ابھی اس نے وضوء پورا نہیں کیا تھا کہ اس کو حدث ہوگیا تو ایسا شخص موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ طہارت کامل یعنی پورا وضوء موزوں کے پہننے کے وقت ضروری نہیں ہے، البتہ حدث کے وقت طہارت کامل یعنی پورا وضوء لازمی ہے تاکہ موزوں پر مسح صحیح ہوسکے (عمدۃ الرعایۃ) 12

8/706۔ شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لئے موزوں پر مسح کرنے کی مدت تین دن اور تین رات مقرر فرمائی ہے اور مقیم کے لئے موزوں پر مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات ٹھہرائی ہے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

جنابت واقع ہونے پر موزے اتار لئے جائیں:

9/707۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن اور تین راتیں مسافر کے لئے ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے مدت مسح ہے تو موزوں کو نیند اور پیشاب اور پاخانہ آنے کی وجہ سے مت نکالا کرو لیکن جنابت کی وجہ سے نکال دو (اگر چیکہ مدت مسح ابھی باقی رہے (اس کی روایت طبرانی نے کبیر میں کی ہے اور اسی طرح ترمذی اور نسائی نے بھی اس کی روایت کی ہے)

10/708۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضوء کرکے موزوں کو پہن لے تو انہیں موزوں کے ساتھ نماز پڑھے اور وضوء کے وقت ان پر مسح کرلیا کرے (اور مدت

باقی رہنے پر) چاہے تو نہ اتارے البتہ جنابت واقع ہوجائے تو نکال دے (اس کی روایت دار قطنی اور حاکم نے کی ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

11/709 ۔ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت سعد اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان موزوں پر مسح کے متعلق اختلاف ہوگیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں موزوں پر مسح کرتا ہوں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں (موزوں پر) مسح نہیں کرتا ہوں ۔سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے ثالث تمہارے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹھہراتا ہوں ابوعثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ہم نے ان کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ تمہارے چچا تم سے بڑھ کر عالم ہیں جب تم اپنے موزوں کو وضوء کرکے پہن لیں اور اس کے بعد تمہارا وضوء ٹوٹ جانے پر تم نے وضوئکرلیا اور موزوں پر مسح کیا تو تمہارے لئے (مقیم ہونے کی حالت میں) مسح کرنا دوسرے دن کے اس وقت تک کے لئے کافی ہوگا (جس وقت سے کہ تم نے پہلے حدث کے بعد) مسح کرنا شروع کیا تھا خواہ وہ رات کا ہو یا دن کا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزوں کے پہن لینے کے وقت سے نہیں ہوتی بلکہ موزوں کے پہن لینے کے بعد جب پہلا حدث واقع ہوا ہو، اس وقت سے ہوگی، ایک مثال کے ذریعہ اس کی توضیح

ف:موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں۔اس مدت کی ابتداء موزوں کے پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی بلکہ موزوں کے پہننے کے بعد جو پہلا حدث ہوا ہے اس وقت سے ہوگی۔مثلاً ایک شخص نے صبح

صادق کے وقت وضوء کرکے موزے پہن لئے اور سورج نکلنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوا اور وضوء ٹوٹ گیا اور اس نے زوال کے بعد وضوء کرکے پیروں پر مسح کیا تو مسح کی مدت سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہوگی صبح صادق سے نہیں ہوگی۔ کیوں کہ اس کو پہلا حدث سورج نکلنے کے بعد لاحق ہوا ہے اور اس مثال کے لحاظ سے اگر وہ مقیم ہے تو دوسرے دن سورج نکلنے کے بعد تک پیروں پر مسح کرسکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن اور تین رات تک مسح کرے گا۔ (عمدۃ الرعایۃ)

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

12/710۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب فرمایا پھر وضوء کیا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کو سیدھے جانب کے موزے پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں جانب کے موزے پر رکھا اور صرف ایک دفعہ دونوں موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرمایا مجھے اب تک یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے نشانات جو موزوں پر پڑے تھے گویا میں ان کو اب تک موزوں پر دیکھ رہا ہوں۔ (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور بیہقی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو مسح کے لئے موزوں کا نچلا حصہ اوپر کے حصہ کے مقابلہ میں زیادہ موزوں ہوتا

13/711۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اگر دین کا انحصار صرف رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ بہ نسبت اوپر کے حصہ کے مسح کے لئے زیادہ موزوں تھا حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موزوں کے اوپر کے حصہ پر مسح فرماتے ہوئے دیکھا ہے (اس کی روایت ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور دارمی کی روایت اس کے ہم معنی ہے اور تلخیص میں مذکور ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں)

14/712۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو وضوء کررہا تھا اس نے اپنے موزوں کو دھویا تو آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے ٹھونسا دیا اور فرمایا کہ (موزوں پر مسح کرنے میں) سنت یہ نہیں ہے! ہم کو مسح کرنے کا حکم اس طرح دیا گیا ہے کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں موزوں پر گذار کر انہیں مسح کرنا بتلایا (اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے)

15/713 ۔اور طبرانی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مسح کرنے کا طریقہ اس طرح بتلایا کہ ہاتھوں کو ایک دفعہ موزوں کے اگلے حصہ سے پنڈلی تک اس طرح گذار دیا کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔

16/714 ۔اور ابن المنذر کی روایت میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات موزوں پر لکیروں کی طرح نمایاں تھیں۔

17/715 ۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کے ذریعہ موزوں پر خطوط کھینچے جائیں اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

جراب پر بھی مسح درست ہے

18/716 ۔ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں جراب پر (یعنی چمڑے کے ان لفافوں پر جو موزوں پر پہنے جاتے ہیں) اور اپنی نعلین پر مسح فرمایا (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور امام احمد ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت بھی اسی طرح ہے)

نعلین پر مسح درست نہیں اس بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس نعلین (یعنی چپل) پر مسح جائز نہیں ہے اوراس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چپل پر مسح کرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے چمڑے کے ان جرابوں پر مسح فرمایا جو چپل کے اندر تھے تو چپل پر مسح کرنا دراصل جرابوں پر مسح تھا کیونکہ اگر جراب کے اوپر چپل موجود نہیں ہوتے تو بھی جراب ہی پر مسح کیا جاتا تو اس طرح آپ نے چپل کو شامل کرتے ہوئے جرابوں پر مسح فرمایا اور آپ کا جراب پر مسح کرنا ہی اصل پاکی ہے۔ اس طرح چپل پر مسح کرنا زائد قرار دیا جائے گا۔ جب اس حدیث میں ہماری اس وضاحت کا احتمال موجود ہے اوراس میں چپل پر مسح کرنے کی دلیل پائی نہیں جاتی تو ہم نے بذریعہ قیاس اس کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کی تو ہم نے دیکھا کہ وہ موزے جن پر مسح جائز ہے جب وہ پھٹ جائیں اوران میں سے پنجے ظاہر ہو چکے ہوں یا پنجوں کا بڑا حصہ دکھائی دینے لگے تو سب ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے اس طرح جب ثابت ہو گیا کہ موزوں پر مسح اسی صورت میں جائز ہے جبکہ دونوں پنجے موزوں میں چھپ جائیں اور موزوں پر مسح ایسی صورت میں باطل ہے جبکہ پنجے ظاہر ہو جاتے ہوں اور یہ واضح بات ہے کہ چپل میں بھی پنجے ظاہر رہتے ہیں اور چھپنے نہیں پاتے تو چپل ان موزوں کی طرح ہو گئے جن میں سے پنجے دکھائی دیتے ہوں اور یہ بھی بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے موزے جن میں سے پنجے ظاہر ہو جاتے ہوں ان پر مسح باطل ہے تو چپل پر بھی مسح باطل ہوگا۔

19/717۔ عبد خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے علی

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ قیدیوں کا معائنہ کرر ہے تھے۔آپ نے پیشاب کیا اور بعد ازاں وضوء کیا اور اپنے جرابوں پر مسح کیا (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

20/718۔ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کرتے تھے اور جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

21/719۔بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرو اور چمڑے کے جرابوں پر بھی مسح کرو (جو موزوں کے اوپر پہنے جاتے ہیں (اور اس کی روایت طبرانی اور بغوی نے کی ہے)

22/720۔عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ عبداللہ بن رواحۃ اور اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ محلّہ دارحمل میں تشریف لے گئے تو بلال رضی اللہ عنہ عبداللہ بن رواحۃ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس باہر آئے اور ان دونوں حضرات کو انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوء کیا اور جرابوں پر مسح فرمایا (اس کی روایت ابن عسا کر نے کی ہے)

23/721۔اور امام احمد اور ابوداؤد نے بلال رضی اللہ عنہ سے اس طرح مرفوعاً روایت کی ہے۔

24/722۔حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جرابوں پر مسح کرتے تھے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

موزوں کا پچھلا حصہ جو تلووں سے ملا ہوا ہوتا ہے اس پر مسح نہ کیا جائے

25/723۔ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد عروہ

رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا اور وہ موزے کے پچھلے حصہ پر جو تلوؤں سے ملا ہوا تھا مسح نہیں کرتے تھے۔ ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر وہ سر سے عمامہ اٹھاتے اور سر کا مسح کیا کرتے (اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے)

باوضوء موزوں کو اتارنے کی صورت میں صرف پیروں کا دھو لینا کافی ہے وضوء کا اعادہ ضروری نہیں

26/724۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں تھے انہوں نے اپنے موزوں کو اتارا اور پیر دھوئے اور وضوء کا اعادہ نہیں کیا۔

27/725۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب تم باوضوء رہ کر موزوں پر مسح کر چکے ہو اور تم نے موزوں کو اتار دیا ہے تو اپنے پیروں کو دھو لو اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

(16)بَابُ التَّیَمُّمِ

(یہ باب ہے تیمّم کے بیان میں)

وقول اللہ عزوجل ''وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْعَلٰى سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْامَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًافَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ '' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء پ 5 ع 7 میں) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے آئے یا تم نے عورتوں سے جماع کیا اور تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اس طرح کہ اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرو وقولہ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورہ نساء پ 5 ع 4 میں) اور اسی طرح نہانے کی حاجت ہو تو بھی نماز کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ غسل کرلو (ہاں سفر کی حالت میں) راستہ چلے جارہے ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لو۔ وقولہ'' مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَ كُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے سورہ مائدہ پ 6 ع 2 میں) اللہ تعالیٰ (صرف پانی کو مطہر رکھ کر تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتے بلکہ تم کو صاف اور ستھرا رکھنا چاہتے ہیں (اسی لئے پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کو جائز رکھا) کہ تم پر اپنا انعام پورا کردیں تا کہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔

وہ واقعہ جس میں آیت تیمّم نازل ہوئی

1/726۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تلاش کے لئے ٹھہرنا پڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کو بھی، اور ہمارا یہ قیام پانی پر تھا اور نہ تو لوگوں کے پاس پانی تھا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے دیکھا عائشہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ٹھہرالیا اور دوسرں کو بھی حالانکہ یہ قیام پانی پر ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر میرے پاس) تشریف لائے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو گئے تھے آتے ہی فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور لوگوں کو بھی روک رکھا ہے، حالانکہ ان کا قیام پانی پر ہے اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے برا بھلا کہا اور حسب مشیت الٰہی بہت کچھ ڈانٹا اور میرے کولہے میں ہاتھ سے کوچے دینے لگے چونکہ رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر میرے ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت نہ کر سکی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی۔

آیت تیمّم کا نزول آل صدیق رضی اللہ عنہ کی کئی برکتوں میں سے ایک برکت ہے

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان والو تمہاری یہ پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے ہار مل گیا (اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور

بخاری اور مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے)

مٹی مسلمانوں کے لئے پانی کے قائم مقام ہے اگرچیکہ اسے دس سال تک پانی نہ ملے

2/727 ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کے لئے پانی (کے قائم مقام ہے) اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے اور جب اس کو پانی مل جائے تو غسل کرلے یہ اس کے لئے بہتر ہے (اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی کی روایت میں بھی عشر سنین (دس سال) کے الفاظ تک اسی طرح ہے۔

زجاج نے کہا کہ ' صعید ' زمین کی سطح کو کہتے ہیں خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو یا ایسی چٹان ہو کہ اس پر گرد نہ ہو، زجاج نے یہ بھی کہا ہے کہ '' صعید '' کو سطح زمین کہنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

حنفی مذہب میں تیمّم وضوء کا کامل طور پر قائم مقام ہے۔اس لئے تیمّم کا حکم بعینہ وضوء کے حکم کی طرح ہے ان جزئیات کی تفصیل جو اس کلیہ کی وجہ سے مترتب ہوتے ہیں

ہمارے علما نے وضاحت کی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تیمّم وضوء کا مطلقاً یعنی کامل طور پر قائم مقام ہے تیمّم کا وضوء کے کامل طور پر قائم مقام ہونے کی حیثیت سے تیمّم پانی کے ملنے تک رافع حدث یعنی ناپاکی کو ایسا ہی دور کردینے والا ہے جیسا کہ پانی اور تیمّم اپنے اصل یعنی پانی کی طرح ایسا ہی پاک کرنے والا ہوگا، جیسا کہ خود پانی اور نماز کے وقت کا گذر جانا تیمّم کو نہیں توڑے گا جس طرح وقت کے گذرنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا بلکہ تیمّم کا حکم بعینہ وضوء کے حکم کی طرح ہے کہ وقت کے اندر اور وقت

کے قبل بھی جائز ہے اور تیمّم سے فرض اور نفل جتنی نمازیں چاہیں ادا کر سکتے ہیں اور ان ہی وجوہ کی بنا پر تیمّم اور وضوء کو جمع نہیں کیا جا سکتا کہ بدل اور مبدل یعنی قائم مقام اور اصل کا جمع کرنا درست نہیں ہے اور تیمّم کے مطلق قائم مقام ہونے کی وجہ سے یہ ضروری نہیں کہ خارج نماز پانی کے ملنے پر بھی تیمّم باطل ہو جائے بلکہ جس طرح خارج نماز پانی مل جانے سے تیمّم باطل ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح دوران نماز میں بھی پانی کے مل جانے کے علم سے بھی تیمّم باطل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ (عشر سنین) یعنی دس برس تک پانی نہ ملنے کی صورت میں بھی برابر تیمّم کرتا رہے، سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ تیمّم مطلقاً وضوء کا قائم مقام ہے نہ کہ ضرورتاً۔ یہ حنفی مذہب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم ضرورتاً اداءِ فرض کے لئے وضوء کا قائم مقام ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تیمّم ضرورتاً وضوء کا قائم مقام ہے۔ تیمّم کے ضرورتاً قائم مقام ہونے کی حیثیت سے امام موصوف کے پاس تیمّم حقیقت میں حدث کو دور کرنے والا نہ ہوگا بلکہ حدث کے باقی رکھتے ہوئے ادائی فرض کے لئے تیمّم ان کے پاس جائز ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہٗ اللہ کے مسلک کے لحاظ سے وقت کے پہلے تیمّم جائز نہیں کیوں کہ وقت نماز کے شروع ہونے پر ادائی فرض کے لئے تیمّم کی ضرورت لاحق ہوتی ہے (عمدۃ الراعایۃ) 12

3/728۔ حضرات علی، عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، جابر، ابن عباس، حذیفہ، انس، ابو امامۃ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ان سب حضرات نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے تمام روئے زمین، نماز کی جگہ اور تمام روئے زمین پاک کرنے والی بنادی گئی ہے (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے)

اس امت کا امتیاز کہ تمام روئے زمین اس کے لئے سجدہ گاہ ہے اور تمام روئے زمین پانی نہ ملنے کی صورت میں اس امت کے لئے پانی کا قائم مقام ہے

ف: اس حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ میرے لئے تمام روئے زمین کو نماز کی جگہ بنادیا گیا ہے اس سے اس امت کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں پر نماز بجز کلیسوں اور عبادت خانوں کے جائز نہیں تھی اس کے برخلاف اس امت کو یہ امتیاز عطا فرمایا گیا ہے کہ یہ جہاں نماز ادا کرنا چاہیں وہاں جائز ہوجائے گی۔ اس حدیث میں دوسرا ارشاد یہ ہے کہ تمام روئے زمین میرے لئے طہور یعنی پاک کرنے والی قرار دی گئی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاں پانی نہ ملے تو مٹی یا اس کی جنس سے تیمّم کرلے جو وضوء اور غسل ہر دو کے لئے کافی ہوجائے گا (مرقاؔت) 12

4/729۔ عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو نماز پڑھائی، جب آپ (نماز سے) فراغت کے بعد (قوم کی جانب) متوجہ ہوئے تو آپ نے اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دور بیٹھا ہوا ہے اور اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں شخص کس چیز نے تم کو قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ یہی تمہارے لئے غسل کے بجائے کافی ہے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے)

آیت وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرکے نماز ادا کرے گا

5/730۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے قول باری تعالیٰ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس کو جنابت لاحق ہوگئی ہو (وہ پانی نہ ملنے کی صورت میں) تیمّم کرکے نماز ادا کرے۔

6/731۔اورایک دوسری روایت میں ہے کہ نہانے کی حاجت ہوتو نماز کے قریب نہ جاؤ ہاں مسافر ہواور پانی نہ ملے تو پانی کے حاصل ہونے تک تیمّم کرکے نماز ادا کرلیا کرو (اس کی روایت بیہقی ،ابن ابی شیبہ،فریابی ،ابن المنذراوراابن ابی حاتم نے کی ہے)

7/732۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ ''وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ'' کے متعلق روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب تمہیں پانی مل گیا ہے تو (غسل کرنے تک) نماز کے قریب نہ جاؤ اگر تم نے پانی نہیں پایا تو تمہارے لئے جائز قرار دیا گیا ہے کہ زمین پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلو (اس کی روایت ابن جریر نے کی ہے

8/733۔اورعبد بن حمید نے بھی متعدد اسناد سے اس کی روایت کی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی آیت وَلَا جُنُبًا الخ کے بارے میں بھی مسافر ہی منقول ہے

9/734۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ کے بارے میں روایت ہے انہوں نے کہا کہ اس آیت میں وہ مسافر مراد ہے جس کو پانی نہ ملے تو وہ تیمّم کرکے نماز پڑھ لے (اس کی روایت طبرانی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے کی ہے)

تیمّم کرنے کا طریقہ

10/735۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جنگل میں چند رہنے والے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم ریگستان میں تین چار مہینے رہا کرتے ہیں اور ہم میں جنبی اور نفاس و حیض والی عورتیں ہوا کرتی ہیں اور ہمیں پانی نہیں ملتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم زمین پر تیمّم کرلیا کرو۔ پھر آپ نے چہرے کے لئے زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مار کر چہرے پر مل لیا اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا (اس کی روایت امام احمد، طبرانی اور ابویعلیٰ نے کی ہے)

تیمّم کرنے میں وضوء اور غسل دونوں برابر ہیں

11/736۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی تو میں مٹی میں لوٹ گیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرح زمین پر ہاتھ مارو کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے کا مسح فرمایا پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں سمیت فرمایا (اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد کنکریوں کے گرانے کے لئے ہر ہاتھ کے انگوٹھے کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے پر مار کر جھٹک دیا۔

12/737۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیمّم یہ ہے کہ ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا چہرے کے لئے اور دوسری دفعہ ہاتھ مارنا کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے (اس کی

روایت دارقطنی نے کی ہے) اور وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ ہیں اورحاکم کی روایت بھی اسی طرح ہےاور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے)

13/738 ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما، سے روایت ہے انہوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیمّم دو دفعہ (زمین پر) ہاتھ مارنا ہے۔ایک دفعہ تو چہرے کے لئے اور دوسری دفعہ کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے (اس کی روایت حاکم اور دارقطنی اور ابن عدی نے کی ہے)

14/739 ۔اور بزار نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بہ سند مرفوع روایت کی ہے۔

15/740 ۔اسلع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو (تیمّم کرنے کا طریقہ) بتلایا کہ کس طرح مسح کروں پس آپ نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارکر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے لئے دونوں ہاتھوں کواٹھالیا دوسری دفعہ زمین پر ہاتھ مارکر دونوں ہاتھوں کے اندرون و بیرون دونوں حصوں کا مسح اس طرح فرمایا کہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مسح میں آگئے اور کچھ حصہ بھی نہیں چھوٹا (اس کی روایت بیہقی ، دارقطنی اور طبرانی نے کی ہے)

16/741 ۔عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو غزوہ ذات السلاسل کے ساتھ روانہ فرمایا تو مجھے ایک نہایت سردی کی رات میں احتلام ہوگیا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر غسل کرلوں تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمّم کرلیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمرو (رضی اللہ عنہ) تم نے اپنے ساتھیوں کی نماز ایسی حالت میں پڑھادی کہ تم جنبی تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت ٹھنڈی یا سخت سردی کی

رات محتلم ہوگیا اور خوف کیا کہ اگر غسل کرلوں تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا'' اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو تحقیق اللہ تم پر بڑے مہربان ہیں) یاد آیا تو میں نے تیمّم کیا پھر اسی سے نماز ادا کی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہیں فرمایا (اس کی روایت امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، حاکم، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کی ہے اور طبرانی کی روایت بھی اسی طرح ہے)

17/742۔علی رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جو سفر میں ہو اور اس کو جنابت لاحق ہو جائے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا پانی ہو، اگر اس پانی سے غسل کرلے تو پیاسا رہنے کا اندیشہ کرتا ہو تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیمّم کرلے اور غسل نہ کرے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

18/743۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ آجائے اور تم بے وضوء رہو (اور وضوء کرنے تک نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو) تو تیمّم کرلو (اس کی روایت ابن عدیؒ نے کی ہے)

غیر ولی بے وضوء ہونے کی حالت میں پانی کے ملنے کے باوجود نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں

ف: اس حدیث میں مذکور ہے کہ نماز جنازہ تیار ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر وضوء کرنے لگیں تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ تیمّم کرلے اور نماز جنازہ میں شریک ہو جائے کیونکہ نماز جنازہ کا بدل اور قائم مقام کوئی اور نماز نہیں ہے البتہ میت کا ولی یعنی ایسے قریبی رشتہ دار ہو کہ جس کو نماز جنازہ پڑھانے کا حق ہے اور اس طرح بادشاہ اور قاضی یہ تینوں مذکورۂ بالا صورت میں تیمّم نہیں کریں گے بلکہ وضوء ہی کریں گے اس لئے کہ ان کا انتظار کیا جاسکتا ہے۔12

19/744۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تم کو اندیشہ ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے چھوٹ جائے گی اور تم بے وضوء ہو تو تیمّم کرلو اور نماز جنازہ پڑھ لو (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور اس حدیث کی راوی صرف مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے سب مسلم کے راوی ہیں اور زیلعی نے کہا ہے کہ مغیرہ بھی ثقہ اور قابل حجت ہیں)

20/745۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور اس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما بے وضوء تھے تو انہوں نے تیمّم کیا اور نماز جنازہ پڑھ لی (اس کی روایت دارقطنی اور بیہقی نے معرفہ میں کی ہے)

21/746۔حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نماز جنازہ پڑھنا چاہتا تھا مگر بے وضو ہے اور اگر وضوء کرنے کے لئے جائے تو نماز جنازہ چھوٹ جاتی ہے تو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تیمّم کرلے اور نماز جنازہ پڑھ لے۔(اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے)

22/747۔ابراہیم رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس کے پاس یکایک جنازہ آجائے اور وہ بے وضوء ہے تو آپ نے فرمایا کہ تیمّم کرلے اور اس جنازہ کی نماز پڑھ لے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء یا تیمّم کرلیتے

23/748۔ام المومنین عائشہ رضی للہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنبی ہوجاتے تھے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء فرماتے یا تیمّم کرتے (اس کی روایت بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ کی ہے)

24/749۔ابوالجہیم بن الحارث بن الصمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئر جمل کی جانب سے (جو ایک کنواں تھا) تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آپ سے ملا اور آپ کو اس نے سلام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کی طرف بڑھے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمالیا (یعنی تیمّم فرمائے) اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے) واضح ہو کہ عبادتیں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں ایک وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے۔

وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے وضوء کرنے تک ان کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوتو شرائط تیمّم کے پائے جانے کے بغیر ان کی ادائی کے لئے تیمّم کیا جاسکتا ہے جیسے نماز جنازہ وغیرہ اور وہ عبادتیں جن کا قائم مقام اور بدل موجود ہے ان کے فوت ہوجانے کے اندیشہ سے شرائط تیمّم کے بغیر تیمّم نہیں کیا جاسکتا جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں

جیسے نماز جمعہ کہ اس کا قائم مقام ظہر ہے اور نماز پنجگانہ کہ ان کا قائم مقام اور بدل ان کی قضاء ہے اور دوسری وہ عبادتیں کہ جن کا بدل اور قائم مقام موجود نہیں جیسے نماز جنازہ اور عیدین وغیرہ۔ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا ان حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسی عبادتیں کہ جن کا قائم مقام اور بدل موجود نہیں ہے اور وضوء کرنے تک وقت کے گذر جانے یا نماز کے ختم ہوجانے سے ان کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوتو ایسی عبادتوں میں باوجودیکہ صحت مند ہوں اور پانی موجود ہو اور پانی کے استعمال پر قدرت بھی حاصل ہو۔ ان ساری صورتوں کے باوجود تیمّم جائز ہے جیسے نماز جنازہ وعیدین، نماز کسوف، سلام اور جواب سلام وغیرہ اور ایسی عبادتیں جن کا قائم مقام

اور بدل موجود ہے۔ان کے فوت ہوجانے کے اندیشہ سے تیمّم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کا بدل اور قائم مقام موجود ہے جیسے جمعہ اور پنجگانہ نمازیں۔12

پانی کی تلاش اور انتظار میں تیمّم کو نماز کے آخری وقت تک مؤخر کیا جاسکتا ہے

25/750۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب پانی نہ پائے تو تیمّم کو نماز کے آخری وقت تک کے لئے (پانی کی تلاش اور انتظار میں) مؤخر کردے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

26/751۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ دو آدمی سفر کو نکلے جب نماز کا وقت آگیا تو دونوں کے ساتھ پانی نہ تھا۔دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کرکے نماز ادا کی۔ بعدازاں دونوں نے وقت نماز کے اندر ہی پانی پالیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضوء کرکے نماز دہرائی لیکن دوسرے نے نہیں دہرائی پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنے واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے مخاطب ہوکر فرمایا جس نے نماز دہرائی نہ تھی کہ تم نے سنت کو پالیا اور تمہاری نماز تم کو کافی ہوئی اور جس نے وضوء کرکے نماز دہرائی تھی۔ان سے فرمایا کہ تمہارے لئے دگنا اجر ہے۔(اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے) اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

27/752۔اور نسائی اور ابوداؤد نے بطور مرسل عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے)۔

تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی موجود پائے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے

ف: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز سے فارغ ہوجانے

کے بعد پانی دیکھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں اگرچیکہ وقت باقی ہو، البتہ علماء کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ نماز شروع کرنے کے بعد نماز کی حالت میں پانی مل جائے تو احناف کے سوا جمہور کا مسلک یہ ہے کہ نماز کو نہ توڑے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے پاس اور امام احمد رحمۃ اللہ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اس شخص کا تیمّم باطل ہو جائے گا اور اگر تیمّم کرنے کے بعد نماز شروع کرنے سے قبل پانی مل جائے تو اس شخص کے تیمّم کے باطل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ 12

پٹیوں یعنی بدّے کی پھچیوں پر مسح کیا جا سکتا ہے

28/753۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پٹیوں (یعنی بدے کی پھچیوں) پر مسح فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے)

29/754۔ زید بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری ایک کلائی ٹوٹ گئی تو میں نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ بدّے کی پھچیوں پر مسح کیا کرو اور تیمّم کی ضرورت نہیں ہے (اس کی روایت ابن ماجہ، بیہقی اور دار قطنی نے کی ہے)

زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور ماںقی عضو یا بدن کو دھولیا جائے

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زخم پر پٹی باندھی گئی ہو تو پٹی پر مسح کیا جائے اور بدن کے ماںقی صحیح حصہ کو دھولیا جائے اور صحیح حصہ بدن کو دھو کر پٹی پر مسح کے بجائے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس سے وضوء اور تیمّم کو جمع کرنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ بدل

اورمبدل کوجمع کرنا درست نہیں ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ پٹی پر مسح کرنے کے بجائے تیمّم کیا جائے اور مابقی حصہ بدن کودھولیا جائے (مرقات اور ملتقی)12

زخم کی پٹی کی وجہ سے عضو کا جو حصہ کپڑے سے ڈھکا رہتا ہے اس پر بھی مسح کیا جائے

30/755۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں وضوء کیا کہ آپ کی ہتھیلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی تو آپ نے ہتھیلی کے دوسرے جانب کے)اس حصہ پر مسح کیا جو زخم کی پٹی کی وجہ سے کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا (اور ہتھیلی کی) پٹی پر بھی مسح کیا، اس کے بعد دوسرے اعضاء وضوء کو دھولیا اور تیمّم نہیں فرمایا (اس کی روایت منذری نے کی ہے)

ف: اس حدیث سے بھی حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زخم کے علاوہ مابقی حصہ بدن کے دھونے اور زخم پر مسح کرنے کو جمع فرمایا اور دھونے اور تیمّم کو جمع نہیں فرمایا ہے (ملتقی میں ایسا ہی مذکور ہے)۔

(17) بَابُ الْغُسْلِ الْمُسْنُوْنِ

(یہ باب ہے مسنون غسل کے بیان میں)

روز جمعہ غسل کرنے والے کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں

1/756۔ ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں اور جب وہ نماز جمعہ کے لئے چلنے لگتا ہے تو اس کے لئے ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (اس کی روایت طبرانی نے کبیر اور اوسط میں کی ہے)

2/757۔ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا تو وہ آئندہ جمعہ تک پاک رہے گا۔

روز جمعہ کے غسل کے سنت ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی توضیح

3/758۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عراق کے چند لوگ آئے اور ان لوگوں نے کہا کہ ائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کیا آپ جمعہ کے دن کے غسل کو واجب سمجھتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بڑی پاکی کی

بات ہے اور غسل کرنے والے کے حق میں بہتر ہے اور جس نے اس دن غسل نہیں کیا تو اس پر واجب بھی نہیں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ (جمعہ کے دن) غسل کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ لوگ محنت مزدوری کیا کرتے تھے اور کمبل پہنتے تھے اور اپنے پیٹھوں پر بوجھ ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور چھت ان کے قریب تھا (یعنی زیادہ بلند نہ تھا) گویا کہ وہ چھپر تھا (مثل منڈوے کے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور گرمی کا موسم تھا لوگوں کو کمبل کے لباس میں پسینہ آیا جس سے بو پھیلی اور ایک کو دوسرے کے پسینہ کی بو سے تکلیف پہنچی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کی بو موجود پائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کرلیا کرو اور چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک بہتر سے بہتر تیل اور خوشبو جو اسے میسر ہو لگایا کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مال سرفراز فرمایا اور لوگ کمبل کے لباس کے سوا دوسرے کپڑے پہننے لگے اور محنت کے کام سے بچ گئے اور ان کی مسجد وسیع کردی گئی اور پسینہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو جو اذیت پہنچتی تھی وہ جاتی رہی (اس کی روایت ابوداود اور طحاوی نے کی ہے)

4/759۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روز جمعہ کے غسل اور پچھنا لگانے کے بعد غسل اور عیدین کے غسل کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر غسل کرلو تو بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو جمعہ کو جائے تو وہ غسل کرے، ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کیوں نہیں؟ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے) لیکن یہ غسل ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو واجب ہیں بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ'' یعنی جب تم خرید و فرخت کرتے ہو تو گواہ رکھ لیا کرو) کی

طرح ہے تو جس نے گواہ رکھا اس نے اچھا کیا اور جس نے گواہ رکھنا ترک کیا تو اس پر گواہ رکھنا واجب نہیں اور یہ (یعنی غسل جمعہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (فَـــاِذَ اقُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْافِي الْاَرْضِ یعنی جب نماز جمعہ ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ) کی طرح ہے تو جو نماز جمعہ کے ختم پر باہر نکل جائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور جو بیٹھ جائے تو مضائقہ نہیں (اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے)

5/760۔ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا تو اس نے فرض ادا کیا اور خیر اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو اس کا غسل کرنا افضل ہے (اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے)

6/761۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے (اس کی روایت بزار نے کی ہے اور اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں جو مجمع الزوائد میں مذکور ہے)

جو کسی وجہ سے جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں

7/762۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص جمعہ کے لئے آئے تو وہ غسل کر لیا کرے اور جب موسم سرما آ گیا تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو جمعہ کے لئے غسل کا حکم دیا ہے۔ اب تو موسم سرما آ گیا ہے اور ہم سردی محسوس کرتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے غسل کیا تو اس نے سنت پر عمل کیا اور بہت اچھا کیا اور جس نے غسل نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں (اس کی روایت ابن عدی نے کامل میں کی ہے)

8/763۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لئے جانا واجب ہے اور جو مسجد کو جائے تو اس پر غسل کرنا (سنت ہے) (اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کیا کرے

9/764۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن غسل کرے کہ جس میں اپنے سر اور اپنے پورے جسم کو دھولیا کرے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ہفتہ واری غسل کا دن جمعہ مقرر کرلیا جائے تو سنت کی ادائی ہوجاتی ہے

ف: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہفتہ میں ایک دن غسل کو جو لازم فرمایا ہے اگر وہ دن جمعہ کا مقرر کرلیں تو اس سے سنت کی ادائی بھی ہوجاتی ہے۔12

10/765۔ فاکہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعہ اور روز عید الفطر اور روز عید قربانی اور روز عرفہ میں غسل کیا کرتے تھے (اس کی روایت امام احمد اور طبرانی نے کی ہے)

یوم عرفہ میں غسل ان حضرات کے لئے سنت ہے جو میدانِ عرفات میں ہوں

ف: حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے عرفہ کے دن غسل میدان عرفات میں وقوف عرفہ کے لئے مسنون ہے تو اس دن تمام دنیا کے مسلمانوں پر غسل مسنون نہ ہوگا بلکہ ان ہی حضرات پر یہ غسل مسنون ہوگا جو عرفات میں ہوں اور وقوف عرفہ کررہے ہوں (عمدۃ الرعایۃ)12

11/766۔ مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ثابت بن قتادہ رضی اللہ عنہ، نے کہا کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، نے ثابت رضی اللہ عنہ، سے کہا کہ جمعہ کے لئے غسل کرلو تو ثابت رضی اللہ عنہ، نے ان سے کہا کہ میں نے جنابت کی وجہ سے غسل

کرلیا ہے۔(اس کی روایت طحاوی نے کی ہے)

عیدین میں غسل سنت ہے

12/767۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز عیدالفطر اور روز عیدالضحیٰ میں غسل فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کیا ہے)

13/768۔عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عید کے لئے غسل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے (اس کی روایت بیہقی نے کی ہے)

14/769۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عیدالفطر کے دن نماز کے لئے نکلنے سے قبل غسل کرتے تھے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے)

15/770۔خاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

16/771۔خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کے لئے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا (اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

17/772۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ معظّمہ کو روانہ ہوتے اور جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے تھے (اس کی روایت طبرانی نے کی ہے)

حاجی کے لئے احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے

18/773۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما، سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے کہ جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرلے (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے)

وہ چار چیزیں جن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرمایا کرتے تھے

19/774۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے، (1) جنابت کی وجہ سے اور (2) بروز جمعہ اور (3) پچھنا لگوانے کی وجہ سے اور (4) میت کو غسل دینے سے (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)

میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل اور میت کو اٹھانے والے کے لئے وضوء مستحب ہے

20/775۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو وہ غسل کرلے (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے) امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جو میت کو اٹھائے تو وہ وضوء کرلے۔

21/776۔ قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایسے پانی سے غسل کرلیں کہ جس میں بیری کے پتے ڈالے گئے ہوں (اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے)

جب کوئی اسلام قبول کرلے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرلے اور کفر کی حالت کے بالوں کو مونڈ دے

22/777۔ واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتے سے غسل کرلو اور کفر کی حالت کے بالوں کو اپنے سے مونڈھ دو (اس کی روایت ابونعیم نے کی ہے)

23/778۔ اور طبرانی نے کبیر میں اسی طرح قتادہ ابی ہشام سے روایت کی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ مجمع الزاوئد میں مذکور ہے۔

24/779۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما حرم (یعنی مکۃ المکرّمہ) کے قریب ترین مقام کو پہنچ جاتے تو ٹھہر جایا کرتے اور مقام ذی طویٰ میں شب گذارتے پھر صبح کی نماز وہیں ادا کرتے اور وہیں غسل کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک بھی ایسا ہی تھا (اس کی روایت بخاری نے کی ہے)۔

(18) بابُ الحیض

(یہ باب ہے حیض کے بیان میں)

وقول اللہ عزوجل ''وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی o لا فَاعْتَزِ لُوْا النِّسَاءَ فِیْ الْمَحِیْضِ'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ۔ پ 2 ع 28 میں) اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ حیض گندگی ہے اس لئے تم حیض کی حالت میں عورتوں سے دور رہو (یعنی جماع نہ کرو)

عورت شادی شدہ ہو یا کنواری دونوں کے لئے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زائد سے زائد دس دن ہے

1/780۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باکرہ اور ثیّبہ دونوں کے لئے کم از کم حیض کی مدت تین دن کی ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے اس لئے اگر حیض دس دن سے زیادہ ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

مستحاضہ کی تعریف اور اس کا حکم

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے۔ عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے سے خون جاری ہوتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں ہے (مرقات 12)

2/781۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت)3) تین دن اور (4) چار دن اور (5) پانچ دن اور (6) چھ دن اور (7) سات دن اور (8) آٹھ دن اور (9) نو دن اور (10) دس دن ہے اور جب دس دن سے زائد ہو جائے تو عورت مستحاضہ کہلائے گی (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

3/782۔ اور دار قطنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح موقوفاً روایت کی ہے۔

4/783۔ واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض کی مدت کم از کم تین دن ہے اور زائد سے زائد مدت دس دن ہے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے)

5/784۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی مدت تین دن سے کم کی نہیں اور دس دن سے زائد مدت حیض میں اشمار نہیں ہے (اس کی روایت ابن عدی نے کی ہے)

دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے

6/785۔ خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زائد سے زائد مدت دس دن کی ہے اور دو حیض کے درمیان کم سے کم پاک رہنے کی مدت پندرہ دن ہے (اس کی روایت ابن الجوزی نے کی ہے) ردالمحتار میں لکھا ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زائد سے زائد مدت کے تعین کے متعلق چند صحابہ سے مختلف اسناد کے ذریعہ روایتیں آئی ہیں اور یہ تمام اسناد حسن کے درجہ تک پہنچتی ہیں جس کی تفصیل علامہ کمال اور علامہ عینی رحمھما اللہ نے شرح ہدایہ میں بیان کی ہیں اور جس کی تلخیص بحر میں بھی کی گئی ہے۔ 12

7/786۔عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حیض والی عورت کا خون دس دن سے متجاوز ہو جائے تو وہ عورت مستحاضہ کی طرح ہے اس لئے وہ غسل کرے اور نماز پڑھے (اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے اس اثر (یعنی حدیث کے متعلق کہا ہے کہ اس کے اسناد میں کوئی مضائقہ نہیں)

8/787۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے (اس کی روایت دارمی نے اپنی سنن میں کی ہے اور اس حدیث کے راوی مسلم کے راوی ہیں)

نفاس کی زائد سے زائد مدت چالیس دن ہے

9/788۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورت چالیس دن تک بیٹھی رہا کرتی تھی (اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے)

10/789۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لئے چالیس دن معین فرمایا ہے مگر یہ کہ چالیس دن کے پہلے پاکی دیکھ لے (یعنی چالیس دن کے اندر خون بند ہو جائے تو وہ پاک سمجھی جائے گی (اس کی روایت دارقطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے)

11/790۔ابو درداء اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک انتظار کرے مگر یہ کہ پاکی کو چالیس دن کے پہلے دیکھ لے اور اگر چالیس دن کی مدت کو پہنچ جائے اور پاکی نہ دیکھے تو وہ غسل کرلے اور وہ مستحاضہ کی طرح ہوگی (اس کی روایت ابن عدی اور ابن عسا کرنے کی ہے)

12/791۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی عورت کے متعلق روایت

ہے جو حاملہ ہو اور حمل کی حالت میں خون دیکھتی ہو تو اس کو خون کا آنا ادائی نماز کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ یہ مستحاضہ سمجھی جائے گی (اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس کے راوی جماعت محدثین کے راوی ہیں)

حاملہ دوران حمل یا قبل ولادت خون دیکھے تو وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اس خون کو حیض یا نفاس قرار نہ دینے کی وضاحت

ف: ان حدیثوں کے پیش نظر صاحب ہدایہ نے وضاحت کی ہے کہ وہ خون جس کو حاملہ عورت حمل کے زمانہ میں دیکھے یا زچگی کے وقت بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے دیکھے وہ استحاضہ کا خون ہوگا اور اگر دوران حمل میں خون زیادہ دنوں تک جاری رہے تو وہ بھی استحاضہ ہی ہوگا۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خون کو جو ولادت کے وقت بچہ کی پیدائش سے قبل نظر آتا ہے نفاس کا اعتبار کرتے ہوئے حیض قرار دیا ہے کیونکہ امام موصوف کے پاس نفاس کا خون اور وہ خون جو ولادت سے پہلے نظر آتا ہے رحم ہی سے نکلتے ہیں لیکن احناف کی تحقیق یہ ہے کہ عادتاً حمل کی وجہ سے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد کھلتا ہے۔ اس لئے ولادت سے پہلے جو خون نظر آئے گا وہ رحم کا خون نہیں ہے بلکہ ایک رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے آرہا ہے، اس خون کو حیض کا خون کہنا یا نفاس کا خون کہنا مناسب نہیں اور اسی بناء پر ہمارے پاس یہ استحاضہ ہی ہے (عمدة الرعایۃ میں بھی ایسا ہی مذکورہ ہے)

اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حمل کے بعد بچہ کی غذاء بنا دیتے ہیں

13/792۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حیض کے خون کو حاملہ سے روک دیتے ہیں اور اس حیض کے خون کو جو رحم میں جمع ہوتا ہے (بچہ کی غذا بنا دیتے ہیں (1)

ف: اس حدیث میں ''تَغِیضُ الْاَرْحَامُ'' کا ترجمہ تکملۂ مجمع البحار سے لیا گیا ہے۔ 12

14/793 ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ کے خون کو روک دیا ہے اور اسی کو بچہ کا رزق بنایا ہے (2)
(ان دونوں حدیثوں کی روایت ابن شاہین نے کی ہے جن کو صاحب الجوہر النقی نے نقل کیا ہے)

حاملہ عورت خون دیکھے تو اس کا حکم پاک عورت کا ہی ہوگا

15/794 ۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو وہ حائضہ نہیں ہے تو اس کو چاہئے کہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اس سے اس کا شوہر صحبت بھی کرسکتا ہے اور وہ ان تمام کاموں کو کرسکتی ہے جو ایک پاک عورت کرتی ہے (اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے)

حائضہ کو حیض کے ختم پر سفید پانی کا نظر آنا حیض کے ختم ہونے کی علامت ہے

16/795 ۔ علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں، علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا عورتیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں تھیلی میں حیض کی چندیاں رکھ کر بھیجا کرتی تھیں اگر حیض کے خون کا رنگ زرد ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرمادیا کرتیں کہ جلدی مت کرو، تاوقتیکہ تم حیض کو سفید پانی کی طرح نہ دیکھ لو (کیوں کہ حیض جب ختم ہوجاتا ہے تو آخر میں سفید پانی خارج ہوتا ہے جس سے رحم کی پاکی معلوم ہوتی ہے) یہ فرمانے سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ ہوتا تھا کہ حیض سے بالکل پاکی حاصل ہوجائے (اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور عبدالرزاق نے بھی اس کی روایت اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے اور امام بخاری نے بھی اسی طرح تعلیقاً روایت کی ہے)

حائضہ عورت ایام حیض کے روزوں کی قضا کرے لیکن ان دنوں کی نمازیں اس کو معاف ہیں

17/796 ۔معاذۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کی کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضاء کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم خارجی عورت ہو؟ میں جواب دی کہ جی نہیں میں خارجی عورت نہیں ہوں بلکہ صرف دریافت کرنا چاہتی ہوں ،تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو حیض آیا کرتا تھا تو ہم کو روزوں کی قضاء کرنے کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کی ہے)

ف: اس حدیث میں لفظ حروریۃ جو مذکور ہے وہ حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ کے نواح میں ایک قریہ ہے اور حروراء وہ قریہ ہے جہاں سے فتنہ خارجیت کا آغاز ہوا اور خوارج ایک ایسا فرقہ ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی ہے اور اہل سنت الجماعت کے مسلک سے ہٹ کر عقائد اور اعمال میں ایک علیحدہ راستہ اختیار کیا جو آگے چل کر ایک گمراہ فرقہ بن گیا۔

اس حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سائلہ عورت نے جب سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اندیشہ ہوا کہ ان کا یہ سوال بداعتقادی کی وجہ سے تو نہیں ہے اس لئے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تمہارا تعلق حروریہ یعنی فرقہ خوارج سے تو نہیں ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اس لئے بھی دریافت کیا کہ خوارج کی ایک جماعت نے حائضہ پر ایام حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب قرار دیا ہے جو خلاف اجماع ہے اور جب سائلہ عورت نے جواب دیا کہ میں خارجی نہیں ہوں تو پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جو جواب دینا تھا دیا جو صدر میں مذکور ہے (عینی ،معجم البدان

اوردائرۃ المعارف بستانی)12

حیض کی حالت میں مرد کے لئے بیوی کی کیا چیز حلال ہے

18/797 ۔عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حیض کی حالت میں ہوتو مجھے اپنی بیوی سے کیا چیز حلال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے جائز ہے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا اڈھانک کر کپڑے کے اوپر سے نفع لیں (اور بغیر کپڑا ڈھانکے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے نفع لینا جائز نہیں)(اس کی روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے)اور نیل میں مذکور ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں دوراوی صدوق ہیں اور ابوداؤد کے باقی راوی بھی ثقہ ہیں

19/798 ۔ نیز اس کی روایت ابولیلی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ابولیلی رضی اللہ عنہ کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

حیض کی حالت میں مرد بیوی کے بدن سے کس طرح استفادہ کرسکتا ہے

ف: عورت جب حیض کی حالت میں ہوتو اس کے بدن سے استفادہ کے متعلق علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ عورت کی ناف اور ناف کے اوپر کے سارے بدن اور گھٹنا اور گھٹنے کے نیچے پیروں تک کے حصہ سے کپڑا ڈھانکے بغیر عورت کے جسم سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے بلکہ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے بھی کپڑا ڈھانک کر نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اگر چہ کہ کرسف یعنی حیض کے کپڑے پر خون آرہا ہو، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا قول یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول جدید میں اسی کو اختیار کیا ہے (ردالمحتار اور مرقات)

20/799 ۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں خود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کیا کرتے

تھے اور حیض کی حالت میں آپ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا ڈھانک لوں اور آپ مجھ سے لپٹتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں (مسجد میں بیٹھ کر) میری جانب اپنے سر مبارک کو بڑھاتے (اور میں مسجد کے باہر رہتی تھی) اور حیض کی حالت میں آپ کے سر مبارک کو دھویا کرتی تھی (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

21/800۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی حائضہ ہو تو ایسی حالت میں میرے لئے میری بیوی کی کیا چیز حلال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ تمہاری بیوی اپنی ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ پر کپڑا باندھ لے اور پھر تم (ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ سے) کپڑے کے اوپر سے بغیر جماع کئے نفع حاصل کریں (اس کی روایت امام مالک اور دارمی نے مرسلاً کی ہے)

حائضہ کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے

22/801۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیا کرتی اور پھر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ (اس پانی کے کٹورے سے) جہاں میں منہ لگا کر پانی پی تھی، اسی جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منہ لگا کر پانی پیتے اور اسی طرح حیض کی حالت میں گوشت والی ہڈی کے گوشت کو منہ سے چھڑا کر کھاتی اور اسی ہڈی کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی تو آپ میرے منہ لگا کر کھانے کی جگہ سے اپنا دہن مبارک لگا کر گوشت کھاتے تھے (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

23/802۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گود سے ٹیکا لگاتے پھر

قرآن پڑھتے (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

24/803۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے مجھے حصیر دے دو، میں جواب دی کہ میں حالت حیض میں ہوں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)

25/804۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھ کر نماز پڑھا کرتے تھے کہ جس کا کچھ حصہ مجھ پر ہوتا تھا اور کچھ حصہ آپؐ پر ہوتا اور میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

26/805۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سو جایا کرتی تھیں (اس کی روایت سعید ابن منصور نے کی ہے)

حائضہ سے جماع کرنے عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کرنے اور نجومی کے پاس جانے کی وعید

27/806۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حائضہ سے جماع کیا، یا عورت کی پچھلی راہ سے صحبت کی، یا نجومی کے پاس گیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو چیز اتاری گئی ہے اس سے کفر کیا (اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے) اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جس نے نجومی کے قول کی تصدیق کی، پس بے شک وہ کافر ہوا۔

28/807۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع

کرلے تو وہ نصف دینار خیرات کرے (اس کی روایت ترمذیؔ، ابوداؤد، نسائیؔ، دارمیؔ اور ابن ماجہؔ نے کی ہے)

29/808۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر (ایسی حالت میں جماع کرے کہ) حیض کا خون سرخ ہو تو ایک دینار (یعنی ساڑھے چار ماشہ سونا) خیرات کرے اور اگر خون کا رنگ زرد ہو تو نصف دینار، خیرات کرے (اس کی روایت ترمذیؔ نے کی ہے)

حائضہ کے ساتھ جماع سرزد ہو جائے تو کیا کیا جائے

اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ حیض کی حالت میں جماع کرنے والے پر استغفار کے سوا کوئی چیز واجب نہیں ہے اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے، واضح رہے کہ جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حالت حیض میں جماع کرنے سے خیرات واجب نہیں ہوتی، انہوں نے یہ جواب دیا کہ حائضہ سے جماع کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں خیرات کرنے کا جو ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے چاہے تو خیرات کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عمدۃ القاریؔ میں بیان کیا ہے اور اسی طرح عالمگیریہ میں مذکور ہے۔ البتہ بذل المجہودؔ میں لکھا ہے کہ علماء نے حائضہ سے جماع کرنے سے کفارہ واجب ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر کچھ بھی واجب نہیں ہے بلکہ خیرات دینا مستحب ہے اگر ابتدائی حیض میں جماع کرلیا ہو تو ایک دینار خیرات کرے اور اگر آخری حیض میں جماع کیا ہو تو نصف دینار خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔

(19) بابُ المستحاضہ

(یہ باب ہے مستحاضہ کے بیان میں)

مستحاضہ کی تعریف اور اس کا حکم

ف: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے رحم سے خون بغیر ایام حیض اور نفاس کے جاری رہتا ہے، عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کو عاذل کہتے ہیں اور اس رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے تو عورت کو جب اس قسم کا خون جاری ہو تو وہ نماز، روزہ اور تمام عبادتیں بدستور پڑھا کرے اور اس حالت میں صحبت بھی ممنوع نہیں (مرقات) 12

معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم

1/809 ۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں ایک عورت کو مدت حیض سے زائد خون آیا کرتا تھا تو اس عورت کے لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کو جو یہ خون جاری ہوا ہے اس کے پیشتر کے مہینے میں جتنی راتیں اور دنوں تک ہر ماہ عادتاً آیا کرتا تھا۔ ان کو وہ شمار کر لے اور مہینے کے اتنے ہی دن کی تعداد پر ایام حیض میں شمار ہونے کی وجہ سے نماز ترک کیا کرے اور جب اتنے دن گذار دے تو غسل کرے پھر کپڑے سے لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے (اس

کی روایت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہؒ، دارقطنی، بیہقی اور دارمیؒ نے کی ہے اور نسائیؒ نے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے اور امام نوویؒ نے کہا ہے کہ ابوداؤد کی اسناد مسلم اور بخاری کی شرط کے موافق ہیں)

2/810۔ ہشام بن عروۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مستحاضہ پر خون جاری رہنے کی وجہ سے صرف ایک ہی غسل کے سوا بار بار غسل کرنا واجب نہیں ہے پھر وہ اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرتی جائے (اس کی روایت امام محمد نے امام مالک سے مؤطا میں کی ہے)

3/811۔ اور طبرانی نے اسی طرح سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ عنہا سے اس کی روایت مرفوعاً کی ہے۔

4/812۔ اور اسی طرح عبدالرزاق، امام طحاوی اور سعید بن منصور نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے موقوفاً روایت کی ہے۔

5/813۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورت جس کے استحاضہ سے پہلے حیض کے معینہ دن تھے وہ استحاضہ کی حالت میں ان معینہ دنوں میں نماز چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک دفعہ غسل کرلے پھر ہر نماز کے وقت وضو کرتی رہے (اس کی روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسناد صحیح کے ساتھ کی ہے)

6/814۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا سے (جب کہ وہ مستحاضہ تھیں فرمایا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرو۔ (اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور اسی طرح امام محمد نے اصل میں روایت کی ہے۔

7/815۔ اور بخاری اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

مستحاضہ کوفرمایا کہ پھرتم ہر نماز کے لئے وضو کرلیا کرو، یہاں تک کہ (دوسری نماز) کا وقت آجائے (یعنی جب دوسری نماز کا وقت آجائے تو پھر تازہ وضو کرلیا جائے اگرچہ کے پہلے وضو کوتوڑنے والی کوئی بات صادر نہ ہوئی ہو)

ف: اس حدیث میں ثُمَّ تَوَضَّئِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ جو مذکور ہے اس کے معنی محاورۂ عرب کے لحاظ سے (بِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) یعنی ہر نماز کے وقت وضوء کیا کرو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ (آتِیْکَ لِصَلَاۃِ الظُّھْرِ اَیْ وَقْتِھَا) یعنی میں تمہارے پاس نماز ظہر کے وقت آؤں گا، اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ لام بمعنی وقت کے ہے جس پر امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد رحمہما اللہ کی روایت کردہ حدیث دلیل ہے جس میں (بِوَقْتِ کُلِّ صَلَاۃٍ) مذکور ہے علاوہ ازیں بعض حدیثوں میں (عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ) بھی وارد ہے جس سے وقت کی طرف ہی اشارہ ہوتا ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے (فتح القدیر) 12

8/816۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امِّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو خون جاری رہتا تھا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیں تو آپؐ نے حکم دیا کہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کریں اور نماز پڑھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے) اسی طرح طحاوی نے بھی روایت کی ہے)

9/817۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پھر تم غسل کرلو اور ہر نماز کے لئے وضو کرتی جاؤ۔

10/818۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح مروی ہے۔

11/819۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوئیں اور استحاضہ کی حالت میں سالہا سال رہیں اور وہ لگن میں بیٹھ جایا کرتیں۔ یہاں تک کہ استحاضہ کے خون کا رنگ پانی پر غالب آجاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک خاص رگ کا خون ہے، چنانچہ ام

حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں (اس کی روایت سعید بن منصور نے کی ہے اور امام طحاوی اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

معینہ عادت والی مستحاضہ کا حکم

ہمارے فقہا، رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر یہ صراحت کی ہے کہ جس عورت کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا ہو جس کی وجہ سے اس کے لئے حیض اور استحاضہ میں فرق کرنا دشوار ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں اس عورت کے ایام حیض کے بارے میں اگر ایک معینہ عادت ہے تو ایسی عورت اپنی عادت کی طرف پلٹائی جائے گی یعنی ایام عادت تو حیض میں شمار ہوں گے اور ایام عادت سے جتنے دن زائد خون جاری رہے گا وہ استحاضہ ہوں گے تو ایسی عورت کے جب ایام حیض ختم ہو جائیں تو وہ ختم حیض پر صرف ایک دفعہ غسل کرلے اور بعد ازاں ہر نماز کے وقت وضو کرتی جائے اور دوسری نماز کے وقت تک اسی وضو سے جو نماز چاہے پڑھ لے اگرچیکہ خون بہہ رہا ہو۔

معینہ عادت والی مستحاضہ پر ایام حیض کی تعداد اور تاریخیں مشتبہ ہو جائیں تو وہ گمان غالب پر عمل کرے۔

اور وہ عادت والی عورت کہ جس کو استحاضہ کاْ خون ہمیشہ جاری رہتا ہو لیکن اس پر ایام حیض کی تعداد اور ایام حیض کی تاریخیں مشتبہ ہو چکی ہوں تو وہ تحرّی کرے کہ اس کا ظن غالب حیض کے دنوں کے متعلق کیا ہے تو جتنے دن اس کے خیال میں حیض کے ثابت ہوں اتنے دنوں کو حیض سمجھے اور باقی کو استحاضہ۔

مستحاضہ کو ایام حیض کے بارے میں تردد ہو تو وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے

اور اگر ایسی عورت کا خیال کسی بات پر نہیں جمتا ہو تو حیض یا طہر میں سے کسی کا

تصفیہ معین طور پر نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسی عورت احتیاط پر عمل کرے اوا احتیاط یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے۔

مستحاضہ طہر میں تھی اور حیض شروع ہونے کا شبہ ہو تو ہر نماز کے وقت وضو کیا کرے

مسحاضہ حیض میں تھی اور طہر کے شروع ہونے کا شبہ ہو تو ہر نماز کے وقت غسل کیا کرے

اور بعض حالات میں مستحاضہ کو شبہ ہو جائے کہ جو دن گذر رہے ہیں وہ طہر کے تھے اور اب حیض شروع ہو رہا ہے تو ایسی حالت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کیا کرے اور اگر مستحاضہ کو اس بارے میں شبہ ہو کہ جو دن گذرے رہے ہیں وہ حیض کے تھے اور اب طہر شروع ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کی جائے۔12

مستحاضہ کے اقسام اور احکام کو وضاحت کے پیش نظر حسب تفصیل ذیل نمبر وار مرتب کیا گیا ہے

(1) معینہ عادت والی مستحاضہ: ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ اس کے ایام عادت حیض میں شمار ہوں گے اور جو ایام اس کی عادت سے زائد ہوں ان کا شمار استحاضہ میں ہوگا اس لئے یہ ایام حیض کے ختم پر ایک دفعہ غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت وضو کرے اور اس کا وضو دوسری نماز کے وقت تک باقی رہے گا اور یہ اپنے اس وضو سے جملہ عبادات ختم وقت تک ادا کر سکے گی۔

(2) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہو اور اس پر ایام حیض کی تعداد او ایام حیض کی مقررہ تاریخ مشتبہ ہو جائے تو ایسی مستحاضہ پر حکم یہ ہے کہ تحری (ظن غالب) یعنی ایام حیض کی تعداد اور تاریخ کے بارے میں اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔

(3) ایسی مستحاضہ جس کا خون جاری ہواور اس کا خیال کسی بات پر جمتا نہ ہوتو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ احوط پر عمل کرے اور احوط یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرلیا کرے۔

(4) ایسی مستحاضہ جس پر بعض حالات میں حیض اور طہر مشتبہ ہو جائیں اور اس کو تردد ہو کہ موجودہ ایام طہر کے ہیں یا حیض شروع ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز ادا کرے۔

(5) اگر مستحاضہ کو یہ تردد ہے کہ وہ حالت استحاضہ یعنی طہر میں ہے یا حیض سے فارغ ہو چکی ہے تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کرے، اس لئے کہ حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل ضروری ہے اور چونکہ حیض سے فارغ ہونے کا یقین نہیں بلکہ اس میں تردد ہے۔اس لیے اس پر ہر نماز کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

12/820 ۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مستحاضہ سے اگر اس کا شوہر جماع کرے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے)

13/821 ۔اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اور بیہقی کی روایت جو عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے شوہر ان سے مجامعت کرتے تھے۔اور ابوداؤد نے اس حدیث کے اسناد کے متعلق سکوت اختیار کیا ہے جو صحت حدیث کی دلیل ہے اور امام نووی نے بھی وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

خاتمۃُ الطّبع

الحمدللہ کہ توفیق الٰہی سے آج بتاریخ 11 شوال المکرّم 1377 ھ یوم پنجشنبہ مطابق یکم مئی 1958ء زجاجۃ المصابیح کے اردو ترجمہ مسمّی بہ نوالمصابیح کا پہلا حصہ (مشتمل بر کتاب الایمان وکتاب العلم وکتاب الطہاۃ) ضروری تشریحات اور مباحث کے ساتھ مکمل ہوا جو ہدیۂ ناظرین کرام ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کو عام فرمائے اور مؤلّف علام مدظلہ کے سایہ عاطفت کو دیر پا سلامت باکرامت رکھے۔

وَصَلی اللّٰہ علی سَیّدِنا محمد ن النَّبّی الْاُمّی وَعَلیٰ اٰلِہِ الکرام وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمدلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

منجانب

مجلس نشر واشاعت نورالمصابیح

11 شوال المکرّم 1377 یکم مئی 1958ء

تبصرۂ ماہنامہ تجلی دیوبند (ڈسمبر 1961ء)

بر زجاجۃ المصابیح (عربی) جلد پنجم

زجاجۃ المصابیح: اس رفیع الشان کتاب کے بعض حصّوں پر ان صفحات میں پہلے بھی تبصرہ ہو چکا ہے، اس وقت اس کا پانچواں جز پیش نظر ہے جس پر یہ مکمل ہوگئی ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک اس کے جامع مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی طرف سے تبریک وتحسین کے مستحق ہیں، سواد اعظم کا حنفی ہونا محتاج بیان نہیں، مشکوٰۃ اپنے طرز کی عمدہ کتاب ہے لیکن اس کے جامع شیخ والی الدین خطیب تبریزی شافع المسلک تھے اور قدرتی طور پر انہوں نے اس میں اپنے مسلک کی رعایت کی ہے۔ ضرورت تھی کہ اسی نوع کی کوئی کتاب حنفی مسلک کا لحاظ رکھتے ہوئے مدوّن کی جائے، نہایت خوشی کی بات ہے کہ یہ ضرورت زجاجۃ المصابیح نے کافی حد تک پوری کر دی ہے۔ اب یہ حنفی مدارس کے اربابِ انتظام کا کام ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اور نصاب کا جز بنائیں۔ اس میں حضرت جامع نے بڑی عرق ریزی اور کاوش کی ہے جو اعتراضات فقہ حنفی پر مختلف حلقوں سے کئے جاتے رہے ہیں انہیں دفع کرنے میں موصوف کی مساعی کافی وزن دار ہیں، فقہ حنفی کے مفتی بہ اقوال کی تلاش کے بعد انہوں نے ان کی توثیق کرنے والی احادیث بھی زیب قرطاس فرمائی ہے اور احناف کے سر سے اس لغو الزام کو اُتارا ہے کہ ان کی فقہ محض رائے پر مبنی ہے احادیث پر مبنی نہیں۔

مسرت کی بات یہ ہے کہ کتاب کی طباعت وکتابت بھی نہایت پاکیزہ ہوئی ہے اور کاغذ عمدہ ہے، یہ آخری جلد (407) صفحات پر مشتمل ہے۔

قطعۂ تاریخ طبع نور المصابیح حصّہ اول

ترجمۂ زجاجۃ المصابیح جلد اول

(مؤلفہ)

حضرت واقف رموزِ شریعت مولانا الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی و قادری مدِّ ظلہ العالے

سید عبداللہ شیخ مستند — منبعٔ فیضان اللہ الصمد
عالم بے مثل کامل پیر ہیں — ان کی ہر تحریر ہے علمی سند
مایۂ ناز آپ کی تصنیف ہے — جس پہ علم و فن کو ہے رشک و حسد
خواب میں دیکھا شہ لولاک کو — جو ہیں بے شک مظہر شانِ احد
ان کو سینہ سے لگا کر آپ نے — اس طرح بخشی ہے روحانی مدد
مسلکِ احناف کی تائید میں — ہیں احادیثِ صحیحہ بے عدد
جو قیاسی کہتے ہیں احناف کو — یہ کتاب ان کے قیاسوں کی ہے رد
ان کا مالک مہرباں ان پر رہے — ان کو دیں انعام اس کا ان کے جد

مصرع ہجری یہ ابجد نے کہا
طبع شد نور المصابیح مستند

1377 ھ

پیش کش خاکپائے قادری الملتانی رحمۃ اللہ
محمد اصغر صدیقی ابجد

☆☆☆